

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226431

UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلہ دارالافتاء

تاریخ

اضواء القرآن

جلد دوم

مجموعہ کتب قرآنی تاریخ اور روایات کی فصل اسلام کی بزرگ زبان اور مذہب پر سبب بیان
قرآن مجید، تفسیر، آثار، روایات، تاریخ، یونان و روم، تحقیقات و مسائل ہیں

تالیف

مولانا سید سلیمان ندوی ناظم دارالافتاء

پیشہ ورانہ تدوین، مدخلی ملاحظہ

معارف پریس، دارالافتاء عظیم گڑھ بن چینی

پیشہ ورانہ تدوین

پیشہ ورانہ تدوین

پیشہ ورانہ تدوین

فہرست ارضالفران جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶	صدر	۳۳	ملکات اودوم	۱	نبو بذاہیم
۶۰	یطور	۳۴	شلمان اودوم		بنوقطوراء
۶۱	تافیش	۳۵	اودوم کی تاریخ	۳	مدین
۶۱	دوما	۳۵	یوباب اور ایوب	۴	مدین کی تاریخ
۶۱	تیم	۳۸	یسرا یوباب اور ایوب	۵	مدین اور حضرت موسیٰ
۶۱	قیدما	۴۰	حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن	۸	مدین کی تباہی
۶۱	اصحاب الرس	۴۱	حضرت ایوب کا قصہ	۱۰	حوباب یا شیث
۶۱	اصحاب الرس اور قرآن	۴۲	قرآن مجید اور حضرت ایوب		حضرت ثقیث اور ستران
۶۳	نباتوت یا ناباط		بنو ماجرہ		مدین اور ستران
۶۳	انباط اور روایات عرب	۴۵	ماجرہ	۱۴	مدین کے متعلق ایک کثرت کی تفسیر
۶۵	انباط و نباتوت اور نبات کا تراوت	۴۷	اسماعیل	۲۰	توراة و قرآن کی مطابقت
۶۶	انباط کا عہد حکومت	۴۸	فوج اسماعیل تھے	۲۲	شہر مدین کی پچھلی تاریخ
۶۷	انباط کا ردیفہ حکومت	۵۰	فاران کی بحث	۲۴	اصحاب الایمکہ
۶۸	انباط کا دارالحکومت	۵۵	حضرت اسماعیل کی اولادین	۲۵	اصحاب الایمکہ کون ہیں
۶۹	شلمان انباط	۵۶	نبو اسماعیل	۲۶	ایک کی تحقیق
۷۱	تہنی حالات	۵۸	میشام	۲۸	اصحاب الایمکہ اور قرآن
۷۲	سیاسی حالات		ادانیل		بنو سارہ
۷۵	یونانیوں اور رومیوں سے تعلق	۵۹	مشناہ	۳۲	بنو اودوم
۸۱	انباط اور یہود		مشا		عیسو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۴	اُس کا ذکر ت ان مین	۱۰۶	قیدار کی شاخیں	۸۳	انباط اور عدا سلام
۱۳۶	عربوں کے مالک تجارت	۱۰۹	قریش	۸۴	اصحاب الحجر
"	امدون ملک کے تجارتی شہر	"	سلسلہ نسب	"	انباط ہی اصحاب الحجر ہیں
۱۳۷	راستوں کی مسافت	"	لفظ قریش	"	قرآن اور اصحاب الحجر
"	سامان تجارت	۱۱۰	قریش کی شاخیں	۸۶	شہر حجر
"	توراة اور یوحنا یونان و روم کے	۱۱۱	شجرہ قریش	۸۸	آل غسان
۱۳۸	بیانات	۱۱۲	قریش کی ایک اور تقسیم	"	غسانی ناجبہ ہیں
"	درآمد	۱۱۳	قریش کا زمانہ	۹۰	آل غسان کی تاریخ
۱۳۷	عرب کے بازار	"	قریش کی سیاسی خودمختاری	۹۳	الم غلبت الروم
۱۳۶	قریش کی تجارت	۱۱۶	قصی کا زمانہ	۹۴	آل غسان اور اسلام
۱۳۷	تجارت قریش اور قرآن	"	کوہ صفا کا کتبہ	۹۶	اوس و خزرج با انصار
۱۳۹	قریش کی تجارت اور اسلام	۱۱۷	قریش کا نظام سیاسی اجتماعی	"	اوس و خزرج ناجبہ ہیں
"	السنة العربیة قبل الاسلام	۱۱۸	قریش کا تمدن	۹۷	اوس و خزرج کی شاخیں
۱۴۲	سامی زبانیں	۱۱۹	قریش اور قرآن مجید	۹۹	اوس و خزرج کی تاریخ
۱۴۳	عربی زبان ام اللہ السنتہ السامیہ ہے	"	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۱	انصار
"	آرامی زبان کی حقیقت	۱۲۰	حضرت زید بن	۱۰۲	قیدار
۱۴۴	اہم بائعہ کی آرامی زبان	"	ابولب	"	قیدار کا مسکن
۱۴۶	نہود کی زبان	"	تجارت العرب قبل الاسلام	۱۰۳	قیدار کی تاریخ
۱۴۸	بنو قحطان اور اسماعیل کی زبانیں	۱۲۲	ملک عرب کا موقع تجارتی	"	کتبات بابل میں
۱۴۹	جنوبی یا قحطانی زبانیں	۱۲۴	عرب کی شہرہ تجارت	۱۰۵	توراة میں

صفحہ	مضمر	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	جنوبی اور شمالی زبانوں میں فرق	۱۵۰	مشرقیین کے بیانات	۱۴۴	قرآن مجید اور مذاہب
	چوتھی صدی ہجری میں عرب کی		شمالی عربوں کے مذاہب	۱۴۳	عرب قبل اسلام
۲۰۱	زبانیں	۱۵۱	قرآن اور توراہ کا بیان	۱۴۲	اعظم پرستی اور قرآن
۲۰۲	شمالی یا اسماعیلی زبانیں	۱۵۲	دین کا مذہب اور قرآن	۱۴۵	قوی پرستی اور قرآن
۲۰۳	شمالی قبائل کی زبانوں کے فرق	۱۵۵	اصحاب الایکہ کا مذہب اور قرآن	۱۴۴	شارہ پرستی اور قرآن
۲۰۴	اسان عربیہ میں	۱۵۶	حضرت ایوبؑ کی امت کا مذہب	۱۴۸	عرب کے مستند مذاہب اور قرآن
۲۰۵	قرآن مجید کی زبان	۱۵۷	نور اسماعیل کا مذہب	۱۴۷	یہودیت اور قرآن
۲۰۶	ادیان العرب قبل اسلام		اصحاب ارس اور اصحاب الحجر	۱۴۹	عیسائیت اور قرآن
	بت پرستی کا آغاز	۱۶۱	اوس اور خزرج اور ان کے ہم نسب		عیسائیت کے مختلف فرقے اور
	ستارہ پرستی کا دور	۱۶۲	قبائل کا مذہب	۱۹۲	مستمران
۲۰۸	عاد کا مذہب	۱۶۳	اصنام عرب جنوب	۱۹۳	عیسائیت سے قریش کا تنفر
۲۰۹	ثمود کا مذہب	۱۶۴	بنو قیدار یا عدنانی قبائل کا مذہب	۱۹۴	یہودیت اور قرآن
۲۱۰	ام سامیہ اولیٰ کا مذہب	۱۶۴	اصنام عرب شمال	۱۹۵	صائبیت
۲۱۱	بابل میں سامی قوم کا مذہب	۱۶۵	چند اور بتوں کے نام	۱۹۶	صائبیت کا مختصر حال
	مصر میں سامی قوم کا مذہب	۱۶۷	عرب میں دیگر مذاہب کا وجود	۱۹۸	صائبیت کے متعلق مسلمانوں
	مستمران کا بیان	۱۶۸	یہودیت کا وجود	۱۹۹	کے بیانات
۲۱۵	ام سامیہ اولیٰ کے پیغمبر	۱۶۹	عیسائیت کا وجود	۲۰۰	قدیم عیسائی بیان
۲۱۶	اہل سین کا مذہب	۱۷۰	یہودیت کا وجود	۲۰۱	علمائے یورپ کا بیان
	بنو قحطان کا مذہب	۱۷۱	کبتہ اور بیل	۲۰۲	سائبی عقائد
۲۱۹	قوم سبا کا مذہب	۱۷۲	—	۲۰۳	تبصرہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۹	عجک بت مونث تھے،	۲۴۲	ان کے پرستار قبائل	۲۲۰	قرآن مجید کی ایک صداقت
	عرب کے بت مالک یورپ		ان کے معنوں کی لغوی و منوی	۲۲۱	صائبیت کی لغوی تشریح
۶	مین	۲۴۳	تحقیق	۶	تنبیہ اہم
۶	لفظ رحمان	۶	لات	۲۲۲	ماہب صابئی اور قرآن مجید
۲۵۰	ستران مجیدین رحمان	۲۴۵	اللہ	۲۲۶	ذنیفیت
۶	رحمان کی تحقیق	۶	العربی	۲۲۰	لغوی تحقیق
۲۵۱	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۲۴۶	مناۃ	۲۲۰	قرآن مجید سے استلال لغوی
	خاتمہ	۶	وذ	۲۴۳	ذنیفیت اور سب
	-----	۶	سواغ	۲۴۴	شرک
		۲۴۷	یغوث	۲۳۵	مشرکین کے عقائد اور قرآن
		۶	نہر	۲۴۰	دہریت اور قرآن
		۲۴۸	ان انسان کی شکلیں	۶	بت پرستی اور قرآن
		۶	بیل	۲۴۲	قرآن میں انسان کا ذکر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى له واصحابه اجمعين

طبقة ثالثة

سلسلہ ابراہیمی

وَالْاِبْرَاهِيمَ

حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھیں، سارہ، ہاجرہ اور قطورا،

سارہ کے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے، ان کے دو بیٹے تھے حضرت یعقوبؑ جو بنی اسرائیل

کے باپ تھے، اور عیسوؑ جو کالقب دوم تھا اس سلسلہ میں سے اور دم اپنے بھائی سے الگ ہو کر

اپنے چچا، اسماعیلؑ کے پاس عرب میں متوطن ہوئے، بقیہ سلسلے مصر و شام میں رہے،

قطورہ کے بطن کی تمام اولاد و نگو جن میں ایک کا نام مدین تھا، عرب ہی

میں ان کے باپ نے ان کو بسایا، ان میں سے بنو مدین اور دوان کے سوا اور نہ کا

حال نہیں معلوم،

ہاجرہ کے بطن سے صرف ایک بیٹا ہوا، حضرت اسماعیلؑ، انھوں نے بھی
عرب ہی میں اپنے باپ کے حکم سے سکونت کی،

ارض القرآن کا یہ سنہ صرف انھیں خاندانوں کی تفصیل پر محدود ہے اور انہیں
سے بھی ان خاندانوں کا ذکر مفصل ہے، جن کا نام قرآن مجید میں کسی حیثیت سے مذکور ہے،

۱۔ بنو قحطور امین سے اہل مدین اور اہل ددان (صحاب الالکۃ)

۲۔ بنو سارہ میں آدم (یعنی حضرت ایوبؑ اور انکی قوم)

۳۔ بنو ہاجرہ میں سے حضرت اسماعیلؑ، انباط (صحاب الکجر) قید ازا اور قریش



خوشبودارچیزین، بلسان، صنوبر، بُبان^۱

اس واقعہ کے بعد چار سو برس تک مدین کی تاریخ پر خاموشی چھا جاتی ہے، سبب یہ ہے کہ مدین کے سوانح نگار بنی اسرائیل ہیں اور یہ زمانہ بنی اسرائیل کے قیام مصر کا ہے۔ ۴۰۰ برس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا، اور دعوت حق اور حب قومی کے جرم میں اُن کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی تو اُنکا لُجبا اُسی قافلہ کی سرزمین تھی جو اُنکی قوم کو چار سو برس پہلے مصر پہنچا گئی تھی، یعنی مدین

مدین کی قوم عموماً اس وقت جس کا روبرو بارین نظر آتی ہے، وہ وہی ہے جو تھام ساموئیل کا ہمیشہ پیشہ رہا ہے، یعنی گلہ بانی ایہی وہ شغل ہے جو ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا پیشہ تھا، اور جب حضرت موسیٰ کو مصر کی تمدن زندگی میں میسر نہ آتا، بنو سام کے عظیم الشان پیغمبر کے لئے ضرور تھا کہ وہ جہان بانی سے پہلے گلہ بانی کا سبق لے، اسیلئے قضا نے اُنکی نے موسیٰ کو مصر کے تمدن زار سے عرب کے بے تکلف اور سادہ ملک میں بھیج دیا، جہاں شرفائے سام نے اب تک اپنے آبائی عادات و اخلاق کو متروک نہیں کیا تھا۔

تاہم مدین کے قبائل ایک منظم زندگی رکھتے تھے، شہر میں مذہبی رسوم و آداب کی تلقین و محافظت کیلئے کاہن (مذہبی عہدہ دار) ہوتے تھے، اور اکثر حالات میں ہی کاہن شہر کے قانونی حاکم بھی قرار پاتے تھے، حضرت موسیٰ کے عہد میں جو کاہن تھا، اسکا نام تورۃ میں کہین راعویل کہین خیر و کہین حو باب مذکور ہے، لیکن اکثر مسلمان مفسرین

۱۔ خروج ۲-۱۵۔ وقرآن مجید

۱۔ مکین ۲۶-۳۷

۲۔ خروج ۱-۲

۳۔ خروج ۲-۱۸

۴۔ سفر العدد ۱۰-۱۹۔ و سفر ایشاء ۴-۱۱

افسردہ ہوں، پھر ہر سو پر اور پھر ہر دس پر صرف افسردہ کے اختلاف رے کے موقع پر امیر
رحضرت موسیٰ کی عدالت کی طرف رجوع کیا جائے،

اس واقعہ کے ذکر سے یہ کوئی دکھانا ہو کہ اس وقت مدین کا تمدن کس حد تک
ترقی کر چکا تھا!

۶۰۰ یا ۷۰۰ ق م جو حضرت موسیٰ کا عہد ہو، مدین پانچ شیوخ قبائل یا تو آہ کی
اصطلاح کے مطابق پانچ بادشاہوں کے ماتحت تھا، ان کے نام یہ تھے، عوی رقیم، ضور
حور اور ربنی، یوسفوس^۱ یہودی جو پہلی صدی مسیحی میں تھا، اُس کا بیان ہے کہ شہر رقیم،
اسی مدینانی بادشاہ رقیم کے نام سے آباد ہو، عرب اب تک اسکو رقیم اور یونانی پٹرا
کہتے ہیں، اس بنا پر بیسویں صدی کے ایک مشہور مصری عیسائی مورخ کی تحقیق
کہ ”الرقیم“ اس شہر کے یونانی غیر مشہور نام ”ارکہ“ کی تعریب ہو، کس قدر مضحکہ انگیز ہو!
یوسفوس خود اس عہد کا شخص ہو جب یہ رقیم یا پٹرا آباد تھا اس لئے اس سے زیادہ
موثق ذریعہ تحقیق اور کیا ہو سکتا ہو؟

بہر حال اس واقعہ سے اس نتیجہ تک پہنچنا ہو کہ اُس عہد قدیم میں مدین
کی شمالی حد کم از کم وسیع تھی، پٹرا یا رقیم ملک شام کے قریب بحر میت اور نیلج عقبہ کے
درمیان واقع ہو، اسلئے مدین کے حدود شمالی کو یہاں تک وسیع سمجھنا چاہیے،

اس زمانہ کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد شہر مدین کے چار اور بادشاہوں کا ثوراء
میں ذکر آتا ہو، زباح، جملناع، عوریب، اور ذہیب، ایک وقت میں چند بادشاہوں کا

۱۔ خرینج ۱۱۔ ۱۲ صفحہ ۳۱ - ۳۰ یوسفوس، قداسۃ الیہود، کتاب ۴، فصل ۱۰۔

۱۳۔ العرب قبل الاسلام، ج ۱، زیران، ۱۴۔ سفر القضاۃ ۶ - ۱۹۲۵ - ۱۵

وجود اس بات کی دلیل ہو کہ ملک متفرق قبائل یا ریاستوں پر منقسم تھا،

میدین کی اخلاقی و مذہبی حالت اور بربادی | میدین اور مدین کے قریب مواب آباد تھا، مذہباً اور اخلاقاً دونوں قوموں کی بدترین حالت تھی، تمدن کے جراثیم جن امراض کو پیدا کرتے ہیں، وہ ایک ایک کر کے پیدا کر ہو چکے تھے، بتون کی پرستش اور ان کے لئے قربانی شکار مذہب تھا، تمام بتون کا سردار ”بعل فور“ دیوتا تھا، اخلاقی حالت اس درجہ پست تھی کہ شرفائے خاندان کی لڑکیاں انسانیت کا بدترین نمونہ تھیں، مردون کا یہ حال تھا کہ ظلم و ستمگری انکی زندگی کا معمولی پیشہ تھا،

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر مواب و مدین کے میدانوں میں خیمہ زن تھے، ان بدکاروں نے بنی اسرائیل کے لئے سازشوں کا دام پھیلا نا شروع کیا، عورتوں نے نوجوانان بنی اسرائیل کو جوہل میں اس فوج کے سپاہی تھے، اپنے قابو میں کر لیا، سردار سے باغی بنا دیا، بتون کے سامنے ان کا سر جھکوا یا ”بعل فور“ نے ان سے قربانیاں کرائیں، مردون نے اس پاس کی قوموں سے ساز باز کیا کہ بنی اسرائیل کو نیست و نابود کر دیں، بنی عثمان کے ملک سے وہاں کے پنمیر ”بلعام“ کو بلوایا کہ وہ اسرائیل کے لئے بد دعا کرے اس وقت:

”خدا نے موسیٰ سے کلام کیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لئے اہل مدین

سے انتقام لے، اور اس وقت تو اپنی قوم میں مجتمع ہوگا“ (سفر العدد ۳۱-۱)

۵۱ سفر العدد ۲۵-۵۱

۵۲ سفر العدد ۲۵-۲۶

۵۳ سفر العدد ۲۵-۳۰

۵۴ سفر القضاۃ ۱-۶

۵۵ سفر العدد ۲۲-۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵

حالات کی بنا پر بنی اسرائیل کو پھر اپنے قابو میں لانے کے لیے اور مدین کی گنگار آبادی کی سزا دہی کے لیے ضروری ہوا کہ حسب حکم آئی، مدین اور معاونین مدین سے بہاد کیا جائے، موآب، حشبون اور مدین کی متفقہ قوت کے مقابلے میں حضرت موسیٰ نے ۱۲ ہزار آدمی بھیجے، دشمن اپنی کثرت اور سلمان کے باوجود کامیاب نہ ہوئے، مدین کے پانچ سردار عوی، رقیم، صور، حور اور ربع مارے گئے، تمام مرد بچے اور عورتیں قتل ہوئیں، لڑکیاں قید ہوئیں، اور ان کا سامان غنیمت میں ہاتھ آیا،

قوم مدین کی اس تباہی کے بعد شہر مدین ہم اسماعیلی عربوں کے ہاتھ میں پاتے ہیں، اور اب اسکے بعد جن اہل مدین کا توراۃ میں ذکر ہے وہ یہی اسماعیلی ہیں، قوم مدین کی تباہی کے تقریباً ۵۰ برس بعد عالیق اور دیگر عرب قبائل اسماعیلی مدین کی سرکردگی میں بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوئے ہر سال جب غلہ کھنے کے قریب ہوتا، آندھی کی طرح بنی اسرائیل کے ملک میں آتے اور غلہ، گائے بیل، گدھے جو کچھ پاتے سب لوٹ لیتے، فرزند ان اسرائیل آبادی چھوڑ کر پہاڑوں اور غاروں میں روپوش ہو جاتے،

آخر خبعون نامی ایک سردار ان میں پیدا ہوا جس نے بنی اسرائیل کی قوت کو مجتمع کیا، اور صرف ۳۰ منتخب آدمیوں کو لیکر اس نے اہل مدین پر پنجوں مارا رات کی تاریکی میں دوست و دشمن کی تمیز نہ ہوئی، ایک لاکھ بیس ہزار اہل مدین خود اپنوں اور دشمنوں کے ہاتھ ہمارے گھر عویلا دروزیب مدین کے وبادشاہ قید ہوئے، جن کو نہایت ذلت قتل کیا گیا، او

۱۵ سفر القضاۃ باب ۶

۱۵ سفر العدد ۳۱ باب ۱

۱۵ سفر القضاۃ ۸ - ۱۱

۱۵ سفر القضاۃ باب ۲ - ۲۲

۱۵ سفر القضاۃ ۴ - ۲۵

دوبادشاہ زاباح اور صلمان ۵۰ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر نکلے، لیکن ان کو پناہ نہ مل سکی،

حواہب یا شیث | اور پگڈرچکا ہو کہ حضرت موسیٰ کے خسر کا نام توراة میں تیرا ورجو باب مذکور ہو، توراة کے شرح عبرانی میں لکھا ہے، کہ تیرو کے دس نام تھے، دس نام ہوں یا ہوں، دو نام تو خود توراة میں ہیں، ایک جرمن فاضل Heinrich Ewald کہتا ہے،

”اہلی نام حواہب تھا اور تیرا ایک اعزازی لقب تھا جس کے لغوی معنی ”کامل“

کے ہیں، جسطرح یہودیوں کے ہاں ”کاہن“ اور مسلمانوں کے ہاں ”امام“ کا لفظ ہے۔“

دوسری جگہ لکھتا ہے

حواہب کا نام قرآن میں اور عموماً مسلمانوں میں ”شیث“ ہی نام حواہب کی تصحیف ہے،

مسلمان مفسرین بھی علیٰ اہموم تیرو حواہب و شیث کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔“

حضرت ثعلبہ در قرآن | مدین اور حضرت شیث کا باہمی ذکر قرآن مجید کے تین سورتوں میں آیا ہے، اعراف، ہود اور عنکبوت،

وَالَّذِي مَدَّ يَدَهُمْ فَعَثَا قَالِ يَوْمَ أَتَى اللَّهُ مَا لَكُمْ مِنَ إِلَهِ غَيْرِهِ، قَدْ جَاءَكُمْ بَيْنَهُم مِّن رَّبِّكُمْ فَادْعُوا الْكَلِيلَ وَالْمِيزَانَ، وَلَا تَتَّبِعُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ، وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ صَلَاحِهَا، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ، وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ

سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِهِ وَبَغْوُهَا عَوْجًا،
 دَاكُورًا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَتَرْتُمْ، وَانْظُرُوا كَيْفَ
 كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ، وَكَانَ كَانَ طَائِفَةٌ
 مِنْكُمْ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ اِذْ سَلَّطْنَا عَلَيْهِمْ طَائِفَةٌ
 مِنْهُمْ يَوْمَ مُوَا قَا صِهِمْ وَاحْتِشَىٰ تَحِيكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا
 وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ،
 فَيَصْلَحُ كَرْنُے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَلْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
 لَخَيْرٌ جَنَّتْ يَتَعَبُوبُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَكَ مِنْ
 قُرَيْبًا اَوْ لَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا، قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا
 كَارِهِينَ وَقَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا اَنْ عَدْنَا
 فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ جِئْنَا اللَّهَ مِنْهَا، وَمَا نَكُونُ
 لَكُمْ اَنْ تَعُوذَ فِيهَا اِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللَّهُ سُبْحٰنَا،
 وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا
 رَبَّنَا اٰمَنَّا بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ
 خَيْرُ الْفَاعِلِينَ،
 وَكَانَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ
 لَئِنْ اَتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ لَفِي الْخِزْيَانِ
 فَاَخَذَ نَهْمًا رَجْفَةً فَاَصْبَحُوا فِي
 دَارِهِمْ جُثَمِينَ، الَّذِيْنَ كَذَّبُوا

سرداران قوم میں جو مغرور تھے بولے کہ شعیب ہم
 تکبر اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں انہیں اپنی آبادی سے
 باز نکال دیجئے، یا ہمارے آبائی مذہب کو پھر قبول کرلو
 شعیب نے کہا کیا ہم نہ چاہیں تب بھی، اگر تمہارے
 مذہب کو جس سے ہم کو خدا نے نجات دی، ہم پھر قبول
 کر لیں تو ہم خدا پر جھوٹا فرما رہے ہیں خدا کی شہادت
 کے بغیر تم کو پھر تمہارے مذہب میں جانا سزاوار نہیں
 ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر شے کو محیط ہے ہم نے یہی پر
 بھروسہ کیا ہے، ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم
 کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر دے، اور تو بہتر فیصلہ
 کرنے والا ہے
 کفر پیشہ سرداروں نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا
 اگر شعیب کی تم نے پیروی کی تو تم گھاٹے میں رہو گے

شُعَيْبًا كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا، اللَّهُ يَنْ
كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ
الْخَاسِرِينَ،

فَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَ قَوْمِ
أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولًا مِّن رَّبِّي وَنَصَحْتُ
لَكُمْ، فَكَيْفَ أَمْسَى عَلَيْكُمْ قَوْمِ
كُفْرِينَ،

(اعراف) کیونکہ کفر پیشہ قوم کی تباہی کا غم کھاؤں۔

اس سے زیادہ تفصیل سورہ ہود میں ہے:

وَالِی مَدَیْنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا، قَالَ يَ قَوْمِ
اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِن إِلَهٍ غَيْرُهُ،
لَا تَتَّبِعُوا الْاِكْبَالَ وَالْمِيزَانَ اِنِّي اَرَاكُمْ
بَحِيرٍ وَّ اِنِّي اَخَافُ عَلَيْكُمْ هَذَا يَوْمٌ مَّحْضٍ
وَلَيَقُومَنَّ اَذْوَالُ الْاِكْبَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ
لَا تَحْسَبُوا النَّاسَ شَيْئًا هُمْ وَلَا تَعْتَوُوا اِنِّي
اَلْاَرْضُ مُفْسِدٌ مِّنْ بَقِيَّتِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ
بِحَفِيظٍ

کوئی نگران نہیں مقرر ہوا،
لوگوں نے جواب میں کہا شعیب کیا یہ تمہاری ناز

مَا يَعْْبُدُ اَبَاؤَنَا اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِى
اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ اِنَّكَ لَانتَ الْحَكِيمُ
الرَّشِيدُ،

قَالَ لَيَقُوْمُ اَرَايْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
مِّن رَّبِّىْ وَرَزَقْنِىْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَمَا
اُرِيدُ اَنْ اَحَالِفْكُمْ اِلَىٰ مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ،
اِنْ اُرِيدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ
وَمَا تَوْفِيقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَإِلَيْهِ اُنِيْبُ، وَلَيَقُوْمُ لَا يَجْرِمُكُمْ
شِقَاقِىْ اَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَ
قَوْمَ نُوحٍ اَوْ قَوْمَ هُودٍ وَمَا قَوْمُ
لُوطٍ مِنْكُمْ بِعَبِيْدٍ، وَاسْتَغْفِرْ لِّىْ
رَبِّكُمْ ثُمَّ تَوَبُّوْا اِلَيْهِ، اِنْ سَرِىْ
رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ،

فَاَلُوْا اِلَيْتَعِيْبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا
تَقُوْلُ، وَاِنَّا لَنَزَلْنَا فَيْنًا صَعِيْفًا.
وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ، وَمَا اَنْتَ
عَلَيْهَا بِعَزِيْزٍ،

قَالَ لَيَقُوْمُ اَرْهَطِىْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

تکو کہتی ہو کہ ہمارے اسلاف جس کو پوجتے تھے اس کو
چھوڑ دین، یا ہم اپنے مال میں جو چاہیں وہ نہ کریں، تم
بھی بڑے عقلمند اور نیک ہو،

شیب نے کہا بھائیو! اگر میں اپنے پروردگار کی تائیدی
ہوئی دلیل پر قائم رہوں، اور جو کچھ مجھے کھنے پر روزی دے
رکھی ہو اس پر قانع رہوں، تو تمہاری کیا رائے ہو؟ میں نہیں
چاہتا کہ تمہاری مخالفت کر کے وہ کروں جس سے تم کو روکتا
ہوں، میں تو اپنی طاقت بھر صرف صلاح چاہتا ہوں تم کو
توفیق خدا ہی کے زور سے ہو، اُسی پر پھر دوسرے اور اسی
جانب رجوع ہوتا ہوں، بھائیو! صرف میری دشمنی کا
باعث نہ ہو کہ طرح فوج اور ہود کی قوموں پر خطاب ہو گیا
تم بھی پونچھ لو طو کی قوم تم سے دو زمین اپنے پروردگار سے
منفرت چاہو، اور اُسکے سامنے توبہ کرو، خدا رحمت اور
مہبت والا ہو،

بولے شیب! ہم تمہاری بہت سی باتیں نہیں سمجھتے
اور ہم اپنے میں تم کو مذکور بھی پاتے ہیں، اگر تمہارے خاندان
کا لحاظ نہ ہوتا تو تم کو سنگ مار رکھتے ہوتے، اور کچھ تم ہم غالب
بھی نہیں،

شیب نے جواب دیا بھائیو! کیا میرے خاندان خدا سے زیادہ

وَاتَّخَذُوا نُصُورَهُ وَدَاءَ كُمْ طَهْرًا، إِنَّ سِرَاقِي تھارے نزدیک لحاظ کے قابل ہو جو تم نے اُس کو پس پشت
بِمَا تَعْمَلُونَ عُيُطٌ، وَيَقُومُ اِعْمَلُوا عَلٰی ڈال دیا، میرا پروردگار تھارے ہر کام سے واقف ہو، بھائیو! یہ
مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ، میں بھی اپنا کام کرتا ہوں، غفر یہ
مِنْ يَّاتِيهِ عَذَابٌ يُجْزِيهِ وَهُوَ كَاذِبٌ معلوم ہو جائیگا کہ رُسوا کُن عذاب کس پر آئیگا اور کون جھوٹا
وَارْتَقِبُوا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيبٌ، ہو انتظار کرو میں بھی منتظر ہوں

وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا سُلَیْمًا دَاوُدَ الَّذِیْنَ جب ہمارا حکم آگیا ہم نے شعیب کو اور اُس کے ساتھ ایمان
اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ لانے والوں کو اپنی رحمت سے نجات دی، اور جو ظالم تھے
ظَلَمُوا الصَّیْعَةَ فَاصْبِرُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ اُنْ کُوْجِیْ نے آگیا، اور وہ اپنے گھر دین میں پڑے رہ گئے،
جَحِیْمِیْنَ، کَانَ لِهِمْ نُوَافِیْہَا اَلَا بَعْدَ الْمَدِیْنِ اُوْیَا کہ اُن میں وہ کبھی رہے نہیں، اُنھوں کی طرح مدین کیلئے
کَمَا بَعْدَاتُ ثَمُوْدَ، (ہود) بھی ہلاکت ہو

وَإِنِّیْ مِّنْ اِنْحَاہُمْ شُعَیْبًا، فَقَالَ یَقُوْمُ اَعْبَادُ مدین کے پاس شعیب کو ہم نے بھیجا، اُس نے کہا، بھائیو!
اَللّٰہُ فَانْجُوْا یَوْمَ الْاٰخِرِ وَلَا تَعْتَوْا فِی الْاَسْوَیْ خدا کو پوجو اور روز آخرت کی توقع رکھو اور زمین میں فساد
مُفْسِدِیْنَ، کَلَذَبُوْہُ فَآخَذَتْہُمْ الرَّجْفَةُ کرتے دھروا، انھوں نے جھٹلایا، تو کھپکھپاہٹ نے آگیا اور
فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جَحِیْمِیْنَ (عنکبوت) اپنے گھر میں پڑے کے پڑے رہ گئے

ان آیتوں میں مدین کے جن حالات کی طرف تلمیح و اشارہ ہو، چونکہ مدین کی تاریخ
ہمارے مفسرین کے پیش نظر نہ تھی، اسلئے بہت سے عقدے ناکشودہ رہ گئے، سب سے
اول یہ کہ وہ اہل مدین و بنی اسرائیل کے باہمی واقعات و منازعات سے بجز واقعہ قرابت
حضرت موسیٰ و شعیب علیہما السلام ناواقف ہیں، اس بنا پر ان آیات کی تفسیر میں
ان واقعات کا وہ کوئی تعلق نہیں ظاہر کرتے حالانکہ ہماری رلے میں یہ

اکی دہشتی نہیں ہو، بلکہ سود، بٹہ اور دیگر اصناف تجارت ممنوعہ مراد ہیں جن کے ذریعہ سے تاجر و صاحب معاملہ لوگوں کو ان کے حق جائز سے ہمیشہ کم مالیت دیتے ہیں، اسی بنا پر حضرت شعیبؑ کی قوم کا یہ جواب ہے:

اَدَاَنْ نَفْعَلْ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ | کیا اس سے بھی کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں کریں،
(ہود) | تمہاری نماز روکتی ہے،

اس لئے کی تائید مفسرین کی بعض روایات سے بھی ہوتی ہو:

وقيل نهاهم عن قطع الدنانير و | کہتے ہیں کہ شعیبؑ نے ان کو درہم و دینار میں بٹہ
الدراهم و زعم انه محرم عليهم فقالوا | لینے سے منع کیا تھا، اور کہا کہ یہ حرام ہے انھوں نے
او ان ففعل في اموالنا ما نشاء | کہا کیا ہم اپنے مال میں اپنی مرضی کے موافق کام نہ کریں

محدث بن جریر طبری تاریخ میں لکھتے ہیں:

عن زيد بن اسلم في قوله عز وجل "اصلوا" | زید بن اسلم سے اس آیتہ اصلوا تک کے ذیل
تأمرك ان تترك ما يعبد اباؤنا و ان ففعل | میں مروی ہو کہ شعیبؑ ان کو (بٹہ) سے منع
في اموالنا ما نشاء "قال كان عمانهم عنه حذف" کرتے تھے،

الدراهم و قال قطع الدراهم،

عن محمد بن كعب القرظي قال بلغني ان قوم | محمد بن کعب قرظی سے مروی ہو و کہتے ہیں کہ
شعيب عذبوا في قطع الدراهم ثم وجدت ذلك | مجھے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قوم شعیب کو ٹہ لینے کے
في القرآن "اصلوا" تأمرك ان تترك ما يعبد اباؤنا و ان ففعل | باعث عذاب دیا گیا پھر مجھے قرآن مجید میں یہ
اباؤنا و ان ففعل في اموالنا ما نشاء | آیت ملی،

اسکے بعد ارشاد ہے:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا، ذَلِكُمْ أَصْلَاحُكُمْ (اصلاح کے بعد ملک میں فتنہ نہ پکڑو، یہ تمہارے لیے خیر لکم ان کنتم مومنین، (احزاب) بہتر ہو اگر ایمان ہو)
وَلَا تَعْتَدُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (ہود) ملک میں فتنہ و فساد نہ پھیلاؤ

عموماً مفسرین تا آنکہ امام رازمی بھی "فتنہ و فساد" سے "کفر" اور "اصلاح" سے "بعثت شعیب" مراد لیتے ہیں، حالانکہ اس سے مقصود بعد صلح و امان، بنی اسرائیل کے ساتھ مخالفت و منازعت اور سازش و خونریزی ہو، اسی لیے اسکے بعد یہ الفاظ ہیں:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ (ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھر خدا نے جو باقی رکھا ہو خیر لکم ان کنتم مومنین (ہود) وہی تمہارے لیے بہتر ہو اگر ایمان والے ہو)

"بقیہ" کا مطلب ہمارے مفسرین یہ بیان فرماتے ہیں کہ "حرام کے بعد جو حلال چیزیں باقی رہ گئی ہیں وہ تمہارے لیے کافی ہیں، حرام کی کیوں طلب کرتے ہو، لیکن اس حالت میں اول آیت کو آخر آیت سے تعلق کیا رہیگا؟" ملک میں فساد نہ کرو کہ باقی حلال چیزیں کافی ہیں، ملک میں فساد اور حلال چیزوں پر قناعت و نون بے ربط باتیں ہو جاتی ہیں

ہمارے نزدیک مدین کی تاریخ کو پیش نظر رکھنے سے مطلب نہایت واضح ہو جاتا ہو، مدین چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل نے مصر سے آکر ملک کا جو حصہ لے لیا ہو، وہیں لیں، حضرت شعیب فرماتے ہیں کہ فتنہ و فساد سے فائدہ نہیں، خدا نے جو کچھ باقی رکھا ہو اس پر قناعت کرو، اہل مدین اسکے جواب میں کہتے ہیں

قَالُوا شَيْبُ أَصْلُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ شَيْبُ كَيْفَ تَهْدِي نَارَ كَسْبِي هُوَ كَمَا اسْلَفَ كَ طَرَفِ شَيْبُ

مَا يُعْبَدُ إِلَّا عَزَادُ اَنْ تَعْمَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ اِنْ اَنْتَ اِلَّا كَاذِبٌ مُّسْتَكْبِرٌ
 کانت الخلیفۃ الرشید (دھوا)

تم بھی بڑے عقلمند (یا بربار) اور نیک ہو

اس جنگ کی غرض صرف دو تھی، ایک یہ کہ اپنے دیوتا بعل فور کی اہانت کا تہقّم اسرائیل کے خدا کا مقابلہ، اور دوسرے یہ کہ جن طرق ممنوعہ کے ذریعہ سے بھی ہو بنی اسرائیل سے ملک و دولت کی واپسی، اہل مدین کہتے ہیں کہ کیا ہم ان دونوں چیزوں سے باز آجائیں؟ اور طعنات کہتے ہیں کہ تم بھی بڑے نیک اور بڑے عقلمند ہو، یا یہ کہ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ملک و قوم کی مذہبی و مالی بربادی پر غصہ نہیں آتا، تم حقیقت میں بہت بُر دار اور نیک آدمی ہو! حضرت شعیبؑ جواب میں فرماتے ہیں:

قَالَ لِيُقَوْمُوا اَرَأَيْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى بَيِّنَةٍ
 بھائیو! بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی دی ہوئی روشنی
 مِنْ رَبِّيْ وَرَدَّ قَبْلِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا
 پر ہوں اور جو حلال روزی اُس نے دے رکھی ہے
 اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِيْ مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اُسى پناغ رہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم سے مخالفت
 اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاَصْلٰحَ مَا اسْتَطَعْتُ کر کے میں وہ کروں جس سے تم کو روکنا ہوں، میں تو چاہتا
 دَمَا نُوْفِيْهِ اِلَّا بِالشَّرِّ امکان صرف اصلاح چاہتا ہوں اور اُسکی توفیق خدا کے

وسیلہ ہے

(ہود)

صلاح سے مقصود اصلاح روحانی بھی ہو لیکن، مدین و بنی اسرائیل کے مابین صلاح کی کوشش کی طرف:

لیکن با این ہمہ ارشاد و ہدایت، سفیدین اپنے فساد و تباہ کاری سے باز نہ آئے، حضرت موسیٰؑ کے حکم سے قوم مدین کے تمام مرد بچے اور منکوحہ عورتیں قتل کی گئیں، اور ۳۲ ہزار کواری لڑکیاں لونڈی بنائی گئیں، قوم مدین کی زندگی کی یہ آخری تاریخ تھی،

فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثِيمٍ (ہود)
 وَ اخَذَتْ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْغَةَ فَاصْبَحُوا
 فِي دَارِهِمْ جِثِيمٍ (ہود)

فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَاصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثِيمٍ عَنِكَو
 کچکی اور چیخ سے مطلق عذاب مراد ہے

اَلْاَعْدَاءُ الْمَدِينِ كَمَا تَبَدَّلَتْ ثَمُودُ (ہود) ہاں ملاکت ہو مدین کے لیے جسطرح ہلاک ہوئے ثمود،

ثمود کی خصوصیت اس لیے ہو کہ پہلے اس مقام پر وہ آباد تھے،

فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ لَيْقُومُ ابْنُكَ لَكُمْ رُسُلًا
 رِبِّي، وَنُصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اَسَى عَلٰی
 قَوْمِ كَافِرِيْنَ (اعراف)

وَلَمَّا جَاءَ امْرَاَتُنَا بِشُعَيْبًا وَالدِّينِ
 الْمَوَاسِمَ بِرَحْمَةٍ مِنَّا (ہود) تھے اُنکو اپنی رحمت سے نجات بخشی، (ہود)

حضرت شعیبؑ کے متبع کون تھے؟ صرف اُن کے اعزاء اور ہم خاندان اس لیے
 کافروں نے کہا:-

لَوْ كَا رَهْطًا لَوْ جُمْنَاكَ، (ہود) اگر تمہارا خاندان نہ ہوتا ہم تجکو نگسار کر دیتے،

حضرت شعیبؑ نے فرمایا:

اَرَهْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ (ہود) کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ تمہارے نزدیک قوی ہو؟

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شعیبؑ کا خاندان حضرت شعیبؑ کا
 متبع تھا، اس لیے حضرت شعیبؑ کے ساتھ جن لوگوں نے نجات پائی وہ یہی لوگ تھے،

مطابقت توراہ و قرآن مذکورہ بالا سطرون میں چند باتوں کا دعویٰ ہی، حضرت شعیبؑ اور اُن کا خاندان اہل مدین سے الگ ہو گیا، اُنھوں نے عذابِ نجات پائی، حضرت موسیٰؑ نے مدین کی پہلی جنگ کے بعد جب کنعان کی طرف کوچ کا ارادہ کیا اُس موقع کی گفتگو ہے:

”موسیٰ نے حوٰب بن راعیل مدیانی اپنے خسر سے کہا: ہم یہاں سے اُس مقام کو کوچ کرنے والے ہیں جو خداوندِ ہکودینے والا ہے، ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم تمھارے ساتھ بھلائی کریں کیونکہ خداوند نے اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہے، حوٰب نے جواب دیا: کہ تمھارے ساتھ نہیں جاسکتا بلکہ اپنے ملک و مولد کو واپس جاؤں گا، موسیٰ نے کہا کہ ہمارے چھوڑ جاؤ، تم سے التجا کرتا ہوں، کیونکہ جیسا تم جانتے ہو کس ویرانہ میں خیمہ زن ہم ہیں، تم ہمارے لئے بجائے آنکھ کے ہو“ (عدو ۱۰-۳۰)

دوسری جگہ ہے:

موسیٰ کے سُسر قین کے بیٹے بنی ہودا کے ساتھ قریہ نخل سے چلے اور یہودا کے ساتھ جوئیم کا تھا، اُسکے حصہ کے میدان میں سکونت کی“ (قضاۃ ۱-۱۶)

مدین کی جنگ سے ایک باب پہلے مذکور ہے۔

”حایہ قینی اپنے دوسرے قینی بھائیوں سے جو موسیٰ کے سُسر حوٰب کے بیٹے تھے، پہلے ہی علیحدہ ہو گیا تھا، اُس نے اپنا خیمہ اُس وادی میں کھڑا کیا جس کا نام ضمیمہ ہو، قادس کے پاس“ (قضاۃ ۴-۱۱)

تالمود بابل میں ہے:

”یثرو (شعیب) نے اُسکی مخالفت کی اور جب اُسکی نصیحت رد کر دی گئی،

تو اپنا عمدہ چھوڑ دیا اور چل دیا، اسی لئے اُسکی اولاد سنہندرم کی رکن مقرر ہوئی،
یوسفوس ہیرو دی جس نے پہلی صدی مسیحی میں تالیف یہود لکھی ہے، لکھتا ہے:-
”انھوں نے موسیٰ کے خضر و مدیانی کے خاندان کو بھی دین دی، جس نے
اپنا ملک چھوڑ دیا تھا اور صحرائین ان لوگوں کے ساتھ رہا۔“

قوم مدین کی تباہی عام جسکی قرآن نے خبر دی ہے، توراة سے اسکا ثبوت
متعدد طور پر ہم پہنچ سکتا ہے، اولاً یہ کہ قوم مدین کی تباہی کے موقع کے توراة میں حسب
ذیل الفاظ ہیں:

”بنی اسرائیل نے مدین سے جنگ کی اور ان پر غالب کئے اور تمام
مردوں کو قتل کیا۔۔۔ تمام مرد، بچے اور عورتیں قتل ہوئیں“

تایا گیا کہ اسکے بعد مدین کی تباہی عبرانی صحیفوں میں ہمیشہ ضرب المثل ہے
ہے، زبور داود میں ہے:

”باشندگان (شہر مدین، اسماعیلی، اہل مواب، اجری، عمون، اور عاملین
... خدا یا ان کو (قوم مدین کی طرح کر دے“

اشعیابنی کہتے ہیں:-

خدا لئے افواج اُس پر ایک کوڑا بھیجے گا، مدین کی مار کی طرح، عوریت کی

چٹان پر (۱۰-۲۶)

لے یہودیوں کی اعلیٰ مذہبی عدالت جسکا رئیس نکاکا من اعلیٰ ہوتا تھا، اس کے علاوہ اور، ممبر ہوتے تھے،

۵۲ برٹش کی گولڈامنس آف مدین میں ۵۳ قدامتہ یہود، کتاب ۵ باب ۲

شہر مدین کی پچھلی تاریخ | لیکن با این ہمہ شہر مدین کا وجود باقی تھا جس کا نشان تاریخی زمانہ اسلام تک ملتا ہے، حضرت داؤد جن کا زمانہ تقریباً تسلیم ہو رہا ہے (۶۰۳-۶۰۸) میں باشندگان مدین کا ذکر کرتے ہیں، حضرت سلیمان کے عہد میں ایک دومی شہزادہ ہداد بھاگ کر مدین آیا تھا، (سلاطین اول ۱۱-۱۸) اشعیا بنی جو تقریباً تسلیم میں تھے مدین کی اُنڈن کا ذکر کرتے ہیں، جو یروسلیم تجارت کا مال لائین گی (۶۰-۶۱) حبوق بنی ایک پرجلال پیغمبر کی آمد کی خبر سنا تے ہوئے کہتے ہیں کہ "زمین مدین کی کھال میں رعشہ پڑ جائیگا" (۳-۷)

یونانی و رومی مصنفین نے مدین کا ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ اس مقام کا نام وہ ناباطیا Nabatia بتاتے ہیں، سبب یہ ہے اس عہد میں اس ملک میں نہ بڑا آباد تھا اور یہ بالکل ہماری تہویری کے مطابق ہے، حضرت اسماعیل کی ایک لادکا نام ضبط تھا اور توراۃ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ قوم مدین کی بتا ہی کے بعد اسماعیلی عرب مدین کے مالک تھے، بطلموس نے البتہ عرب کے ایک مقام کا نام موڈیانہ، ... Modiyana لکھا ہے، جس کو بعض لوگ مدین سمجھتے ہیں،

مسلمان جغرافیہ نویسوں نے عموماً مدین کا ذکر کیا ہے، ابو الفدا نے جغرافیہ میں لکھا ہے کہ یہاں قدیم آثار پائے جاتے ہیں، حاجی ظیفہ نے اپنے ترکی جغرافیہ جہان نامہ میں بیان کیا ہے کہ یہاں جو آثار و عمارات ہیں اُن پر کتبات ہیں جن پر بادشاہوں کے نام مرقوم ہیں،

۱۷ فار طرح ۲ ص ۳۲۳

۱۷ برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۷۹

مکتشفینِ یورپ میں سے متعدد اشخاص نے خاص مدین کے آثار کا مشاہدہ کیا ہے، جن میں ایک شخص *Burton* برٹن خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس نے ایک بار مکہ معظمہ و مدینہ منورہ تک سفر کیا، اور دوسری بار خدیو مصر اسماعیل پاشا کے حکم سے شہرِ اعمین سونے کی کان کی تلاش میں مدین تک گیا، یہاں بہت سے کتبات بھی ملے ہیں جن پر بڑی خط منقوش ہے، رومیون کے عہد میں یہاں کے باشندوں نے عیسائیت قبول کر لی تھی، مسلمان شعرا کے قول سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے،
کتیر کتا ہے

دھبان مدین والذین عہد تھم یکون من حذر العذاب فعودا

دھبان مدین لور اولک تنزلوا والعصم فی شعف الجبال لفاد

ددان اصحاب الایک

قرآن مجید میں عرب کی ایک قوم کا ”اصحاب الایک“ کے نام سے ذکر ہے،
 ”ایک“ کے لغوی معنی جنگل کے ہیں، اس قوم کے پیغمبر بھی حضرت شعیبؑ ہی تھے،
 جتنا ذکر مدین میں گذر چکا ہو، اس اتحاد سے بعض مفسرین نے نتیجہ نکالا ہے کہ مدین اور
 اصحاب الایک ایک ہی چیز ہیں، اُن کا قیاس ہو کہ ملک مدین کے پاس جنگل بھرا
 جہان مدین کی قوم کبھی کبھی قیام کرتی تھی، اس لئے اُسکو ”اصحاب الایک“ یعنی ”جنگل
 والوں“ کے نام سے خطاب کیا گیا،

مسلمان جغرافیہ نویس ان اطراف میں کسی جنگل کے ذکر سے خاموش ہیں،
 اُن کی رائے ہو کہ شہر تبوک جو مدین کے مقابل، مدین سے ۶۰ میل پر واقع ہے، اُسی کا قیام
 نام ”ایک“ تھا، اور خود اہل تبوک کو بھی اعتراف ہے کہ اس کا پہلا نام ”ایک“ ہے،

قرآن کے رو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مدین اور ایک دو چیزیں ہیں، کیونکہ ان
 دونوں قوموں کا حضرت شعیبؑ سے سوال و جواب طرز خطاب، اور پھر آخر بادی

۱۔ عالم التنزیل، لغوی، سورۃ حجر، شعراء، ق، ص.

۲۔ ستم البلدان ”ایک“

اور طریقہ بربادی بالکل مختلف ہو، اس بنا پر کون دعویٰ کر سکتا ہو کہ مدین اور صحابہ لائیکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں؟

سب سے بڑی اشتباہ کی صورت یہ ہو کہ عام معلومات کے لحاظ سے ان اطراف میں بگل کا نشان نہیں، ورنہ اہل تفسیر و روایت اور اہل جغرافیہ عرب کا ذکر کرتے، اس دشوار گزار راہ کو اب ہم اپنے اپنی کوشش سے طے کرنا چاہتے ہیں، اتنا تو ظاہر ہو کہ مدین اور لائیکہ میں کوئی شدید تعلق تھا، اور ان کا زمانہ بھی باہم ایک تھا، جسکی بنا پر دونوں آبادیوں کے لیے ایک ہی سینیئر کی بعثت ہوئی، نیز قرآن نے دونوں کے اخلاق کا نقشہ بھی ایک ہی کھینچا ہے۔

یہ معلوم ہو چکا ہو کہ مدین جو حضرت ابراہیم کی بیوی قطورا کے بطن سے تھا، اُسکے کئی اور بھائی تھے، اور ان بھائیوں کی اولاد میں تھیں، تو راء میں ان کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

ابراہیم نے قطورہ نام ایک دوسری بیوی کی، جو زمران، یقشان، مدان، مدیان، شہیق اور شح کو جنی، یقشان نے شبا اور دوان کو پیدا کیا، اور نبودان، اشوریم، طومم اور لاویم تھے، مدیان کے بیٹے عافا، عوفیر، جنوخ، بنی دواع اور دعاس تھے، یہ لوگ بنو قطورہ ہیں، ابراہیم نے جو کچھ تھا وہ اسحاق کو دیا، اور ان کینز زادوں کو بھی کچھ دیا، اور انکو اپنے بیٹے اسحاق سے الگ کر دیا، اور ابراہیم اس وقت پورب کی طرف پورب کے ملک میں تھا، (یعنی عرب)

تو راء نے قطورہ کی متعدد اولاد و دراولاد میں سے صرف دو کی تفصیل کی ہے

بنو مدین اور بنو دوان، بنو مدین کے متعلق تحقیق معلوم ہو کہ بحر احمر پر خلیج عقبہ کے سامنے شہر مدین میں آباد تھے، اس لیے تسلیم کرنا چاہیے کہ بنو دوان بھی انھیں سواحل پر مدین کے قریب آباد ہونگے تو راۃ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہو کہ وہ انھیں اطراف میں آباد تھے،
 ”یتاد دوان، بوض، جو سر کے بال منڈاتے ہیں، اور تمام عرب کے بادشاہ“

تیمار، شمالی عرب میں حجاز سے شام کے راستہ پر واقع ہو، اسی کے قریب دوان کو ہونا چاہیے، یمن سے سواحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے گذر کر خلیج عقبہ کے کنارہ سے ٹکرتیمار وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی ایک نہایت قدیم و مشہور تجارتی سڑک واقع ہو، جو قدیم زمانہ میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے کاروانوں کا تنہا راستہ تھا اس راستہ کا ذکر تمام قدیم جغرافیوں میں موجود ہو، وادی القریٰ مشو کا مسکن، مدین قوم شیب کی آبادی، سدوم قوم لوط کا مقام اور نیز تبوک تیمار اور رفیم (یونانی پیرا) اسی سڑک پر مابین حجاز و شام واقع ہیں، تو راۃ کے لحاظ دوان بھی یہیں تھا اور قرآن کہتا ہو کہ ”اصحاب لایکہ“ بھی اسی سڑک پر ہیں،
 قوم لوط جو سدوم میں آباد تھی، اسکے ذکر کے بعد ارشاد ہے،

وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ظَالِمِينَ فَاتَّقَمْنَا | اور بھل والے یقیناً حد سے گزرتے والے تھے۔ ہم نے ان سے
 سَخَّمُوا لَهُمَّا لَيْلَا مَامِ مَبِينٍ (المجد) | انتقام لیا، اور یہ (سدوم و ایکہ والے) دونوں کھٹے رہتے رہیں،
 یہ وہی راستہ ہی جسکا ہم نے ذکر کیا، اور جس کو تاریخ قدیم میں نہایت اہمیت حاصل ہے،

اس بیان سے قرآن و تو راۃ دونوں کے رو سے دوان یا اصحاب لایکہ کا

مسکن متعین ہو گیا، اب دوسرے مباحث کی طرف رخ کرنا چاہیے،
قرآن نے اُن کو اصحابِ الایکہ ”جنگل والے“ کیونکہ کہا، کیا اُن کا وطن جنگل
 میں تھا؟ ہاں جنگل میں تھا اور ۸۰۰ برس کے بعد بھی جنگل میں تھا، اشیانہ بنی، بنو خزافہ
 (بخت نصر) کے خرنج سے تمام اقوام کو متنبہ کر رہے ہیں، اس ضمن میں عرب کی
 طرف خطاب ہے:

”عرب پر بار (مصیبت) ہو، جبکہ جنگل میں ودان والو کی راہ میں، تم شام بسر کرو اسے
 تین کے باشندہ! پیاسوں سے پانی لیکر لو، اور شکست کھانے والوں کے لیے روٹی
 لیکر نکلو“ (۲۱-۱۱۳)

مسیح سے ۱۰۰ برس اور اسلام سے ۷۰۰ برس پہلے بھی یہاں جنگل موجود تھا، ایک
 یونانی جغرافیہ نویس مدین اور خلیج عقبہ کے آس پاس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:
 اس جگہ سے متصل وہ جگہ ہے جس کو لوگ نسا کہتے ہیں، یا ناقۃ البحر، کہ یہ جانوروں
 پاسے جاتے ہیں یہ نسا قریب ایک راس (راس محمد خلیج عقبہ) کے واقع ہے جو
 بغاۃ پر از اشجار ہے، یہیں سے ایک سیدھی سڑک (شاید شمال کو) اُس شہر کو جاتی ہے جس کا
 نام پرا (رقیم) ہے اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہاں اہل قریہ (یامہ و بحرین) معین
 اور تمام عرب قریب میں رہتے ہیں اور بالائی ملکات بخورات اور کہا گیا ہے کہ خوشبودار
 چیزوں کے بٹل لاتے ہیں
 ۸۸ باب میں دوسری جگہ کہتا ہے:

خلیج عیلام (عقبہ) کے نیچے جس کے چاروں طرف بطنی عرب رستے ہیں (ارض

میں یہ ہے (ہو تیمانوس) (نوتین) کا ملک ہے، جو وسیع اور سطح ہے، اور سیراب اور عریق
 ہے، وہاں نباتات و اشجار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، جو تا بقدر آدم ہوتے ہیں، اور
 جنگلی وجہ سے جنگلی اونٹ (۹) ہرنون کے گلے، بارہ سنگھے دہتے ہیں، اور نیز موشی
 اور بھیر کے گلے، لیکن ان موہب قسمت کے ساتھ شیر اور بھیر یونکا وجود بھی ہے، جن سے
 یہاں کے باشندوں کی خوش قسمتی سبب بد قسمتی ہے،

جس تین کا اس جنگل کے پاس ذکر ہو بعینہ اُسی کا جغرافیہ یونانی میں بھی ہے،
 اس سے بڑھ کر توافق یہ ہے کہ صحاب لایک (جنگل والوں) کے ملک کا ایک مشہور واضح
 شاہراہ (امام حسین) پر ہونا قرآن مجید بنیان کیا ہو بعینہ بھی بیان ایک یونانی جغرافیہ
 میں بھی ہو،

”اس جگہ (خلیج عقبہ) سے متصل وہ مقام ہے جس کو لوگ نساکتے ہیں... یہ ایک
 راس کے قریب ہے جو نہایت پراز اشجار ہے، یہیں سے ایک سیدھی سڑک رقیم اور
 فلسطین کو جاتی ہے،

یہ جغرافیہ قرآن سے... برس پہلے لکھا گیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ قرآن کی
 صداقت کی کوئی دلیل مطلوب ہے؟ قرآن مجید میں اصحاب لایک کا ذکر چار سوروں
 میں ہے، تاجر، شعراء، قص، قص، سب سے مفصل ذکر شعراء میں ہے:

کَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ، إِذْ قَالَ الْجَلْدَالُونَ لِمَنْ يَنْبَغِي أَنْ يَكْذِبَ كَذِبًا	لَهُمْ شُعَيْبٌ لَا تَقْنُونَ، إِنْ لَكُمْ رَسُولٌ
شَيْب نے کہا کہ کیا تم نہیں ڈرتے؟ میں تمہارا پیغمبر	آمِینَ، فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ، وَمَا
میں ہوں، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، اور	

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ، إِنْ أَجَبْتُمْ لَا
عَلَى اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَوْفُوا الْكَيْلَ وَ
الْمِيزَانَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ، وَزِنُوا
بِالْقِسَاسِ الْمُسْتَقِيمِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ،
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِلَّةَ الْأَوَّلِينَ،
پہلی قوموں کو پیدا کیا،

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ، وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ
مِثْلُنَا، وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ،
فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ
مِنَ الصَّادِقِينَ،
اگر آدمی ہو، ہم تو تمکو جھوٹا سمجھتے ہیں، اگر
سچے ہو تو آسمان سے ہم پر بادل کا ایک ٹکڑا تو
گرادو

قَالَ رَبِّيَ أَعْلَمُ بِمَا نَعْمَلُونَ، فَكَذَّبُوهُ،
فَأَخَذَهُمُ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ، إِنَّهُ
كَانَ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ، إِنَّ فِي
ذَلِكَ لَآيَاتٍ، وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ
مُؤْمِنِينَ،
شیعہ نے کہا میرا پروردگار تمھارے اعمال سے واقف
ہو، لوگوں نے اُسکو جھٹلایا، پس سایہ کے دن کے
عذاب نے اُن کو آلیا، بیشک وہ ایک بڑے دن کا
عذاب تھا، اس میں عبرت کی نشانی ہو، اُن لوگوں
میں اکثر مومن نہ تھے،

دوان بھی مدین کی طرح ایک تاجر قوم تھی، حزقیال نبی، یروسلیم کو خطاب
کرتے ہیں، ۲۷-۲۱

”دوان تیرے تاجر ہیں، بیٹھنے کے فرش لاتے ہیں، اور عرب اور عالم ہوا،

قیدار تیرے تاجر ہیں، بھیڑا بکری...“

یہ بہت پیچھے کا ذکر ہو، اسی پر دوانِ اول کو بھی قیاس کرنا چاہیئے، اس لئے ناپ تول کے درست رکھنے کا حکم ہوا۔

ہمارے مفسرین کا بیان ہو کہ بلا استثنائاً تمام اصحاب لایکہ ہلاک ہو گئے لیکن قرآن مجید میں اس قسم کا کوئی لفظ نہیں ہے، اور نہ کوئی حدیث مرفوعہ صحیحہ اسکی مثبت ہے، اور نہ تفصیل ہے کہ یہ عذاب ہلک تھا یا مکلف، اس بنا پر مفسرین کی زیادت قابل تسلیم نہیں، اگر یہ صحیح ہوتا تو مدین وغیرہ کے ذکر میں اسکی تشریح قرآن مجید نے کر دی ہے یہاں بھی ضرور ہوتی،

یہاں ایک نکتہ لحاظ کے قابل ہے، مدین کے موقع پر خدا نے فرمایا اُولَیْ مَدَیْنٍ اَخَاهُمْ شُعَبَیْبًا اور یہاں فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَبٌ اِس سے ظاہر ہوا کہ حضرت شعیب مدین کے خاندان سے تھے، دوسرے بجائی و دوان کے خاندان سے نہ تھے، زیادت تبصرہ کے لئے اصحاب لایکہ کی تین اہلائیں بھی پڑھو:

وَ اِنْ كَانَ اَصْحَابُ الْاٰیٰتِ لَا يَظْلِمُوْنَ، فَانْتَعَمْنَا اور جمل والے یقیناً حد سے گزر جانے والے تھے، اور یہ مِنْهُمْ وَاَنْتُمْ اِلَیْہِمْ مُّسٰیْرٌ، (الحجر) دونوں مقام (سوم و ایکہ) کھلے راستہ پر ہیں،

یہ سورہ الحج کی آیت ہے، ص اور ق میں اقوام ظالمین کے ضمن میں صرف نام ہے:

وَتَمُوْدُ وَ تَمُوْدُ لُوطٌ وَاَصْحَابُ الْاٰیٰتِ تَمُوْدُ، قوم لوط، جمل والے، یہ بڑی جاعتین ہیں، اُولَٰئِكَ الْاَخْرَابُ، اِنْ كُلُّ الْاَكْثَرِ اِلَیْہِ الرُّسُلُ ان میں سے ہر ایک نے انبیاء کی تکذیب کی، پس ہر اَفْحَقْ عِقَابٍ، (ص) عذاب حق ہوا،

وَعَادٌ وَ ثَمُوْدُ وَاِخْوَانُ لُوطٍ، وَاَصْحَابُ اور عاد اور ثمود، اور برادران لوط، اور جمل

فَلَا يَكْفُرُ الْوَقُوفُ بِتَبَعٍ، كُلُّ كَذَّابٍ الرَّسُلُ | ولے اور قوم لوط، ہر ایک نے انبیاء کی تکذیب کی
فَحَقِّقْ وَعَيْدِ (ق) | پس میری وعید سچ ہوئی،

ان آیات سے بھی عذابِ ہلاک یا ہلاک گلی کا ثبوت نہیں ہوتا، اسی لیے
ہم اس قوم کا ذکر ۶۰ برس ق م میں بنوخذ نصر (بخت نصر) کے عہد تک پہنچاتے
ہیں، تا آنکہ اسکی تلوار نے دیگر اقوام کی طرح اُن کو بھی محو کر دیا، جیسا کہ حو قیال نبی
نے پیشینگوئی کی تھی:

اسی لیے خداوند خدا کہتا ہے کہ میں اپنا ہاتھ اودم پر دراز کروں گا، اور
اُس سے انسان و حیوان چھین لوں گا، اور اُسکو جنوب (تین) سے ویران
کر دوں گا، اور اہل ددان تلوار سے گریں گے، ۲۵-۱۴،

بنو سارہ

بنو ادوم

حضرت ایوب علیہ السلام

ادوم جس خطہ ملک میں آباد ہوئے، یونانی میں اب تک اسکو ”ایدمیا“ Idumia کہتے ہیں جو نسبت (محرالغ) اور خلیج عقبہ (عیلانہ) کے بیچ میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں بحر مدیہ، فلسطین، جنوب میں شمالی خلیج عقبہ و مدین، مغرب میں جزیرہ نمائے سینا، اور مشرق میں ارض سواب اور جوف عرب شمال ہوشام و فلسطین کی جانب جنوبی و مغربی گوشہ میں مملکت عرب کی یہ آخری حد ہے، ملک میں کوہ سعیر یا کوہ سرآہ طو، شمال سے جنوب تک وسیع ہے، اسی لئے توراہ میں ادوم کا مقام سعیر بتایا گیا ہے،

عیسو معروف بہ ادوم یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت عیسا یعقوب اور عیسو دونوں کے بھائی تھے اور حضرت اسحاق کے بیٹے تھے، عیسو گو فرزند اول تھے لیکن پہلے ہوئی برکت حضرت یعقوب نے بطائف اخیل حاصل کی، عیسو روٹھ کر اپنے عم کرم حضرت اسماعیل

۱۵ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یا زد ہج ۱۲ ص ۲۹۰ و ج ۸ ص ۹۴۹، ۱۵ مکیں ۲۵-۲۵-

۱۵ مکیں ۲۴-

کے پاس چلے گئے اور انکی صاحبزادی سے بنکا نام بائیسویں محلات تھا شادی کر لی، پھر او
چند شادیان کیں، جن سے متعدد اولادیں اور اولادوں کی اولادیں (جن میں عمالتی اور
عوض مشورین، جوین، اور ان سب کو لیکر کوہ سیر (سراة) میں اپنا سکون بنایا، جو ملک
شام سے انتہائے یمن تک طو لا وسیع ہے، عیسو کا نام عرف عام آدم (سرخ) تھا، اسی لئے
اس خاندان اور اس ملک کا نام آدم پڑ گیا، جدید تحقیق جو یقینی نہیں ہے یہ کہ آدم
کا نام ملک کی زمین کے سرخ رنگ ہونیکلی وجہ سے رکھا گیا ہو،

ملکت آدم [چند صدیوں کے بعد یہ خاندان ایک کثیر التعداد قوم بن گئی، جس نے ... اقام
سے پہلے ایک عظیم الشان حکومت قائم کی، اسی عہد میں بنی اسرائیل جب مصرت آنے
ہیں تو آدم کی حکومت سیرین قائم تھی، ساؤل (طاؤت) جو بنی اسرائیل کے پہلے
بادشاہ تھے اور جنکا زمانہ متعلق مہم ہو ان سے پہلے آدم میں متعدد بادشاہ یا شیخ
گزر چکے تھے، ان شیوخ یا بادشاہوں کی حکومت موروثی نہ تھی بلکہ انتخابی تھی، ان کا
انتخاب ملک کی مختلف آبادیوں سے ہوتا تھا،

توراة میں آدم کی حسب ذیل مختلف آبادیوں کے نام مذکور ہیں، دنہابہ، بصری،
یمان، عویش، شریقا، رجوت، اور قاعو، (مکونین ۲۶-۳۱) آدم کی دار الحکومت کا
نام بعد کو عبری میں سلاخ ہے، اس کو یونانی پڑا کہتے ہیں، (ان دونوں کے معنی پتھر کے
ہیں) لیکن عرب اسکو رقم کہتے ہیں، یہ اصل میں میانی شہر تھا، مدین کے بعد آدم نے

۱۹-۲۸ مکونین ۲۵-۳۲ مکونین ۲۹-۳۸ مکونین

۱۹-۳۶ مکونین ۱۹-۳۶ مکونین ۱۹-۳۶ مکونین

۱۹-۳۶ مکونین ۱۹-۳۶ مکونین

اس پر قبضہ کر لیا تھا، سلاطین اودوم کے نام یہ ہیں جو شاید پچھلے زمانہ کے ہیں اور غیر مرتب ہیں، لیکن توراۃ نے انکو بہ ترتیب و تسلسل ایک کے مرنے کے بعد دوسرے بادشاہ قرار کیا ہے، (تکوین ۳۶-۳۱)

نمبر شمار	نام	مقام
۱	بالع بن باعور	دنہابہ
۲	یوباب بن زراح	بُصری
۳	حوشام	یتان
۴	ہداد بن ہداد	عویث
۵	کلا	مشریقا
۶	شاؤل	رجوت
۷	بعل خان بن عکبور	.
۸	ہدار	قاعو

اودوم کی تاریخ | اودوم کی سب سے پہلی تاریخ یہ ہے کہ ہداد - شاہ اودوم نے باشندگان مدین سے جنگ کی اور انکو شکست دی، تیرھویں صدی ق م میں منیفیط اور عسیس سوم فراعنہ مصر نے اودوم پر حملہ کیا، مصری کتبہ میں اس ملک کا نام اودوم بنایا گیا ہے اور اودوم کو شاسوکا ہم قبیلہ کہا گیا ہے، شاؤل شاہ اول اسرائیل نے جن کو قرآن مجید نے پر عایت جاتو طاوت کہا ہے، سب سے پہلے اودوم پر حملہ کیا (اسموال ۱۴-۱۵)، حضرت داؤد بادشاہ ثانی اسرائیل نے اودوم کو فتح کر کے ملک اسرائیل میں شامل کر لیا، (۲ سموال ۸-۱۴) ہداد

جواد دوم کا شہزادہ تھا بھاگ کر مدین آیا اور یہاں سے مصر چلا گیا (اسلاطین ۱۱-۱۶) حضرت داؤد کے مرنے کے بعد وہ اپنے ملک کی واپس آیا (اسلاطین ۱۱-۲۲) اس کے بعد مختلف سلاطین بنی اسرائیل کے عہد میں بنو ادم نے پُر زور بغاوتیں کیں (۲۲-۲۳ سلاطین ۸-۲۲) نوین صدی ق م کے نصف اول میں وہ یہودیہ کے ماتحت تھے (سلاطین ۸-۲۲، ۲۰-۲۲) اموصیا شاہ یہودیہ نے بحر میت کے ساحلی میدان میں ادم پر ایک نبردست حملہ کیا، دس ہزار آدمی مارے گئے، ادمیوں کے پانچ تخت سلع (پڑا) پر شاہ یہودیہ نے قبضہ کر لیا، اور اس کا نام بد لکر قینائیل رکھا (۲- سلاطین ۱۴-۱۶)

اس کے بعد اسیر یا کا دور شروع ہوتا ہے تغلات پلاسر راج شاہ اسیر کے عہد میں (۱۶-۱۷ سلاطین) اسیری کتبات میں ادمی حکومت کا بحیثیت خراج گزار ریاست کے ذکر ہے، اس وقت اس کے بادشاہ کا نام "کوز ملک" تھا، ساتویں صدی ق م میں جو بادشاہ تھا اس کا نام کوز گیر می تھا، ساتویں صدی ق م کے وسط میں مواب اور ادم دونوں، قبائل بادوہ کے نشانہ تھے، آخری تاریخ یہ ہے کہ بنوخذ نصر شاہ اسیر یا کے مقابلہ بغاوت کی (یرمیاہ ۲۶-۳) اور ناکام رہے، بنوخذ نصر نے دیگر اقوام کے ساتھ انکو بھی پامال کر دیا،

چھٹی صدی ق م میں اسیر یا، میڈیا کے ہاتھ سے تباہ ہوا، اسی عہد میں موقع پاکر بدوی اسماعیلی عربوں نے اس پر قبضہ کر لیا، جن کا نام تاریخ میں نبطیہ ادمی مجبور ہو کر بحر میت کے پار چلے گئے، یہی سبب ہے کہ یوسفوس اور بطلمیوس کی تصنیفات اور نیز تالمود میں "ادومیا" اسی قطعہ کا نام بتایا گیا ہے،

یوباب اور یوباب ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ادم کی ایک نسل کا نام "عوض" تھا، حضرت یوباب علیہ السلام جب کہ قرآن مجید اور اسفار یہود و دونوں میں ذکر ہے، اور جب کہ نام سے

”سفر ایوب“ مجموعہ تورات کا ایک جز ہے، اسی عوضِ ادوم کی نسل سے تھے، سفر ایوب ۱۰۱۔
 سفر ایوب عبری میں حضرت ایوب کا نام ”ادب“ ہے، لیکن عرب انکو ایوب کہتے ہیں،
 ادوم کے شیوخ یا سلاطین کی جو فہرست اس سے پہلے نقل کی گئی ہے، اسکا تیسرا
 نام ”یوباب بن زراح“ ہے، قدیم و جدید علم و غیر علم دونوں تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ ”یوباب“ اور
 ”ادب“ یا ”ایوب“ ایک ہی نام ہے، اور یہ اختلاف محض تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے۔

ایک قدیم مذہبی کتاب جسکی اصل زبان عبری عربی ہے، جو ادوم کی زبان ہونی چاہئے
 کیونکہ وہ عبری عربی ممالک کے وسط میں واقع تھے، اس کتاب کا ایک جرمن فاضل یغنائن
 Michaeli نے لاطینی میں ترجمہ کیا ہے، اسکا عنوان یہ ہے Colloquia لیکن اس
 کتاب کا ایک قدیم عربی ترجمہ بھی ہے، جس میں حسب ذیل عبارت قواعد عربی کے رو سے
 جا بجا غلط ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی غیر عرب نے اسکا ترجمہ کیا ہے،

وایوب کان ساکناً فی ارض عوض فی اتخم ایوب عوض کی سر زمین میں ادوم کی سر زمین ربتہ
 ادوم و عرباً و من قبل اسمہ یوباب تھے تو اعراب تھے اور پہلے یوباب نام تھا، ایوب زارا
 وایوب کان ابن ذارا بن بنی عیسو ... و هو کے بیٹے اور خاندان عیسو سے تھے، اور حضرت ابراہیم
 کان السادس من ابراہیم والملوک الذی ملکوا کی چھٹی پشت میں تھے، اور جو سلاطین پہلے ادوم پر حکم
 فی ادوم الذی کان ملک علی ثلاث الارض من ہوئے تھے، وہ بالحق بن باعور تھے، اور ان کے پایہ
 قبل بالحق بن باعور، واسم مدينته و نابا و من تحت کا نام و نابا تھا ان کے بعد ایوباب بادشاہ ہوئے
 بعد ایوباب هذا الذی یسمى ایوب،

ریورٹڈ فار مرنے اس بحث پر کئی صفحے سیاہ کیئے ہیں کہ ایوب عرب تھے، اور نسل

لہجہ جاشی برائے ریم گھن شاہ کردہ ایوری منیس لائبریری ج ۵ ص ۲۴۰۔

ادوم سے تھے، یہاں تک تو صحیح ہے، آگے وہ ثابت کرتے ہیں کہ ایوب کا شہر دنا تھا اور غلطی اسلئے اُن کو ہوئی کہ عربی عبارت مذکورہ میں داسم مدینہ دنا بامین مدینہ کی ضمیر یو باب کی طرف راجع کی ہے، حالانکہ اولاً تو یہ صریحاً غلط ہے جس کو عربی دان سمجھ سکتا ہے، ثانیاً یہ خود قورات کے مخالف ہے، (دکویں ۳۶-۳۳) ایک دوسرے یورپین فاضل (شاید انگریز) Calmet نے ثابت کیا ہے کہ یو باب اور ایوب ایک شخص ہیں، مشرکین Gibbon مصنف، کلان اینڈ فال آف رومن، پاپا عربی سلام کی فصل میں جو انکی کتاب کا چالیسواں باب ہے، قرآن مجید پر ایک غیر واقفانہ نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اُس عرب بشر (قرآن یا محمد ص) کے خیالات خدا کے متعلق گوا علی و لطیف بین ماہم اسکا بند سے بند خیال سفر ایوب کے پر حلال سادگی کے مقابلہ میں کم ہے جو عہد قدیم میں اسی ملک اور اسی زبان میں لکھی گئی ہے۔“

ہمارے ہاں تفسیر دن میں جو روایات اسرائیلیہ ہیں وہ بھی اسی کی تصدیق کرتی ہیں کہ یو باب اور ایوب ایک شخص ہیں،

کان ایوب رجل من الروم (ادوم) دھو	ایوب روم کا ایک آدمی تھا، ایوب بن اموص
ایوب بن اموص (خطا) بن زاذج بن دوم	بن زاذج بن عیس بن اسحاق بن ابراہیم اس کے
(ادوم) بن عیس (عیس) بن اسحاق بن ابراہیم	قبضہ میں شام کے تمام میدان اور کوہستان تھے
وكانت له ابنة من ارض الشام كلاهما	اور ان میں ہر قسم کی دولت تھی، یعنی گائے بیل
وجلهما وكان له فيها من اصناف المال كل من	اونٹ، بھیڑ، بکری، گھوڑے، گدے،

۱۵ عربی عبارت اور ان احوال کے لئے دیکھو فارٹر ج ۲ ص ۶۳ ۱۷ گبن ج ۵ ص ۲۴۰

البقر والابل والغنم والخیل والحمير....

ان تمام روایات میں ایک عجیب تصحیف لفظی ہے ”ادوم“ کی جگہ ”روم“ بیان کیا گیا
ادوم چونکہ غیر معروف اور روم مشہور لفظ تھا اور تشابہ خط و لفظ بھی ہے اس سبب راوی
یا نسخ نے ”ادوم“ کی جگہ ”روم“ کر دیا ہے، دوسری غلطی اس میں ایوب اور زراح کے درمیان
”اموص“ کے نام کی زیادت ہے، مورخ ابن واضح یعقوبی المتوفی ۳۸۰ھ کا بیان زیادہ
صحیح ہے، لو کہ شام کے ذکر میں لکھتا ہے:

یو باب هو ایوب بن زارح الصدیق یو باب وہی ایوب صدیق بن زارح بن
سفر ایوب اور ایوب | یہ مسئلہ کہ حضرت ایوب ایک ادومی عرب تھے، خود سفر ایوب سے ثابت ہے:
”عوض کی زمین میں ایک مرد صالح، راست گو، خدا سے ڈرنے والا اور بدی سے

دور تھا“ (۱-۱)

عوض توراة میں دو آدمیوں کا نام ہے ایک قنہایت قدیم عوض بن ارم بن سام
بن نوح (تکوین ۱۰-۲۴) دوسرا عوض بن دیسان بن عیسو بن اسحاق بن ابراہیم (تکوین
۲۶-۲۹) اتفاق اہل کتاب اس سے عوض ثانی مراد ہے، عوض کے بنی ادومی عرب
ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سفر ایوب میں رفقاء ایوب کے جو مسکن تباہ ہیں،
وہ تین، نعمتان اور شوحان ہیں (۲-۱۱) اول کے متعلق تو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ مملکت
ادوم کا ایک مشہور شہر تھا (تکوین ۳۶-۳۵) اس سے پہلے حضرت ایوب کی تعریف
میں ہے:

”اسی لئے وہ تمام فرزندان مشرق میں سب سے زیادہ بڑا تھا (ایوب ۱-۳)

اس کتاب کے جغرافیہ عرب میں معلوم ہو چکا ہے کہ اصطلاح یہود میں مشرق سے کیا مراد ہے؟

حضرت ایوبؑ کا بادشاہ یا شیخ قبیلہ ہونا بھی خود سفر ایوبؑ سے ثابت ہے:

”لے وہ جیسا کہ میں گذشتہ مہینوں میں تھا، اُن دفون میں جبکہ خدا میری حفاظت کرتا تھا، جبکہ اُسکا چراغ میرے سر پر تھا، اور میں تاریکی میں اُسکی روشنی میں چلتا تھا، میں اپنی نوجوانی کے دفون میں، جبکہ اسوقت تک خدا کا راز میرے مسکن میں تھا، جبکہ قادرِ مطلق (خدا) میرے ساتھ تھا اور میرے بچے میرے قریب تھے“

”جب میں اپنے پاؤں کھن سے دھوتا تھا، اور جب چٹان میرے پلے تیل کے چٹنے ہلاتی تھی جب میں شہر کے مدارہ پر جاتا، یا جب بازار میں اپنی نشست طیار کرتا، نوجوان مجھ کو دیکھ کر ٹل جاتے، اور بوڑھے میرے لیے کھڑے ہو جاتے، بڑے بڑے لوگ مجھ سے بات کرنے میں جھجھکتے، اور ہاتھ سے اپنا منہ بند کر لیتے، اُمرا اپنی آواز بند کر لیتے، اور زبان تالو میں لگا لیتے“

”کیونکہ جس کان نے مجھ کو ساری تعریف کی، اور جس آنکھ نے مجھ کو دیکھا، میری گواہی دی، کیونکہ جس مسکین نے بھی فریاد کی اور جو بھی بے یارہ مددگار تھیں، میں نے اُسکی مدد کی، ہر قریب مرگ کی دعا، مجھ کو ملی اور ہر پیوہ کے دل کو خوشی کا گانا بھجے، نصیباً“

”راستی میری پوشاک تھی، جو مجھ کو پہنائی گئی، میرا فیصلہ ظلمت اور تاج ہوتا تھا، میں اندھوں کی آنکھ تھا، لنگڑوں کا پاؤں، اور غریبوں کا باپ تھا اور وہ دلیل اُجس کو میں نہیں جانتا تھا، لیکن میں جسکی تلاش میں تھا، میں نے شریروں کے دانت توڑ دیئے، اور اُن کے دانتوں کے اندر سے غضب کی چیز پھینکی“

.....

”میری عظمت مجھ میں تازہ تھی، اور میری کمان میرے ہاتھ میں نی کی گئی تھی“

سیری بات کو لوگوں نے سنا، اور خاموشی سے سیری نصیحت کا انتظار کیا، سیری گفتگو کے بعد وہ کچھ نہ بولے، میرے الفاظ کے قطرے اُن پر ٹپکتے تھے، اور وہ اُنکا اس طرح انتظار کرتے تھے جیسے بارش کا، اور وہ اُن کے لیے اس طرح منہ کھولتے تھے جیسے پگھلے منہ کے لیے۔“

”میں اُن پر ہنسنا، لیکن اُنھوں نے یقین نہ کیا، اور نہ میرے چہرے کی چمک زمین پر گری، میں نے اُن کے لیے راستہ چُن دیا، اور میں سردار بن کر بیٹھا، اور اس طرح راجس طرح بادشاہ اپنی فوج میں، اور اُس آدمی کی طرح جو غمزدون کو تسلی دیتا ہے۔“ (سفر ایوب ۲۹)

اس پر جلال روحانی بیان کو شکر کون انکار کر سکتا ہو کہ یہ کسی شاہانہ پیغمبر کی زبان نہیں!

حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن | جب کہ ہم نے تسلیم کر لیا ہو کہ ”ایوب“ اور ”یوباب“ ایک ہی شخص ہیں، تو ہم کو حضرت ایوب کے مکان و مسکن کے متعلق زیادہ کاوش کی حاجت نہیں ہے، یوباب کا مسکن توراة میں مذکور ہے کہ وہ بصری تھا، جو اب تک شمال عرب میں فلسطین کے قریب ایک معروف شہر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سفر شام میں دہان قیام کیا تھا، وہی شہر حضرت ایوب کا بھی مسکن ہو گا، بصری مستدیم زمانہ میں ایک تجارتی شہر تھا، توراة میں اس کا ذکر متعدد مقامات میں آیا ہے، اشعیاجی بنوخذ نصر کے حوارج کی خبر دیتے ہیں ”خداوند کی تلوار خون آلود ہو... خداوند نے بصری میں قربانی کی، دراددم کے ملک میں قتل عام (۳۴-۶)“ وہ اودوم سے آ رہا ہو، رنگے کپڑے کے ساتھ بصری سے (۶-۳۴) اس درس میں بصری سے کسی آنے والے کی بشارت ہے،

زمانہ کے متعلق بھی فیصلہ اسلئے آسان ہو کہ ”کلدان“ (ایوب ۱-۱۷) اور ”سبا“ (ایوب ۱۰-۱۵) کا اس میں ذکرِ معاشرت ہو، سبا کا عروج متعلق مین ہوا ہے اور کلدانہ کا اختتام متعلق مین، ان دونوں کا مشترک عہد متعلق م سے متعلق م تک ہے، اسلئے ان دونوں زمانوں کے حدود میں کہیں حضرت ایوب کا عہد قرار دینا چاہئے حضرت ایوب کا قصہ قرآن مجید میں حضرت ایوب کا ذکر ہے لیکن چند محل اشارات کے سوا کوئی تفصیل نہیں ہے، مفسرین نے جو تفصیل نقل کی ہے، وہ وہب بن منہ اور دیگر اسرائیلی مسلمانوں سے جو قرن اول میں موجود تھے منقول ہے، اور یہ اسرائیلی روایت بتغیر و اضافہ قلیل تا مدت سفر ایوب سے ماخوذ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت ایوب ایک مالدار، کثیر الاولاد صاحبِ عزت اور تندرست آدمی تھے، خدا کی رضا کے ہمیشہ طالب، اور ہر مصیبت کے وقت صابر تھے، سائین و فقر کی اعانت، یتیموں اور بیوؤں کی امداد اور مظلوموں کی فریاد رسی عادت تھی،

آخر خدا نے ان کو ابتلا میں ڈالا اور بروایت سفر، شیطان کو انکی جان و مال پر استیلا دیا گیا، دولت جو اُس عہد میں اونٹ، بھیڑ، بکری اور گدھوں سے عبارت تھی، کلدانہ لوگوں نے گئے، غلاموں کے دست پر سبائی قابض ہو گئے، اولاد میں ایک چھت کے نیچے دہرہ گئیں، لیکن ان مصائب میں بھی کلمہ شکر و رضا کے سوا زبان مبارک سے کچھ نہ نکلا، آخر تندرستی بھی زائل ہو گئی، اور تمام بدن فاسد ہو گیا، عزیز و اقارب نے کنارہ کشی کر لی، ایک بیوی رفیق حال تھی، اُس نے بھی بالآخر صلاح دی کہ غیر خدا کے سامنے جھکو، اور خدا کو برا کہو،

اس حالت کی خبر حضرت کے تین دوستوں کو ہوئی، اور یہ تینوں حضرت ایوب کی

اَلْاَنْبَا، وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْتًا فَاَضْرِبْ
 بِهٖ وَلَا تَخَفْ، اِنَّا وَجَدْنَا هٗ صَابِرًا، نَعْمَ
 الْعَبْدُ اَفَاَنْتَ (ص)

(سورہ ص)

اس موقع پر شیطان سے کیا مارو؟ دوسری آیت کریمہ نے اسکی تفصیل کر دی ہے:
 وَاَيُّوبَ، اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ، اِنِّىْ مَسْنٰى الضُّرُّ
 وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاَسَجَّجْنَا لَهٗ، فَكَشَفْنَا
 مَا يَمْ مِنْ غَمٍّ اَنْتَ اَهْلًا هٗ وَتَلَّهْمُ مَعَهُمْ رَحْمَةً
 مِنْ عِنْدِنَا وَذَكَرْنَا لِلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء)

ان آیات پاک کے متعلق تین امور قابل ذکر و بحث ہیں:

اَوَّلُ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْتًا فَاَضْرِبْ بِهٖ | اپنے ہاتھ میں جھاڑو، اور اُس سے مارو، اور تیرم
 وَلَا تَخَفْ، نہ تو ڈرو

اس آیت میں اسکا ذکر نہیں کہ کس کو مارو؟ اہل تفسیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت
 ایوبؑ کی بیوی نے جب خدا کی شان میں گستاخی کی تو انھوں نے غضبناک ہو کر قسم
 کھائی تھی کہ اگر اچھا ہوا تو تمکو سو لکڑی ماروں گا، بیوی صادق الایمان تھی، اور یہ لغزش
 ایک وسوسہ شیطانی تھا، اسلئے معاف کیا گیا، اور قسم پوری کرنے کے لئے سو تنکوں
 یا تیلیوں کی جھاڑو سے اُن کو ایک بار مار لیا،

سفر ایوبؑ میں اس گستاخی اور کلمہ کفر کا ذکر ہے (سفر ایوب ۲-۹) لیکن اس سزا
 اور اس سزا کی نوعیت کا بیان رہ گیا ہے، اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خدا کے نیک و صالح
 بندے اپنے اعزہ سے کلمات کفر نہ کہتا، اور کیونکر سزا نہ دین؟ اس

نقص کی تکمیل قرآن نے کر دی جو دنیا میں صرف تکمیل ہی کے لیے آیا ہو
 وَوْمَ اَدْخَضُ بِرَحْلِكَ هَذَا مُغْتَسِلٌ بَارِدٌ اپنے پاؤں سے مارو، یہ نہایت کی ٹھنڈی جگہ ہے اور
 دُشْرَابٌ، پینے کا پانی ہے،

سفر ایوبؑ میں یہ مذکور نہیں، کہ حضرت ایوبؑ کس طرح اور کس علاج سے صحتیاب
 ہوئے، قرآن بتاتا ہے کہ خدا نے اُن کو ایک چشمہ کا نشان بتایا، جس میں نہانے سے
 اور اُسکے پانی کے پینے سے بیماری جاتی رہی، یہ طریقہ علاج بالکل مطابق فطرت ہو، طبعی
 چشمے جو طبقات ارضی یا پہاڑوں سے بعض اجزائے کیمیاوی کے مخزن سے گذر کر اُبلتے
 ہیں، مخصوص خواص رکھتے ہیں، اور دُنیا کے اکثر ممالک و اکناف میں اب بھی خدا نے
 اپنا یہ چشمہ فیض جاری کر رکھا ہے، جس سے اُسکی ہزاروں مخلوق ہر موسم میں مستفید
 ہوتی ہے،

بنو ہاجرہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام

صحابہ الرس، صحابہ کچر، صحابہ لاکینہ انصار اور قریش،

ہاجرہ، اصل میں عبرانی لفظ ”ہاغار“ ہے، جسکے معنی بیگانہ اور اجنبی کے ہیں۔ اصل میں ان کا وطن مصر تھا، حضرت ابراہیم اور سارہ جب مصر گئے تھے، تو فرعون نے دیگر انعام و اکرام کے ساتھ یہ لڑکی بھی اُن کے ساتھ کر دی تھی، اسی ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوئے تھے، اور سارہ سے اسحاق جن سے بنی اسرائیل کی نسل قائم ہوئی،

ہاجرہ

بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہاجرہ سارہ کی لونڈی تھیں، اسلئے بنی اسماعیل، بنی اسرائیل کے برابر نہیں، اولاً تو اصول یہ خود غلط ہے، ثانیاً ہاجرہ کا لونڈی ہونا زیر بحث ہے، ناظرین کو اس وقت عرب سامیہ اولیٰ کی تاریخ کا پھر اعادہ کرنا چاہئے، اس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت مصر میں حکمران قوت، عرب کی ایک سامی قوم تھی، جس سے حضرت ابراہیم کے نہایت قریب نسب تعلقات تھے، لفظ ”ہاجرہ“ کا عبرانی ہونا بھی اس دعوے کی ایک مستحکم دلیل ہے، اس بنا پر فرعون کا ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی خدمت میں دینا، خود اس بات کی قوی شہادت ہے، کہ حقیقت اس ازدواج سے نسب تعلقی کا استحکام

مقصود تھا، اس تاریخی قیاس کی یہودی روایات سے کما حقہ تصدیق ہوتی ہے، سفر اشیا
میں جو یہودیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے، مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ میں مصر کا شاہ
حضرت کاہم وطن تھا، دینی شلوم، توراہ کا ایک مفسر، تکوین (۱۶-۱) کی تفسیر میں لکھتا ہے:
”ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی، فرعون نے جب سارہ کی کرامات دیکھی، تو کہا کہ اس کے

گھر میں لونڈی بنکر رہنا، دوسرے کے گھر میں بی بی بنکر رہنے سے بہتر ہے،

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑی بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ سارہ کی خدمت گزار تھیں،
اور یہ خود ہماری حدیث کی کتابوں میں بھی مذکور ہے،

سارہ حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی تھیں، مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی،
الیعز نام ایک دمشق خانہ زاد گھر کا مالک تھا، حضرت ابراہیم نے فرزند کے لیے خدا
سے دعا مانگی، دعا مقبول ہوئی، اور حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئیں، سارہ کو یہ دیکھ کر رشک ہوا
اور وہ ہاجرہ کو ستانے لگیں، ہاجرہ نے گھر چھوڑ کر کہین اور جانے کا ارادہ کیا، وہ ایک چشمہ
تک جو شور کی راہ میں واقع ہے، آکر ٹہر گئیں، اس وقت ایک فرشتہ نے ہاجرہ کے سامنے
آکر کہا:

ہاجرہ اپنی ”بی بی“ کے گھر واپس جا، میں تیری نسل کو اتنا بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت سے
گنی جائیگی، تو حاملہ ہو، تو ایک بیٹا جنے گی، تو اس کا نام اسماعیل رکھنا، کہ خدا نے تیرا
دُکھ سنا، وہ ایک وحشی (بدوی) آدمی ہوگا، اُس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا
اتحاد کے خلاف ہوگا، وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے سکوت کرے گا، (تکوین ۱۶)

اس موضوع پر مولانا غایت رسول صاحب چڑیا کوٹی کا رسالہ ”النصوص الباریہ فی حریۃ ہاجرہ“ دیکھنا
چاہیے، ص ۱۱۵، صحیح بخاری میں آنحضرت صلم سے مروی ہے: واخدم ہا ہاجرہ ۱۵۰۰ یہودیوں کا ترجمہ ہے۔

یہ مقام جہان کو ان واقع تھا، قادش اور بیر کے درمیان ہی، ہاجرہ نے اس کو یمن کا نام ”زندہ نظر آنے والا کا کو ان“ رکھا، گھر واپس آکر، ہاجرہ کی بیٹا ہوا، اور حسب تعلیم اتنی اُسکا نام اسماعیل رکھا گیا، اسوقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس تھی،

اسماعیل

اسماعیل عبرانی میں ”شعاع ایل“ ہی، شعاع (سماع) سننا، اور ایل (اللہ) لفظی معنی خدا کا سننا، خدا نے چونکہ ابراہیم کی دعا اور ہاجرہ کی فریاد سنی، اسلئے بچہ کا نام شماعیل پڑا، ۹۹ برس کی عمر میں حضرت ابراہیم کو سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند کے تولد کی بشارت ملی، لیکن حضرت ابراہیم کو اس بشارت سے کوئی خوشی نہ ہوئی، اس بشارت کے جواب میں اُنھوں نے خدا سے یہ دعا کی:

اے کاش اسماعیل تیرے حضور زندہ رہے، (تکوین ۱۸-۱۸)

خدا نے فرمایا:

اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی، دیکھ میں اُسے برکت دون گا اور اُسے برومند کروں گا، اور اُسکو بہت بڑھاؤں گا، اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے

اور میں اُسکو بڑی قوم بناؤں گا، (۱۸-۲۰)

تیرہ برس کے بن میں باپ نے بیٹے کا ختنہ کروایا، اسی سال اسحاق بھی پیدا ہوئے، اٹھویں دن اُن کا ختنہ ہوا، اسحاق جب کچھ بڑے ہوئے (۲۱-۸) تو سارہ نے اس ڈر سے کہ باپ کی جائداد کا اسماعیل وارث نہ ہو، (۲۱-۱۰) ابراہیم کو مجبور کیا کہ وہ اسماعیل اور ہاجرہ کو علیحدہ کر دین، حضرت ابراہیم کو اس بات سے نہایت رنج ہوا (۲۱-۱۱) لیکن خدا نے فرمایا:

إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ دَكِيقًا كَمَا تَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ كَمَا مَرَّ بِأَبِي جَعْفَرٍ كَمَا تَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ كَمَا مَرَّ بِأَبِي جَعْفَرٍ
 وَبَشَرْنَا بِإِسْحَاقَ كَرَّزَرُوهُ صَابِرًا وَكُنْ
 نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ پیغمبر ہو گا اور نیکون
 وَعَلَى إِسْحَاقَ (صافات) میں سے

ان آیات میں حضرت ابراہیم کو دو بیٹوں کی بشارت دی گئی ہے پہلے بیٹے کا نام مذکور نہیں، دوسرے کا نام اسحاق مذکور ہے اس لیے پہلی بشارت میں لا محالہ اسماعیل مراد ہوئے اس بنا پر نص آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل باپ ہی کے زیر سایہ اسحاق سے بہت پہلے بن رشد کو پہنچ چکے تھے، دوسری جگہ قرآن میں (سورہ ابراہیم میں) جہاں وہ دعا مذکور ہے جو اسماعیل کو مکہ میں آباد کرتے ہوئے انھوں نے کی تھی، دُتَبَاتِی اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ اُس کے آخر میں ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ذَهَبَ رِي عَلَى الْكَعْبَةِ شَكَرًا اُس خدا کا جس نے بوزاہے میں اسماعیل و
 لَاسْمَاعِيلَ وَاسْحَاقَ اسحاق جگہ بشارت

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل کے مکہ آنے کے وقت اسحاق پیدا ہو چکے تھے، تو راہ سے ثابت ہو کہ اسماعیل اسحاق سے تیرہ برس بڑے تھے بخاری کی کتاب میں اور کتاب الانبیاء میں حضرت ابن عباس کی جو حدیث اسماعیل کی شیرخوارگی کے متعلق ہے وہ مرفوع نہیں ہے، یعنی اس کا سلسلہ آنحضرت صلعم تک نہیں پہنچتا، بجز چند خاص ضعیف فقروں کے) اس لیے وہ حضرت ابن عباس کی اسرائیلیات میں سے ہے، اور اس کا ثبوت آج بھی موجود ہے، بخاری میں اس کے متعلق جو طویل حدیث ہے، وہ بجز جہم اور مکہ کے فکرت، مدرائش اور تالمودین بعینہ حرف بحرف مذکور ہے، اصل عبارت آگے آتی ہے!

صبح کا وقت تھا کہ ایک بوڑھے باپ نے جو تقدس اور نیکی سے بھرا ہوا تھا اپنے ایک معصوم کم سن بچہ اور عزیز بیوی کو چند روٹی اور پانی کا مشکیزہ دیکر گھر سے نکال کر فاران کے بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ دیا اور پھر کبھی اُس کے دیکھنے کیلئے مضطرب نہوا۔ یہ بظاہر موجودہ توراۃ کی تصویر ہو، اسلام کا بیان یہ ہو کہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کے نام کے اولین عبادت گاہ کعبہ کی خدمتگدازی کیلئے شہر مکہ میں اگر بسایا جو عرب (بیابان) میں واقع تھا توراۃ کی عبارت یہ ہو:

”دور و انداز ہوئی اور بر شیع کے میدان میں بھٹکتی رہی، مشکیزہ کا پانی چک گیا، بچہ کو ایک بھائی میں ڈال دیا، اور بچے سے تھوڑی دور ایک تیر کے برابر شکر غزوہ بٹھ گئی، اور اُس نے کہا کہ بچہ کو اپنی آنکھ سے مرنے نہیں دیکھو گی، اور الگ ہٹ کر گریہ و زاری کرنے لگی خدا نے بچہ کی آواز سنی، اور خدا کے فرشتے آسمان سے باجرہ کو پکار کر کہا، باجرہ ڈر نہیں، خدا نے بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہو سُن لی، اُٹھ اور بچے کو اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے اُس کو نبھال کر میں اُس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا، خدا نے باجرہ کی آنکھ کھول دی، اُس کو پانی کا ایک کنواں نظر آیا، وہ گئی، اور مشکیزہ کو پانی سے بھر لیا اور بچہ کو پانی پلایا۔“

خدا اُس بچے کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان میں رہا، اور ایک تیر انداز ہوا، وہ فاران کے بیابان میں رہا، اُسکی ماں نے مکہ مصر کی ایک بیوی اُسکے لیے لی، (تکوین ۲۱)

روایات اسلام میں صحیح تر روایت اسکے متعلق حضرت ابن عباس کی ہو، جو غیر مرفوع طریقہ سے بخاری میں مذکور ہو:

ابراہیم اور انکی بیوی (سارہ) کے درمیان جو واقع ہوا، اُسکے بعد ابراہیم، ہامیل
 اور اسماعیل کی ماں کو لیکر نکلے، ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، ام اسماعیل مشکیزہ سے پانی
 پیتی تھیں، اور اُس سے دودھ بچہ کیلئے پوتا تھا، یہاں تک کہ ابراہیم کہہ پونچے، اور
 ایک جھاڑی کے نیچے اُسکو رکھ دیا، پھر ابراہیم اپنے گھر واپس آنے لگے، ام اسماعیل
 اُن کے پیچھے پیچھے کھڑا، (کہ کا ایک مقام) تک آئیں، ام اسماعیل نے پکار کر کہا،
 ابراہیم تم مجھے اس دادی میں جہاں نہ کوئی آدمی جو نہ اور کوئی چیز جو چھوڑ کر کہاں
 جاتے ہو؟ (اختلاف روایت) کیا تم خدا کے حکم سے مجھے یہاں چھوڑتے ہو، ابراہیم
 نے کہا، ہاں، ام اسماعیل نے کہا، تو پھر خدا کو ضائع نہیں کرے گا، تو عمر آئیں اور
 مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں، اور بچہ کیلئے دودھ پوتا رہا، یہاں تک کہ پانی ٹپک گیا،
 دایین کہا جا کر دیکھو، شاید کوئی نظر آجائے، کوہ صفا پر چڑھیں کوئی نظر نہ آیا،
 دادی میں پہنچیں تو دوڑ کر کوہ مرہ پر آئیں، اسی طرح چند بار دوڑیں، پھر اولین
 چکر بچہ کو دیکھوں، اگر دیکھا تو قریب الموت پایا، مضطرب ہو کر پھر صفا پر چڑھیں کہ
 کوئی نظر آئے، کوئی نظر نہ آیا، یہاں تک کہ سات پھیرے ہو گئے، پھر دلیں آیا کہ دیکھوں
 کہ ناگاہ ایک آواز آئی، ام اسماعیل نے کہا، اگر نیکی تمھارے پاس ہو تو میری
 فریاد سنی کرو، ناگاہ جبریل تھے، ابن عباس نے کہا کہ جبریل نے اپنی ایڑی کو
 زمین پر مارا، پانی بننے لگا، ام اسماعیل متحیر ہو کر پانی جمع کرنے لگیں، ابن عباس
 نے کہا کہ پھر صلعم نے فرمایا کہ ام اسماعیل اگر پانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو پانی
 کھلا ہوتا، ام اسماعیل نے پانی پی پھر دودھ ہونے لگا،
 اتفاقاً جہم کے کچھ آدموں کا ادھر گزرا ہوا، پرندوں کو منڈلاتے دیکھ کر بولے کہ

پانی یہاں ہو، ایک آدمی کو تحقیق کے لیے بھیجا، تو پانی پایا، اگر خبر کی، وہ لوگ بھی آئے، اور ام اسماعیل سے یہاں رہنے کی اجازت چاہی، ام اسماعیل نے کہا، ہو، لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں، ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلم نے فرمایا کہ ام اسماعیل کو یہ بات پسند آئی، کہ وہ آبادی اور سیت چاہتی تھیں، وہ لوگ بھی رہنے لگے، اور چند گھرنے دہان ہو گئے، لڑکا جوان ہوا، اور اُن سے عربی زبان سیکھی، جب جوان ہوا تو اُن لوگوں کو بہت پسند آیا، بالغ ہونے پر اپنی ایک لڑکی اُس کو بیاہ دی،
(بخاری: کتاب الانبیاء)

توراة اور بخاری کی اس روایت میں صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے بخاری میں جو تفصیل ہے وہ بالکل فطری ہے، توراة میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت ابراہیم بھی ساتھ گئے تھے، لیکن کون شقی ہو گا جو اپنے عزیز بچہ کو جسکی پیدائش کی اُسے خود دعا کی ہو جسکی زندگی اُسے خدا سے مانگی ہو، اُسکو تنہا بے آب و گیاہ مقام میں ہمیشہ کے لیے جانے دے، اس کے بعد دوسری تفصیل میں رخصت کے وقت ابراہیم کو بیتابی سے پکارنا، حضرت ابراہیم کا تسکین دینا، ہاجرہ کا مضطربانہ پانی کے لیے دوڑنا، یہ سب فطری باتیں ہیں اور ایسے وقت میں شخص سے اسی طرح صادر ہونگی، حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جرہی یا مصری ہونا کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے، اس عہد میں یہی عرب مصر کے حکمران قبائل تھے، اس بنا پر وہ عورت جرہی بھی ہو سکتی ہے اور مصری بھی، نیز مسلمانوں (بخاری) اور یہودیوں (تالمود) کی روایت میں مذکور ہے کہ اسماعیلؑ نے دو بیویاں کی تھیں، ممکن ہے کہ ایک مصری اور ایک جرہی ہو،

ہاجرہ اور اسماعیلؑ نے جس مقام کو اپنا سکھن قرار دیا توراة میں اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں:

”خدا اُس بچے کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان میں رہا“ اور ایک تیر انداز ہوا، وہ

فاران کے بیابان میں رہا“ (مکین ۲۱-۲۰-۲۱)

قرآن مجید میں بھی اُس مقام کا نام صرف واو غیر ذی زرع (بن کھیتی کار زمین)۔

بتایا گیا ہے جو بیت اللہ (کعبہ) کے پاس واقع ہو، اس بنا پر اس سے وہ بیابان مراد ہوگا جو سلسلہ کوہ سیر (باسرہ) کے ساتھ ساتھ بحر احمر کے کنارہ حدود شام سے حدود یمن تک وسیع ہو، جس کو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے زمانہ سے مدین کہتے ہیں اور عرب ایک مدت سے اُسکو حجاز کہتے ہیں، فاران اور حجاز کے اتحاد پر مسلمان اور عیسائی مصنفین میں معرکہ الآراء بحثیں ایک مدت سے جاری ہیں، عیسائی مصنفین کو حقیقی طور سے نہیں معلوم ہے کہ فاران کس مقام کا نام ہے، بعض مصنفین جزیرہ نمائے سینا کے مغرب میں مصر سے متصل فاران کا موقع قرار دیتے ہیں، بعض کوہ سینا کے دامن میں اُسکو جگھ دیتے ہیں، بہر حال اجماعی طور سے ہمارے مخالفین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سینا میں واقع ہے، اس رائے کی غلطی اور دعوائے اسلام کی صحت متعدد طرق سے واضح ہوتی ہے،

۱۔ سب سے اول یہ سمجھنا چاہیے کہ عرب، حجاز، مکہ، کعبہ، یہ جتنے الفاظ وہاں ہیں وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، لفظ عرب دسویں صدی ق م میں پیدا ہوا ہے، (دیکھو جزافیہ) حجاز کا لفظ اس سے بھی زیادہ مستحدث ہے، مکہ کا نام دوسری صدی سحی میں بطلیموس کے ہاں سب سے پہلے مکار باکی شکل میں نظر آتا ہے، اسی لیے توراۃ نے اُس مقام کا نام اولاً صرف ”مدبار“ یعنی بادبہ بتایا ہے، اور قرآن نے اُسکو واو ذی زرع (بن کھیتی کار زمین) کہا کہ اسکے سوا اُسوقت کوئی دوسرا نام نہ تھتا، مدت کے بعد

یہی لفظ بادیه و صحرا اور وادی غیر ذی زرع اس ملک کا نام قرار پا گیا، لفظ عرب کے لغوی معنی بادیه اور صحرا کے ہیں، مدار (بادیه) وادی غیر ذی زرع اور عرب ہم معنی لفظ ہیں، اسلمیٰ توراء کا یہ کہنا کہ اسماعیل نے بادیه میں سکونت کی اسکے بالکل یہ معنی ہیں کہ اُس نے عرب میں سکونت کی،

ممالک عرب میں سے سب سے پہلا نام توراء میں مدیان (مدین) نظر آتا ہے (تکوین، ۳۰-۲۸) فاران کی طرح مدین غیر معروف نہیں ہے، شہر مدین تحقیقی اور یقینی طور سے حجاز میں ساحل بحر احمر و عقبہ کے سرے پر واقع تھا، اور اب تک اسی نام سے وہیں موجود ہے، قدیم تاریخ میں جہان کہیں بھی مدیانی لوگوں کا ذکر ہے، ساتھ ہی اتحاد نام کے ساتھ اسماعیلیوں کا ذکر ہے، بلکہ توراء نے اکثر دونوں کو ایک سمجھا ہے (تکوین، ۳۰-۲۹) یہ اتحاد حضرت ابراہیم کی ایک ہی پشت کے بعد توراء میں نظر آتا ہے:

اُنھوں نے آکھ اٹھا کہ اسماعیلوں کا ایک قافلہ جلعاد (شام) میں ایک پہاڑ، کی طرف سے آیا جو اُفٹون پر بخورات، لبان، اور سالہ لاد کر مصر کو لے جا رہا تھا۔۔۔ اُنھوں نے کہا کہ یوسف کو ان اسماعیلوں کے ہاتھ بیچ ڈالو۔۔۔ اتنے میں مدیانی تاجر دن کا قافلہ گذرا، جنھوں نے یوسف کو کو ان سے نکال لیا، اور اسماعیلوں کے ہاتھ بیچ ڈالا، یہ اسماعیلی یوسف کو مصر لائے۔۔۔۔۔ مدیانیوں نے یوسف کو مصر میں فروخت کیا۔۔۔ ایک مصری امیر نے یوسف کو اسماعیلوں کے ہاتھ سے جو یوسف کو مصر لائے تھے لے لیا، (تکوین، ۳۰-۲۹)

اس عبارت میں اسماعیلی اور مدیانی ناموں میں جو اختلاط اور تشابہ ہے، کیا اُسکا حل بغیر اسکے ہو سکتا ہے کہ قافلہ کو نسل اسماعیلی، اور وطن مدیانی یعنی حجازی فرض کیا جائے،

یہ واقعہ حضرت اسحاق کے بیٹے کے زمانہ کا ہے، اس بنا پر یہ اسماعیلی کا زمانہ بھی حضرت اسماعیل کے بیٹے اور پوتے ہون گے، جن کو ابھی تک باپ کے مسکن کے چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہوئی ہوگی، اس واقعہ کے پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بھی یہی قحط نظر آتا ہے، حضرت موسیٰ خود مدت تک مدین میں رہے تھے تاہم خلفائے موسیٰ اسماعیلیوں میں اور اہل مدین میں کوئی فرق نہیں کرتے، اہل مدین نے بنی اسرائیل کے مقابلہ میں جب شکست پائی، (غالباً سنہ ۳۰۰ ق م میں) اور بنی اسرائیل کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا، تو بنی اسرائیل کا سردار جعون کہتا ہے،

میں تمہارے مال غنیمت میں صرف یہ سونے کے بالے مانگتا ہوں، کیونکہ یہ

وگ (مدیانی) اسماعیلی ہیں، (قضاۃ ۸-۲۴)

ان آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے، کہ فاران سے مراد ملک حجاز ہی ہے، ان کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں جو ہندوستان کے مسلمان مناظرین کی کتابوں میں موجود ہیں، جنہیں ان سے تعرض نہیں کیا، حضرت اسماعیل کی اولاد میں | حضرت اسماعیل کی تیرہ اولاد میں تھیں، ۲ بیٹے اور ایک بیٹی، خدا نے حضرت ابراہیم کو بشارت دی تھی:

”اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی، دیکھ میں نے برکت دوں گا، اور

اُسے برونہ کر دوں گا، اور اُس کو بہت بڑھاؤں گا، اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے،

اور میں اُس کو بڑی قوم بناؤں گا، (تکوین ۱۷-۲۲)

آخر یہ بشارت، استجابت کو پہنچی، اور اسماعیل کا گھرانہ آباد ہوا، بیٹی کا نام توراۃ میں ایک جگہ باسمہ اور دوسری جگہ محلا لکھا ہے، خدا جانے ان میں سے صحیح کون ہے؟

یہ صاحبزادی اپنے عمراد بھائی ادوم بن اسحاق سے بیاہی گئی تھیں، ادوم اپنے باپ (اسحاق) سے ناراض ہو کر اپنے چچا (اسماعیل) کے پاس چلے آئے تھے، اور انہیں کے ساتھ یہیں بادیہ میں رہتے تھے،

حضرت اسماعیل کے ۱۲ بیٹوں کے نام یہ تھے، نالیوط، قیدار، ادابیل، مہشام، شماع، دوا، متشا، حدرتیا، یطور، نفیش، قیدماہ، یہ بارھوں بیٹے حسب بشارت ربانی اپنے خاندان کے بارہ رئیس ملے تھے، ان میں سب سے بڑے نالیوط، اور ان سے چھوٹے قیدار تھے، اور یہی دونوں کھلی تالچ میں سب سے نمایان نظر آتے ہیں، یہ تمام بھائی باپ کے زمانہ میں اور ایک عرصہ بعد تک حجاز ہی میں آباد رہے، اور چچا زاد بھائی بیٹوں نے فرزندان مدین کے ساتھ ملکر مین و حجاز سے شام و مصر تک تجارتی قافلہ لگے، یہ سفر کیا کرتے تھے، اور دیگر عرب تاجروں کی طرح خوشبو چیزوں کی تجارت کرتے تھے،

خوشبو چیزیں مین سے حجاز کی راہ سے مصر اور شام کو جاتی تھیں، شام اور مین کے بیچ مین درمیانی منزل شہر مکہ تھا، اسلئے بنو اسماعیل بہت جلد تجارت میں فروغ حاصل کر سکے ہونگے، بنو اسرائیل، اسماعیلیوں کو کبھی اسماعیلی اور کبھی مان کی نسبت سے ہاجرہی کہتے ہیں، اور توراۃ میں انھیں نامون سے انکا ذکر ہے، بنو اسماعیل کا توراۃ میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم کے پوتے یعقوب کے زمانہ میں (تقریباً سنہ ۱۴۰۰ ق م) تجارت کی حیثیت سے نام آنا ہے، حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسف کو بھائیوں نے ایک کوئین میں ڈال دیا تھا، اتفاقاً ایک کاروان کا گزر ہوا جس نے یوسف کو کوئین سے نکالا، اور مصر میں ایک امیر کے ہاتھ بیچ ڈالا، یہ کاروان، اسماعیلی

اور مدیانی تھے، تاریخ میں تجارت کا یہ سب سے پہلا قافلہ نظر آتا ہے،

حضرت موسیٰ کے عہد میں (تقریباً سنہ ۱۴۰۰ ق م) بنو اسماعیل تمام حجاز میں (حویلیہ) سے شام (شور) تک پھیل گئے تھے، حضرت موسیٰ کے بعد قضاۃ بنی اسرائیل کے زمانہ میں (تقریباً سنہ ۱۳۰۰ ق م) وہ عالیق و اہل مدین کے پہلو بہ پہلو، سپاہیانہ جوہر کے ساتھ بنی اسرائیل پر چھاپے مارتے ہوئے نظر آتے ہیں، سات برس تک متشل بنی اسرائیل اسماعیلیوں کے پنجہ میں گرفتار رہے، سال میں جب فصل طیار ہوتی، اسماعیلی 'برق' باد کی طرح آتے اور سب کاٹ کر لیجاتے، آٹھویں برس بنی اسرائیل میں جدعون نامی ایک پہلوان پیدا ہوا، اُس نے اسماعیلیوں کو شکست فاش دی، (تفصیل مدین میں گذر چکی)

اس زمانہ میں بنی اسماعیل کا نہایت دو متمند قوموں میں شمار تھا، کانون میں مرد سونے کے زیور پہنتے تھے، اونٹنوں کے گلے میں سونے کے قلاوے ڈالتے تھے، اس جنگ میں بنی اسرائیل کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا، اس میں صرف کان کے زیور کے سونے کا وزن سترہ سو مثقال تھا،

شاؤل (طاووت) کے عہد میں (غالباً سنہ ۱۲۰۰ ق م) بنو اسماعیل حجاز سے نکل کر بادِ شام اور بادِ عراق تک پھیل گئے تھے، عموماً مورخین عرب کا بیان ہے کہ مکہ اور حجاز میں جب اسماعیل کی اولاد بہت زیادہ ہو گئی تو نجد و حد و حد عراق وغیرہ ممالک میں پھیل گئی، اسکی تائید روایات یہود سے بھی ہوتی ہے، اسی زمانہ میں بنی اسرائیل کا ایک حکمران بھی

۱۷۰۰-۱۶۰۰ ق م ۱۶۰۰-۱۵۰۰ ق م ۱۵۰۰-۱۴۰۰ ق م ۱۴۰۰-۱۳۰۰ ق م

۱۷۰۰ ق م سارٹ ابن قتیبہ ص ۱۱۱ و اخبار الطوال وینوری ص ۱۱۱ مصر و سیرت ابن ہشام و انصاف العرب۔

نہ فرات کے قریب بادیہ عراق میں آکر آباد ہو گیا تھا، آخر بنو ہاجرہ سے سامنا ہو گیا، بنو اسرائیل نے ان کو بنو ہاجرہ کو نکال دیا، اور ان کے خیموں میں جا کر خود آباد ہوئے، اس واقعہ کے چالیس برس کے بعد بنو اسماعیل و بنو ہاجرہ، شمالی عرب و حدود شام کے قبائل سے متحد ہو کر حضرت داؤد کے عہد میں (غالبا سنہ ۱۱۰۰ ق م میں) بنی اسرائیل پر حملہ کی طیاریاں اودھ مشورے کر رہے ہیں، سنہ ۱۱۰۰ ق م میں، جلعاد اور دیگر حدود شام میں جنگ آزمودہ اسرائیلی دوبارہ بنو ہاجرہ سے برسرِ مقابلہ ہوتے ہیں، اور ان کو شکست دیتے ہیں، مال غنیمت میں ان کو پچاس ہزار اونٹ، ڈھائی لاکھ بھیڑ، دو ہزار گدھے، اور ایک لاکھ قیدی ہاتھ آئے، اسکے بعد سنہ ۱۱۰۰ ق م میں وہ زمانہ آتا ہے، جب بنو خذندر رنجت نصرا آندھی کی طرح اسیر یا سے اٹھتا ہے، اور تمام شام و عرب کی خاک اڑا دیتا ہے،

اور پھر ہمیشہ کے لیے بنو اسرائیل اور آل اسماعیل کی محاصرانہ حوصلہ مندیوں پر پردہ پڑ جاتا ہے، یہ بنو اسماعیل کی اجتماعی تاریخ تھی، اب تفرق و انتشار کے بعد ہر ایک کی اولاد اور نسل کی تاریخ کے متعلق ہم کو جو کچھ معلوم ہے، علیحدہ علیحدہ، بہ ترتیب اہمیت و امتیاز لکھتے ہیں،

۱۔ بنی شام

اس خاندان کے متعلق ہمارے کچھ نہیں معلوم،

۲۔ ادبائیل

عرب مورخین کو اسکے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہے، توراہ میں اسکا کہیں

ذکر نہیں ہو، فارطر کا بیان ہو کہ یہودی مورخ یوسفوس نے لکھا ہے کہ یقیناً اسماعیلی آبادیوں یعنی نیل و فرات کے درمیان یہ خاندان آباد تھا،

۳۔ مشعاع

عرب مورخین نے بنو مسما نام ایک خاندان کا نجد میں سکونت پذیر ہونا بیان کیا ہے، یوسفوس نے مسماؤس اور بطلیموس نے مسی مافیس کے نام سے انھیں اطراف میں ایک عرب قبیلہ کا ذکر کیا ہے،

۴۔ مشا

یونانی اور عرب جغرافیہ نویسوں کی شہادت کی بنا پر حدود عراق میں اس خاندان کے آثار نظر آتے ہیں، پلینی نے مسیا Misaze اور بطلیموس نے مسانی Masani کے نام سے ان اطراف میں بعض قبائل کا ذکر کیا ہے، عرب جغرافیہ نویسوں میں سے زکریا قزوینی، مشان نام ایک مختصر آبادی کا یہیں پتہ دیتا ہے، یا قوت حموی اسی مقام پر واسطو بصرہ کے مابین، میسان نام ایک شہر کا ذکر کرتا ہے، یہودی اس شہر کا نہایت احترام کرتے ہیں، اور کہو حضرت عزیر کا مدفن قرار دیتے ہیں، عہد اسلام میں بھی زیادہ تر یہاں یہودیوں کی آبادی تھی، سفر الایام نے جن بنو ہاجرہ کا باد یہ عراق میں ذکر کیا ہے، شاید وہ یہی خاندان ہو،

۵۔ حدریا حدو

سفر تکوین میں اسکا الماحدرا اور سفر ایام میں حدو ہے، حدو کے آثار عرب میں

۱۔ فارطرج اص ۶۸، ۲۔ فارطرج اص ۶۹، ۳۔ فارطرج اص ۷۰، ۴۔ آثار البلاد قزوینی ص ۳۸، ۵۔ مطوطہ یورپ

۶۔ معجم البلدان ج ۸ ص ۲۲۲، مصر، ۷۔ ۲۵۷-۱۲-۵

متعدد جگہ پائے جاتے ہیں، تیمار کے پاس حدود نام ایک پہاڑی ہے، نجد میں بھی ایک قطعہ زمین کا نام حدود ہے، جو ہری عرب کے ایک قبیلہ کا نام بھی حدود بتاتا ہے، نیو بہر، Nueleur انیسویں صدی کا ایک پین سیاح، ب شہر حدیدہ واقع مین کو اسی حدود سے متعلق سمجھتا ہے، لیکن مشرقی نگاہ میں، حدود اور حدیدہ مین نہایت عظیم فرق ہے،

۶۔ یطور

یطور، ساول کے زمانہ میں (سہلہ ق م میں) حدود شام کے صوبہ حوران میں نظر آتے ہیں، بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے برسر پیکار ہوتے ہیں اور شکست کھاتے ہیں، لیکن یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابو (سہلہ ق م) تک اُن کی آبادی قائم رہتی ہے، لکھتا ہے:

”وہ تمام سلسلہ کوہ جبلبنان اور بصری کے درمیان نظر آتا ہے، عربوں سے اور

ایطوریوں سے آباد تھا۔“

یونانی میں یطور جطور ہو گیا ہے، اس بنا پر برکہارڈ ایک یورپین سیاح شام کے شہر جدور کو اسی جطور سے نسبت دیتا ہے، یہ شہر مشرقی جغرافیہ نویسوں سے بھی مخفی نہیں، لیکن اگر جدور ہی کو یطور کا مسکن قرار دینا ہے، تو یہی نام ہکو حجاز میں مدینہ سے چھ میل کی مسافت پر نظر آتا ہے، لیکن عام فہم مشرقی بھی جانتا ہے کہ یطور کی شکل کسی صورت میں بھی جدور نہیں ہو سکتی،

۷۔ نافیش

سفر ایام ثانی (۱۲۰۵) سے ثابت ہوتا ہے، کہ یطور کے ساتھ یہ خاندان بھی حوران

۱۔ بحوالہ بلدان ج ۳ ص ۲۳۲ سفر لے فارشر ج ۲ ص ۲۰۱ سفر ایام ج ۱ ص ۱۲۰۴ فارشر ج ۱ ص ۲۱۰۔ ۲۔ فارشر ج ۱ ص ۳۱۰۔

۳۔ بحوالہ بلدان ج ۳ ص ۲۶۶ سفر لے بحوالہ بلدان ج ۳ ص ۲۶۶ سفر لے

ہی میں آباد تھا، اور بنی اسرائیل کے مقابلہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ شریک جنگ تھا،

۸۔ دو ما

اس خاندان کا مسکن اب تک اسی نام سے مشہور ہے، دو متہ الجندل شمالی عرب میں مدینہ و شام کے درمیان ایک مشہور مقام ہے، عرب جغرافیہ نویسوں نے تصریح کی ہے کہ دو متہ الجندل اسی دو ما کی طرف منسوب ہے، پچھلے زمانہ میں یہاں نصاریٰ آباد تھے،
۹۔ تیماء

حدود عرب و شام میں اس خاندان کے انتساب سے ایک قدیم آبادی ہے، ایوب نبی کے زمانے میں اس خاندان کو کسی قدر فوجی اہمیت بھی حاصل تھی، سفر ایوب (۶-۱۹) میں تیماء کے سواروں کا ذکر ہے، اشعیانی نے بھی (سنہ ۱۱۱۱) میں سرزمین تیماء کا نام لیا ہے (۲۱-۱۲) زمانہ اسلام میں یہاں یہود آباد تھے،
۱۰۔ قید ماہ

اصحاب الرس

فارسی صاحب نے قید ماہ کو، کاظمہ (واقع خلیج فارس) کا مرادف سمجھا ہے اور اسلئے اس کو خلیج فارس پر جگہ دیتے ہیں، کاظمہ یقیناً انگریزی لب و لہجہ میں "کید ما" ہو جائے گا لیکن ہر مشرقی لب و لہجہ کا واقعہ کار اس تحقیق پر متنبس دیگا کہ قید ماہ اور کاظمہ ایک چیز ہے قرآن مجید میں ایک قبیلہ کا نام صحابہ لرس ہے بعض موزنین کا بیان ہے کہ قید ما کا نام صحابہ لرس تھا ہمارے ان مفسرین صحابہ الرس کی تعیین میں نہایت مشکوک لرائے ہیں، امام طبری نے ارباب روایت کی تین رائیں، نقل کی ہیں،

(۱) ارس کو یمن کو کہتے ہیں، ایک اُمت نے اپنے پیغمبر کو کو یمن میں ڈال دیا تھا، ارس یسے اُسکو صحاب ارس کہتے ہیں،

(۲) ارس ملک آذربجان کے پار ایک آبادی کا نام ہے (شاید روس سے مقصد ہو)

(۳) ارس غار کو کہتے ہیں اور ارس سے مراد صحاب الاحذود ہیں،

لیکن مورخ مسعودی بلاتر زلزلے لکھتا ہے: صحاب ارس، ہما عیل کی اولاد میں سے تھے، وہ دو قبیلے تھے، ایک کا نام قدامن، تھا اور دوسرے کا یا مین، اور کہا گیا ہے کہ رعویل تھا، اور یہ یمن میں تھے،

قیدمان، قیدماہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے، صحاب ارس کا اسکے علاوہ کوئی اور حال نہیں معلوم، قرآن مجید نے صحاب ارس کا دو مقام پر ذکر کیا ہے، لیکن کوئی حال بیان نہیں کیا، بلکہ صرف گنہگار قوموں کی فہرست کے ضمن میں اُسکا نام لیا ہے،

وَعَادُ ثَمُودَ وَاَصْحَابُ الرَّسِّ (فِرْعَوْن) عَادُ ثَمُودُ اور صحاب ارس کو،

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهُمْ فَذَمَّنُوهُمْ وَاَصْحَابُ الرَّسِّ يَفْتَنُوهُمْ، ان سے پہلے نوح کی قوم صحاب ارس اور ثمود نے جھٹلایا،

۱۱۔ نبایوط یا نابت یا نبط

صحابہ البحر

نبایوط کو اہل عرب عموماً نابت کہتے ہیں، ان کی روایتوں کے مطابق خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسماعیل کے بعد سب سے بڑے بیٹے نابت کے حصہ میں آئی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبایوط نے حجاز ہی میں قیام کیا، لیکن بعض حوالوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ فرزندان نبایوط عراق میں موجود تھے، لیکن اصل یہ ہے کہ بدویانہ زندگی کے ساتھ وہ حجاز سے عراق تک خانہ بدوشانہ پھیلے ہوئے ہونگے،

تحریری حیثیت سے نبایوط کا نام ساتویں صدی ق م میں نظر آتا ہے، حزقیال بنی بیشکونی کرتے ہیں کہ ”نبایوط کی بھڑین نذرلی جائینگے“ (۷۰-۷۱) اشور بانیاں، ”اسیریا کا بادشاہ، جس کا بھی تقریباً یہی زمانہ ہو، اپنے مفتوحین کی فہرست میں نباطی قوم کا نام لیتا ہے، یوسفوس یودی، جو پہلی صدی مسیحی میں تھا، لکھتا ہے،

”ملک بحر احمر (حجاز) سے نہ فرات (عراق) تک اسماعیل کے بیٹوں کے قبضہ میں ہو“

جنکے سب سے اسکا نام ملک بناطینہ پڑ گیا ہے، (حوالہ آتا ہے)

اسی زمانہ میں جب رومی شام پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، تو نبطی عربوں سے انکی مدد بھڑہوتی ہے، اور شام و عرب کے حدود پر انکی ایک عظیم الشان حکومت نظر آتی ہے، اہل عرب بھی ان نبطیوں سے واقف تھے، اسی لفظ ”نبط“ کی جمع عربی میں انباط ہے۔

انباط اور روایات عرب | مورخین عرب فرزندان نبایوط یا انباط سے زیادہ واقف نہیں ہیں

ہمارے مورخین کے معلومات انباط کے متعلق صرف اسقدر ہیں لیکن انباط کی خود معاصر قوموں نے ان کے حالات سیاسی تعلقات کی بنا پر بہت کچھ محفوظ رکھا ہے اور اب اکتشافات اثریہ نے بھی ان معلومات میں کسی قدر اضافہ کر دیا ہے۔

انباط اور نبایوط و نابت کا تبادُل سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ انباط جنگی تاریخ کا مفصل تذکرہ یونانی و رومی مورخین نے کیا ہے اور نبایوط پسر اسماعیل جبکا توراۃ میں ذکر ہے اور نابت بن اسماعیل جن سے عربوں کو ہم نسب کی دعویٰ ہو کیا حقیقت ان مختلف الفاظ سے ایک ہی مفہوم مراد ہے؟ ہمارا جواب اثبات میں ہے اہل عرب انباط کو عربوں سے الگ ایک بیرونی قوم سمجھتے ہیں، لیکن یہ حقیقت ایک مدت تک کے تباہ اور تفرق کا نتیجہ ہے جن یونانی اور رومی مورخین نے انباط کا ذکر کیا ہے انھوں نے متفقاً ان کو عرب لکھا ہے سب سے بڑی معتبر شہادت یہودی مورخ یوسیفوس کی ہے جو انباط کا معاصر اور نسل و وطن کے لحاظ سے بھی اُن سے قریب تھا اسلئے یقین ہے کہ اُنکے متعلق اسکی شہادت پایہ اعتبار سے ساقط نہ ہوگی، وہ تبصریح تمام لکھتا ہے کہ "انباط ہامیلی عرب از نسل نبایوط ہیں" مورخین اسلام بھی اس رُئے کے ساتھ ہیں، مورخ طبری نے لکھا ہے:

ومن نابت و قیداد شذادہ العرب - عرب کو نابت اور قیدار کی نسل سے حسد آنے

(رج ۱ ص ۳۵۲، طبع یورپ) پھیلا یا،

یا قوت حموی نے (لفظ عرب کے تحت میں) ایک نئی بات لکھی ہے کہ "عرب" ہر اُس قوم کو بنطکتے ہیں جو قلم بان اور سپاہی نہ ہو دوسرے الفاظ میں اسکا مفہوم یہ ہے کہ جو غیر بدوی زندگی بسر کرتی ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ بنط نے عراق کے آثار

سے تمدن زندگی اختیار کر لی تھی اس لیے بادیہ نشینان عرب نے ہر غیر بدوی قوم کو
نبط کا مراد سمجھ لیا،

حضرت علی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُنکا نسب پوچھا تو اُنھوں نے
کہا کہ ”ہم کوئی (واقع عراق) کے نبط ہیں“ اور یہ بالاتفاق معلوم ہے کہ وہ اسماعیلی قرشی
عرب تھے، اس سے ثابت ہو گا کہ نبط اسماعیلی عرب ہیں، جو عراق تک پھیلے تھے،
نابت کی بقیہ اولادین، خود اندرون ملک میں بھی تھیں، اور متعدد وجوہ سے
ہماری یہ رائے ہے کہ عرب شمالی کی وہ اکثر قومیں جو غلطی سے قحطانی کہلاتی ہیں، وہ دراصل
نابتی ہیں، من جملہ دیگر قبائل کے عسان اور اوس و خزرج کے متعلق تو تصریح ثابت ہے
کہ وہ قحطانی نہیں بلکہ نابتی ہیں، تفصیل آتی ہے،

انباط کا عہد حکومت | انباط ایک مدت تک دیگر عرب قبائل کی طرح بحرا حمر سے بحر فرات
تک مستقل وادیوں میں بدویانہ زندگی کے ساتھ آوارہ پھرتے رہے، اس بدویت
کا زمانہ سنہ ۴۴۴ ق م (عہد اسماعیل) سے سنہ ۴۴۴ ق م تک قرار دیا جاسکتا ہے، تو راق نے نباط
کا فرزندان اسماعیل کے ضمن میں سنہ ۴۴۴ ق م میں پہلی بار نام لیا ہے، اور آخر اُخر قیال
بنی نے جو کم و بیش سنہ ۴۴۴ ق م میں تھے، نباط کا ذکر کیا ہے کہ ”نبط (نباط) کی بھیڑیں نذر
الی جائینگے“ (۶۰-۷۰) کتبات میں نبط کا نام اشور بانیال شاہِ اسیریا کے کتبہ میں تقریباً اسی
عہد یعنی سنہ ۴۴۴ ق م میں نظر آتا ہے، وہ اپنے مفتوحین کی فہرست میں ناتان شاہِ نبط کا ذکر کرتا ہے،
حزقیال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبط اس وقت چوپانی کی بدوی زندگی بسر کر رہے تھے،
لیکن یہ اسیری کتبہ ایک نبطی حکومت کی اس عہد میں خبر دیتا ہے، ممکن ہے کہ بادشاہ سے

مقصود ایک نبطی بدوی شیخ ہو، بہر حال نبطی حکومت کی تاریخ از روئے تاریخ یونانی و کتبات نبطی ششہق م سے پہلے روشن نظر نہیں آتی آخری تاریخ سنہ ۶۰۰ء جبکہ رومی حکومت ان کو اپنے امداد جذب کر لیتی ہو

انباط کا رقبہ حکومت انبساط کی حکومت کے حدود اولاً وہ قطعہ ملک تھا جس کو یونانی، عرب، سنگستان (عربیا پٹرا) کہتے ہیں، اور عبرانی ادوم اور سیر (سراۃ) یعنی خلیج عقبہ سے بحرینک ڈائیڈورس (ششہق م) بیان کرتا ہے کہ انبساط خلیج ایدہ عقبہ پر بہتے ہیں اس پر ۲۳۰ء ایک ضمنی تذکرہ میں کہتا ہے کہ اہل ادوم انباط ہیں، لیکن ادوم سے آگے بڑھ کر اب وہ عرب آباد ہیں بھی قابض ہو گئے تھے مصنف مذکور لکھتا ہے،... اور اہل ادوم و سبائی جو شام کے اوپر واقع ہیں پہلی قوم ہیں جنہوں نے عرب آبادان (عربیا فلس) پر قبضہ کیا ہے، یوسفوس جو پہلی صدی مسیحی میں تھا بیان کرتا ہے کہ اس عہد میں وہ عرب ریگستان (عربیا ڈزرتا) تک پھیل گئے تھے، اس کے خاص الفاظ یہ ہیں،

”ملک بحر احمر سے نہ فرات تک اسماعیل کے بیٹوں کے قبضہ میں ہو، جن کے سبب سے

اس کا نام ملک نابطینہ *Mabatena* پڑ گیا ہو، اسکی سرحد (مغرب میں) مصر اور

عرب سنگستان *Petraia* سے مل گئی ہو، اور بہت سے بیابانون اور بلند و فراز

زمینوں کو شامل ہو، جو مشرق کی طرف خلیج فارس تک منتہی ہوتی ہو، عموماً اس ملک کے

باشندوں کا نام ناباط *Nebajoth* عرب ہے۔“

ان شہادتوں سے ظاہر ہوگا کہ انباط کا ملک مغرب میں بحر احمر اور مشرق میں خلیج

فارس تک وسیع تھا، اور اسکے درمیان کے تمام ممالک مینی عرب سنگستان و عرب
رگیستان و بعض قطعہ عرب آبادان پر قابض تھے، لیکن اس طویل و عریض ملک میں
انباط کی اصل آبادی غلیج عقبہ (ایلہ) کے اطراف میں تھی، ڈائیدرس کا بیان ہے:

اور گزرتے ہوئے تم غلیج عقبہ (ایلہ) *Laianites Gulf* میں داخل ہو گے

جس کے حدود پر اُن عربوں کی بہت سی آبادیاں ہیں جن کو لوگ *Nabataisi*
کہتے ہیں، یہ لوگ نہ صرف سواحل کے بڑے حصے پر قابض ہیں بلکہ وہ اندرون ملک میں
بھی دور تک پھیل گئے ہیں، کیونکہ زمین آباد اور نہایت سرسبز ہے،

تخصیص کے ساتھ ملک انباط کے، اشہرون کے نام پر سیفوسٹس میں مذکور ہیں،
لیکن یونانی تلفظ نے عربی رنگ و روغن اُن کے چہروں سے بالکل اُتار دیا ہے، وہ شہر
یہ ہیں، میدابہ، بنا لویس، بیس، ثرابسہ، اغالہ، اٹون، صور، اُرون، مرسیہ، رودہ، لوستہ،
عروبہ، ان کے علاوہ رقیم (پڑا) اور حجر مشہور شہر تھے،

انباط کا دار الحکومت انباط کا ملک جن حدود پر مشتمل تھا وہ حقیقت میں قدیم ممالک کا مجبوء
تھا، ملک ثمود (وادی القری) جس کا دار الحکومت حجر تھا، ملک مدین جس کا پایہ تخت
خود شہر مدین تھا، اور ملک ادوم جسکی حکومت کا مرکز شہر رقیم (پڑا) تھا، انباط کا پایہ تخت
پہلے شہر رقیم (پڑا) تھا، جہاں اُن کے آثار اب تک باقی ہیں، لیکن پہلی صدی ق م
میں جب رومیوں نے مصر و شام پر قبضہ کیا، تو رفتہ رفتہ وہ پڑا (رقیم) پر بھی قابض ہوئے
اسٹرابو (۲۷ء) بیان کرتا ہے کہ ”اب (۲۷ء) انباط اور شامی دونوں رومیوں کی
رعایا ہیں“ اس مفتوحی سے مقصود پڑا یعنی رقیم کی مفتوحی ہے، ورنہ نفس حکومت تو ۷۰ء

تک باقی تھی پُرارِ رقیم سے ہنکرانِ بطن نے اب حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود میں واقع تھا اسی لیے قرآن مجید نے انکو "اصحاب الحجر" کے نام سے یاد کیا ہے (تفصیل آگے آتی ہے)

"حجر" جس صوبہ ملک میں واقع ہے عربوں کے ہاں اُسکا نام وادی القریٰ ہے اس کے لفظی معنی آبادیوں کی وادی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ میدان عہدِ قدیم میں نہایت کثرت سے آباد تھا اسکی تصدیق اب معاصر مورخین کی روایتوں سے بھی ہوتی ہے ابھی ڈائٹورس کا بیان گذر چکا ہے جو کہتا ہے کہ حدودِ الیم پر انباط کی بہت سی آبادیاں ہیں ۱۰۰۰ اور وہ نہایت کثرت سے آباد ہیں "سُرا بھی بناط کی نہایت گنجان آبادی کا ذکر کرتا ہے" شاہانِ انباط اشوری کتبہ کی شہادت کی بنا پر گوشا بناط کا ابتدائی سلسلہ مستشرقین سے شروع ہوتا ہے جبکہ "ناتان" شاہِ نبط بادشاہِ اسیریا اشور بانیپال کی خدمت میں نذر پیش کرتا ہے لیکن یونانی تاریخ اور موجودہ نبطی آثار اور سکے مستشرقین سے پہلے کسی نبطی بادشاہ کا ذکر نہیں کرتے اس کے اسباب بھی واضح ہیں یونانیوں کو اس سے پہلے انباط سے سروکار نہ تھا اور نہ خود انباط اس عہد سے پہلے تمدنِ زندگی بسر کرتے تھے بہر حال تاریخ و آثار نے اب تک جو انکشاف حال کیا ہے اسکی اعانت سے اب تک ڈوسے Dussaud نام ایک فرنجی مستشرق نے بادشاہوں کے ناموں کی ایک فہرست تیار کی ہے یہ فہرست ۱۶۹ ق م سے شروع ہو کر ۱۲۷ ق م ختم ہو جاتی ہے اس میں ایک نام "مالک اول" کا اضافہ ہم خود یوسفوس کے حوالہ سے کرتے ہیں

لے کتاب مذکور ص ۱۸۸ ۱۷ تاریخِ بابل و اشور از د جرس امریکائی ج ۲ ص ۲۷۶

۱۷ فرنجی ایشیا تک سوسائٹی ج ۱ ص ۱۶ ۱۸ ق م است یہود کتاب ۱۳ باب ۵ بند

نام	تذت حکومت تقریباً
حارث اول	سنة ٦٩ ق م
زید بابل	سنة ٧٢ ق م
مالک اول	سنة ٧٣ ق م
حارث ثانی	سنة ٧٤ ق م - سنة ٧٥ ق م
عباده اول	سنة ٧٦ ق م
ریال اول بن عباده اول	سنة ٧٧ ق م

حارث ثالث بن ریال	سنة ٧٨ ق م - سنة ٧٩ ق م
عباده ثانی بن حارث ثالث	سنة ٨٠ ق م - سنة ٨١ ق م
مالک دوم بن عباده ثانی	سنة ٨٢ ق م - سنة ٨٣ ق م
عباده ثالث بن مالک دوم	سنة ٨٤ ق م - سنة ٨٥ ق م

سنة ٨٦ ق م - سنة ٨٧ ق م

سنة ٨٨ ق م - سنة ٨٩ ق م

سنة ٩٠ ق م - سنة ٩١ ق م

حارث رابع بن مالک دوم
خلدو (خالده) زوج حارث
شقیله زوج حارث

مالک سوم بن بن حارث
شقیله زوج مالک

ریال ثانی بن مالک ثانی
جمیله زوج زیال

۱۰۷ — ۱۰۸

مالک چہارم

تمدن حالات | ہر شائستگی کی ابتدا عہد بداوت ہے، انباط کی ابتدائی زندگی عام قابل عزت کی سادہ و غیر مصنوع زندگی تھی، جنگی دولت کا تنہا خزانہ مویشی تھی (خریقال ۶۰-۷۰) لیکن جب مغربی قوموں نے انھیں اپنے تمدن و شائستگی کے بل پر شکست دینا چاہا تو انکو بھی مجبوراً اس تمدن بننا پڑا، مورخین یونان میں سے ڈائیڈورس (شمس قم) اور پلو (۱۲۷ء) نے انباط کے آداب معیشت و تمدن کو سب سے بہتر بیان کیا ہے؛ ڈائیڈورس کہتا ہے:

وہ یعنی انباط کھلی ہوا میں زندگی بسر کرتے ہیں، اور ناقابل سکونت ہوا میں رہتے ہیں، انکے ملک میں نہ کوئی دریا ہو اور نہ چشمہ جس سے حملہ آور دشمن فائدہ اٹھا سکیں، انکا قومی آئین یہ ہے کہ وہ غلہ کی زراعت کریں، اور نہ درخت لگائیں نہ شراب پیئیں، اور نہ گھر بنائیں جو شخص اسکے خلاف کرتا ہو، اسکو سزائے موت دی جاتی ہے۔

بعض لوگ اونٹ کے گوشت پر گزار کرتے ہیں، اور بعض بکری اور بھیڑ کے گوشت پر.... صحرائین بہت سے قابل رہتے ہیں لیکن دولت میں انباط سب سے زیادہ ہیں، اور اپنے ہمسایوں میں ان کو امتیاز حاصل ہے، گوکہ ان کی تعداد دس ہزار آدمی سے زیادہ نہیں ہے، ان کا ملک پانی سے خالی ہے، اپنے لیے پہاڑوں میں بڑے بڑے حوض کھود کر بناتے ہیں جنکا منہ باہر سے تنگ اور اندر چوڑا رہتا ہے، اور انکی لمبائی ۲۵۰ فٹ تقریباً ہوتی ہے، ان حوضوں میں بارش کا پانی جمع کر کے ان کو چھپا دیتے ہیں، اور ان کو پانی نشانی بناتے ہیں، جب سفر کرنا چاہتے ہیں تو اپنے جانوروں کو تین روز کا پانی پلاتے ہیں، انباط گوشت، دودھ، اور بعض جنگلی بھڑی کھاتے ہیں... جنگلی شہد رسن بھی

اُن کو ملتا ہے جس کو پانی میں گھو ل کر پیتے ہیں، ان میں عرب کے غیر بنطی قبائل بھی شامل ہیں جن میں سے بعض شامیوں کے ساتھ گھروں میں رہنے کے علاوہ اور تمام عادات میں شامل ہیں، یہی مصنف لکھتا ہے:

”آگے بڑھ کر تم خلیج ایلانہ (عقبہ) میں داخل ہو گے جو ان عربوں کے بہت سے گاؤں سے محدود ہے جن کو لوگ ”بناطیہ“ کہتے ہیں، یہ لوگ نہ صرف سامی مقامات کے بڑے حصے پر قابض ہیں بلکہ وہ اندرون ملک میں بھی دور تک پھیلے ہیں، کیونکہ یہ زمین آباد اور نہایت شاداب ہے“

زمانہ سابق میں اپنے قوانین انصاف کے مطابق اپنے گلوں اور جانوروں پر مطمئن رہ کر زندگی بسر کرتے تھے، لیکن جب اسکندریہ (مصر) کے (یونانی) بادشاہوں نے خلیج کو تجارت کے لیے جہاز رانی کے قابل بنایا تو ان بنطیوں نے شکستہ جہازوں کے تاحن کو جمع کیا اور چھوٹی کشتیوں میں میٹھا بھری ڈاکہ زنی کرنے لگے... آخر کار ان پر... حملہ کیا گیا اور ان کے آستھاق کے مطابق انکو سزا ملی۔“

اسٹرابون (۶۲ء) جو ڈائیڈورس کی طرح انباط کا معاصر تھا، ان کے متعلق دیکھیں واقعات بیان کرتا ہے:

دشہرہ پیرا (رقیم) جو عمدہ قوانین رکھتا ہے، اس پر شاہی خاندان میں سے ہمیشہ ایک بادشاہ حکومت کرتا ہے، وزیر ہمیشہ اس بادشاہ کے ساتھیوں میں سے ایک ہوتا ہے، اسی لیے اسکو ”بھائی“ کہہ کر پکارتے ہیں، انباط کفایت شعارانہ ذخیرہ ملکیت کے

شائیں ہیں، جماعت اُن پر جرمانہ کرتی ہو جو اپنی دولت ضائع کرتے ہیں، اور جو اپنی دولت بڑھا رہا ہو، اُسکو انعام دیتی ہو، انباط کے پاس غلام کم ہیں، اکثر اُن کی خدمت اُن کے متعلقین کرتے ہیں، یا ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں، یا شخص اپنا نوکر آپ ہوتا ہو، یہ طریقہ بادشاہوں تک میں جاری ہو، جو جمہور کی رضامندی کے اس قدر آرزو مند ہیں کہ وہ اپنی ریاکاری کی خدمت کرتے ہیں، بادشاہ کو انتظام ملکی کے متعلق بیانات لوگوں کو دینے ہوتے ہیں، اور وہ اکثر اپنے بادشاہ کے ذاتی حالات و عادات بھی دریافت کرتے رہتے ہیں،

لوگ غیر سرکاری صحبتوں میں یہ یہ پڑا آدمی ملکر کھاتے ہیں، بادشاہ بھی لوگوں کو بڑی بڑی عمارتوں میں عام دعوت جشن دیتا ہو، ہمارے لوگوں کی جماعت میں دو منشی رہتے ہیں، ہر مہمان کو گیارہ جام سے زیادہ شراب پینی ہوتی ہو، یہ جام سونے کے ہوتے ہیں، جبہ (یا کرتہ) پہننا یہ لوگ نہیں جانتے، کریم تہ بند لپیٹتے ہیں، اور باؤن میں چیل پہنکر چلتے ہیں، شاہی پوشاک بھی اسی قسم کی ہوتی ہو،

مکانات عالی شان اور سنگین ہیں، آبادیوں میں شہر ناپا ہیں نہیں ہوتیں، مکا کل بڑا حصہ سرسبز ہو، تاہم وہاں زیتون نہیں، (جانوروں کی پیداوار کا بیان نہی) گھوڑے نہیں ہوتے، ان کی بجائے اونٹ مصرف میں آتے ہیں بعض ایشائے تجارت کی درآمد بھی یہاں ہو، اور بعض چیزیں خود ملک میں ہی ہیں، جیسے سونا چاندی اور بہت سے خوشبو مسالے، لیکن لوہا، تانبا، ارغوانی کپڑے، زعفرانی، عود، قسط، سنگتراشی، نقاشی اور تصویروں کی چیزیں بھستے ملک میں نہیں پائے جاتے، انباط و دن کی لاش کھا دیکلیا بہتر سمجھتے ہیں، اسی لیے وہ بادشاہوں تک کی لاشوں کو بھی زمین میں دفن کرتے ہیں،

نہ بنایہ سبائی دیوتا اس قناب کی پوجا کرتے ہیں اور اس دیوتا کا سیکل یا قربانگاہ مکانات

کی چھتوں پر بناتے ہیں اور اسپر شراب چڑھاتے ہیں اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہیں

سیاسی حالات | انباط ہلکوب سے پہلے ستھق مین سیاسی میدان میں نظر آتے

ہیں، اسیر یا اور بنی قیدار (برادران انباط) کے مابین اس عہد میں جنگ برپا ہوتی ہے

بنی قیدار کا شیخ شکست کھا کر انباط کی چھوٹی سی ریاست "مین پناہ لیتا ہے پھر بنی قیدار

اور انباط... کی متحدہ فوج اسیر یا کے مقابلے میں آتی ہے، لیکن سو قسمت سے نالمان شاہ

انباط گرفتار ہو جاتا ہے

بابل کے بعد ایران و یونان کی قوت دنیا کی تاریخ میں جلوہ گر ہوتی ہے انباط جہاں

آباد تھے، یہ وہ مقامات تھے جو اہل فارس اور یونان کی دائمی جنگ کے طبعی رستے تھے

اس بنا پر ہر دو فریق ان نبطی عربوں کی دوستی و ہمدردی کے طالب تھے، جنگی اعانت

کے بغیر ان خشک و بے آب ریگستانوں کو طے کرنا ناممکن تھا

سکندر سے پہلے جو چوتھی صدی ق م کے اواسط میں تھا، عموماً اہل فارس کا پلہ

یونانیوں سے بھاری تھا، اس بنا پر شمالی عرب (جو اس عہد میں لحيان میں تھے) میدان

جنگ میں اہل فارس کے دوش بدوش تھے

۳۲۲ ق م میں سکندر نے ایرانیوں کو شکست فاش دی اور عراق سے لیکر

مصر و شام تک اس کے فتوحات کا جوا لگاہ بن گیا، ہندوستان سے واپس آ کر عرب کی فتح

کا عزم تھا کہ وہ خود موت کے ہاتھ مفتوح تھا، سکندر کے بعد ممالک مفتوحہ سکندر کے

مختلف سرداروں میں منقسم ہو گئے، بطلمیوس نے مصر و شام پر قبضہ کیا، انٹی گونس نے ایشیائے

کو چک لیا، سیلوکوس نے بابل و فارس و ترکستان پر استیلا حاصل کیا، یہ تینوں بادشاہیں بیچ میں حدود عرب پر اکڑ گئیں، انہی گونس ایک بلند حوصلہ بہادر تھا، اُس سے اپنی قسمت پر قناعت نہ ہو سکی، سب سے زرخیر اور قریب تر شام کا ملک تھا، اُس نے شام پر حملہ کرنا چاہا، لیکن درمیان میں بنطی عرب حائل تھے، اُن کو اپنا شریک بنانا ضرور تھا، لیکن وہ بطلمیوس کے طرفدار پہلے ہی بن چکے تھے، نتیجہ جنگ و محاربہ تک پہنچ گیا،

انہی گونس نے اسسقم میں اپنے ایک سردار *Athenaeus* اتھیناؤس کی سرکردگی میں ایک مہم روانہ کی جسے گوخیبری میں رقیم (پیرا) کو برباد کر دیا، لیکن اس کا ایک سپاہی بھی دشمنوں کے ہاتھ سے بھگدوایا نہ آیا، ناچار انہی گونس نے خود اپنے بیٹے ڈیمیٹریوس *Demmetrius* کے زیر قیادت ایک دوسری جمیعت روانہ کی، بے سرومان بنطی عرب میدان میں مقابلہ نہ کر سکے اور قلعہ بند ہو گئے، یونانیوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، اس قید سے تنگ آ کر ایک دن ایک بنطی عرب نے ڈیمیٹریوس کو ان الفاظ میں مخاطب کیا،

”اے بادشاہ ڈیمیٹریوس! تم کس غرض سے اور کس کے حکم سے مجھ سے لڑتے ہو؟ ہم صحرا میں رہتے ہیں، جہاں پانی ہے، نہ غلہ ہو، نہ شراب ہو، نہ اور ضرورت کی کوئی چیز ہو، صرف ہم نے اپنی آزادی کی خاطر اس صحرا کی سکونت اختیار کی ہو اور تمام آسائش کی چیزیں دوسروں کے لئے چھوڑ دی ہیں، اور ہم نے اس حیوانی زندگی پر قناعت کی ہو، تمہیں ہم نے ستایا نہیں، تم ہمیں کیوں ستاتے ہو؟

خدا تمکو اپنی حفاظت میں رکھے، ہمارے تحائف قبول کرو، اور واپس جاؤ، اور آج سے ہمیں اپنا دست سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ تم اس طرح یہاں زیادہ دن تک نہیں ٹہر سکتے، تمکو

پانی اور دوسری چیزوں کی ضرورت ہوگی، اور تم ہلکے پلے زندگی کے بدلے چھوڑ نہیں کر سکتے، اگر تم نے قلعہ پر قبضہ بھی پایا، تو تڑپتی لاشوں اور چند غمزہ قیدیوں کے سوا جو کبھی دوسروں کے سامنے سر نہیں جھکا سکتے، تم کچھ نہیں پاؤ گے۔

ڈیوڈ بوس اس گفتگو سے سید متاثر ہوا، اور صلح قبول کر لی، اس اچانک حملے نے ان نبطی عربوں کو ایک منظم سیاسی جمیعت کے قالب میں بدل جانے پر مجبور کر دیا، چنانچہ اس انقلاب نے اس بدوی قوم کو وہ اہمیت بخشی کہ یونان، عظمیٰ روم، الکبریٰ، اور خاندان اسرائیل کی گردنیں بھی اس کے آگے کبھی کبھی جھک جاتی تھیں، آگے کے واقعات سمجھنے کے لیے یونان و روم اور یہود کی تاریخ کے بھی چند فقرے پڑھ لینے چاہئیں۔

انٹی گونس کی حوصلہ مندی کو اس شکست سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا، اس نے رفتہ رفتہ بطلمیوس سے شام اور سلوکیوس سے بابل (عراق) لڑ کر چھین لیا، ناچار سلوکیوس اور بطلمیوس دونوں نے متحدہ طاقت سے اس قسم میں انٹی گونس کی ملکیت مقبوضہ کے حصے بخر کر کے آپس میں بانٹ لیے، اس تقسیم کے رو سے شام سلوکیوس کو، اور مصر و قبرص بطلمیوس کو ملا، مورخین عرب خاندان سلوکیوس کو "سلوکیین" اور خاندان بطلمیوس کو "بطالسمہ یا بطالسمہ" (جمع بطلمیوس) کہتے ہیں، سلوکیین اور بطالسمہ نے ان ممالک پر ایک مدت تک حکومت کی،

شام میں بنی اسرائیل کی پہلی حکومت کو شاہان بابل نے برباد کر دیا، بابلیں فارس کی حکومت کے جب غلبہ حاصل کیا، تو ان کو شہنشاہ ق م میں، پھر آزادی نصیب ہوئی، اور فارس کے زیر اقتدار بنی اسرائیل کے ایک خاندان یہود نے جن سے یہود کی بنیاد پڑتی ہے، ایک

نیم آزاد حکومت پھر قائم کی، لیکن سلسلہ ق م میں اسکندر نے اسکا بھی خاتمہ کر دیا، اسکے بعد مملکت یہودیہ (یروشلیم یعنی بیت المقدس) بطلمیوس، انٹیگونس، اور آخر اسلوقین کی ماتحت ہو کر فنا ہو گئی، دوسری صدی ق م میں جب یونانیوں کی پیر سال قوتیں نوجوان رومی خون سے ہر جگہ شکست کھا کر اسکے لئے جگہ خالی کر رہی تھیں، یہودی کی ابدی الموت زندگی نے آخری بار بدن کو جنبش دی، اور مکابیین کے نام سے رومیوں کے بل پر سلسلہ ق م میں ایک حکومت، یہودیہ میں قائم ہوئی،

مکابیین اولاً مذہبی کاہن کی حیثیت رکھتے تھے، لیکن آخراً، بادشاہ بن بیٹھے، حصول تخت کے لئے ہمیشہ اس خاندان کے ارکان باہم نبرد آزار رہے، رومی آہستہ آہستہ انکی آزادی سلب کرتے جاتے تھے، پہلے یہود سے اودوم میں حکومت منتقل کر دی، اور اسکے بعد پامپی رومی نے سلسلہ میں ہمیشہ کیلئے اس تماشگاہ پر پردہ ڈال دیا،

یہ تاریخ نامتربطی عربوں سے گوناگون تعلق رکھتی ہو، ملک یہودیہ، بناطیہ سے ہم سرحد تھا، دونوں صوبوں میں تقریباً ایک ہی قسم کے سیاسی حالات رونما ہوتے تھے، سلوقی خاندان ابھی صرف ستو برس شام پر حکومت کرنے پایا تھا کہ سلسلہ ق م میں

۱۵ مکابیین اور بنو اودوم میں سے سبیل اشخاص یہودیہ کی ریاست پر متنازع ہوئے، یہود امکابی، باقی خاندان ۲۔ یانان امکابی، ۳۔ سیمون امکابی، ۴۔ یحییٰ ہرکنیوس امکابی، ۵۔ مکندر امکابی، اول ۶۔ ارثوچولوس امکابی، اسکندر امکابی دوم، ۷۔ ہرکنیوس دوم، اسکے بعد رومیوں نے انٹی پیر اودمی کو یہ ریاست عطا کی، اسکے بعد ہیرڈ اودمی رئیس یہودیہ مقرر ہوا، بعد ازیں ریاست کو ٹکڑے کر کے اگر پاپا اودمی کو رئیس عظیم بنایا، اگر پاپے بعدیہ مستقل دی صوبہ بن گیا، ۸۔ یہ تمام واقعات تاریخ یوسفوس سے التفاط کیئے گئے ہیں، ہر واقعہ کا کتاب، باب فقرہ کی تقسیم سے حوالہ دیا گیا ہے، یوسفوس کی تاریخ اسی ترتیب پر منقسم ہے، قد اقامت یہود، کے حصہ کی طرف اشارہ ہے،

یہود امکا بنی، بانی خاندان یہود نے بناوت کی، یہود خود عرب گئے اور بنطی عربوں سے
شرکت و اعانت کی درخواست کی، کہ ہلوگ متحدہ طاقت سے ان بیرونی قوموں کو
یکال دین (قد ج ۲، کتاب ۱۲، باب ۸، فقرہ ۳) سلوقیوں نے جب یہ دیکھا تو انھوں نے
بھی ان عربوں کی طرف ہاتھ پھیلا یا (فقرہ ۴) اسوقت غالباً حارث اول انباط کا بادشاہ
تھا، جس کا زمانہ سلسلہ ق م ہے،

زید بابل بنطی کے عہد میں سکندر سلوقی اور ڈیوتریوس سلوقی کے مابین دعوائے
تخت کی بنا پر منازعت پیدا ہوئی، ڈیوتریوس کے طرفدار بنط تھے، اور یہود سکندر کے
حامی تھے، سکندر نے شکست فاش کھائی، اسوقت عرب کی آزاد زمین کے سوا اسکو
کوئی مامن نظر نہ آیا، لیکن درحقیقت اسکی روح اسوقت حقیقی مامن کی تلاش میں
نکل چکی تھی، زید بابل نے سکندر کا سر کاٹ کر بطلیموس کے پاس بھیج دیا (قد ج ۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶)
زید بابل کے بعد، مالک اول تخت نشین ہوا، سکندر سلوقی کا بیٹا انطیاخوس
اسی معرکہ میں انباط کے ہاں قید ہو کر پرورش پڑا تھا، یونانیوں نے جو سکندر کے
طرفدار تھے، مالک سے درخواست کی کہ انطیاخوس کو باپ کی جگہ حکومت کے لیے
آزاد کیا جائے، شدید اصرار کے بعد مالک نے یہ درخواست قبول کی (قد ج ۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶)
یونانیوں کی اس خانگی منازعت نے، یہود و انباط میں کشمکش پیدا کر دی،
یا تا ناں مکابی رئیس یہود، جسکی قوت یونانیوں کے ضعف سے نشو و نما پا رہی تھی،
اُسے اچانک بنطیوں پر حملہ کیا، اور انکو نقصان پہنچایا (قد ج ۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶)
حارث دوم کے زمانہ میں یونانیوں نے غزہ کے یہودیوں پر حملہ کیا، حارث
جو اسوقت انباط کی قوت کا مالک تھا، اپنے عہد کا ممتاز بادشاہ تھا، اس نے،

یونانیوں سے اعانت کا وعدہ کیا، لیکن اس سے پہلے کہ عربوں کی کمک پہنچے یونانی خود خانگی منازعات میں مبتلا ہو گئے، (قد، ج ۲، ۱۳، ۱۳، ۳)

حارث دوم کے بعد عبادہ اول مملکت انباط پر تخت نشین ہوا، اسکے عہد میں اسکندر مکابی جو یہودیہ کا ایک مجنون رئیس تھا، انباط پر حملہ آور ہوا، اور گوجنگ میں وہ بنطیوں کے ہاتھ سے مشکل جانبر ہو سکا، تاہم صوبہ ملوٹا ورجلعاو کے ۱۲ شہر، ان سے چھین لے گیا، (۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳) لیکن یہود اس فتح سے خوش نہوے اور انھوں نے سکندر کو مجبور کیا، کہ وہ سواب ورجلعاو کے صوبے عربوں کو واپس کر دے کہ وہ دشمنوں کے شریک نہ بن سکیں، (۱۳، ۱۳، ۱۳، ۲)

حارث سوم (۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳، ۱۳) حکومت انباط کا سلطان عظم ہوا، انطیاخوس ڈیانیسوس سلوقی اسوقت ملک عرب پر حملہ آور تھا، حارث کی فرج، خالص عرب شجاعت کے ساتھ یونانیوں کے مقابل تھی، پہلے حملہ میں وہ پسپا ہو رہی تھی کہ دفعۃً حارث دس ہزار سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں نمودار ہوا، انطیاخوس بہادری سے لڑتا رہا، اور عین اسوقت جبکہ جلوہ فتح اُس کے سامنے تھا، لڑائی میں کام آیا، اُس کے مرنے کے ساتھ فرج کے پاؤں اکھڑ گئے، حارث کے لئے اب یہاں سے دمشق تک جو سلوقیوں کا پایہ تخت تھا کوئی روک نہ تھی، اور خود بطلیموس سلوقی خاندان باہم خانہ جنگی میں مبتلا تھے، چنانچہ خود اہل دمشق کی دعوت پر حارث دمشق پہنچا، اور سکندر عظم کے جانشینوں (سلوکیوس) کا تخت اُس کے پاؤں کے نیچے تھا، (۱۳، ۱۵، ۱۱)

پہلی صدی ق م کے اواسط میں، اسکندر مکابی کے دو بیٹوں میں تخت یہودیہ

کے لیے منازعت ہوئی، ایک نے بھاگ کر حارث کے داسن میں پناہ لی، اور وعدہ کیا کہ اگر وہ تخت نشین کر دیا گیا، تو جن ۱۲ بنی شہرون پر اس کا باپ قابض ہو گیا تھا، وہ واپس کر دے گا، حارث پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ رقیم (پٹرا) سے نکلا، یونین میدان میں شکست کھائی، اور یروشلم میں قلعہ بند ہو گئے، حارث یروشلم کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا تھا کہ یوشاب رومیوں کی فرج نمودار ہوئی، جس نے... ۳۵ ٹالنت (۲۵ لاکھ روپے) پر یہودیوں سے یہ جنگ خرید لی، ناچار حارث کو پیچھے ہٹ آنا پڑا، لیکن رومیوں نے پیچھا نہ چھوڑا، خود پاپی اور اسکے سپہ سالار سکاروس Scaurus نے پہلی صدی ق م کے اواسط میں بار بار رقیم (پٹرا) پر حملہ کیا، لیکن راستہ کی دشوار گزاری ہمیشہ انباط کے لیے قلعہ ثابت ہوتی رہی، ناچار سکاروس نے ادھر ادھر شہرون کو جلانا اور برباد کرنا شروع کر دیا، آخر... ۳۶ ٹالنت یعنی تقریباً ۲۰ لاکھ روپے ایک ادونی سردار انٹی پیر کی دلائی بچنے و حیا نہ اعمال کی قیمت لیکر واپس پھر گیا،

یہ واپسی رومیوں کے تخت میں عظیم الشان فتح تھی، اس کی یادگار میں ایک سکہ جاری کیا گیا، جس میں دکھایا گیا کہ حارث سرنگون ایک ہاتھ میں اونٹ کی مہار اور دوسرے میں ایک خوشبودار درخت کی ٹہنی (جو ملک عرب سے شاید عبارت ہو) لیے کھڑا ہے، سکاروس کے بعد گبنیوس Gabeineus اس کی جگہ پر آیا، اُس نے یہودیہ رومیوں کی خیر خواہی کے معاوضہ میں انٹی پٹرا دمی کے حوالہ کیا، اور خود انباط کی فتح کے ارادہ سے نکلا، اور کہتے ہیں کہ میدان میں غالب آیا،

۱۷ تذاویج ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، فقہ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳

عبادہ ثانی کے عہد کا کوئی واقعہ نہیں معلوم،
 مالک ثانی دسٹھ تاسٹھ ق م کا زمانہ بعض حیرت انگیز واقعات کا سلسلہ ہے،
 انہی میں سے چکا تھا، اور اسکی بجائے ہیروڈ، یہودیہ کا رئیس تھا، روم میں سیزر اعظم (قیصر) کے
 قتل کا واقعہ پیش تھا، اور انٹونی اپنے حریف (قاتلین قیصر) پر غالب آ رہا تھا، مصر میں
 خاندان بطلمیوسی کی آخری شہزادی کلیوپٹرا تخت نشین تھی، ہیروڈ رویون کی تھیلی دیکر
 رویون سے "بادشاہ یہود" کا لقب خریدنا چاہتا تھا اور اسی ضرورت سے مالک کے
 پاس جانا چاہا کہ اُس سے کچھ رقم بطور قرض یا دوستانہ حاصل کرے، لیکن مالک نے
 ملاقات انکار کر دیا، کہ فارس کی ہمسایہ حکومت اس تعلق کو پسند نہیں کرتی، ہیزو رنجیدہ
 ہو کر روم چلا گیا، لیکن عرب جنگی ضرورت ہر قدم پر ہمسایہ حکومتوں کو ہوتی تھی، اُن سے
 کب تک اعراض ہو سکتا تھا، چنانچہ چند ہی روز کے بعد ایک فرج کشی میں پانی کیلئے
 بنطی عربوں کی اعانت کی حاجت محسوس ہوئی، روم سے چلکر انٹونی اب مصر و شام کا
 فرمانروا تھا، عرب گو میدان میں مفتوح نہیں ہوئے تھے، تاہم رویون کی سیاسی فہمت
 کو تسلیم کرتے تھے، انٹونی سب کچھ جو اسکا تھا کلیوپٹرا کو نذر کر چکا تھا، وہی ان مالک سے
 خراج وصول کرتی تھی، یہودیہ اسکے لئے طیار تھا، لیکن عرب بظاہر اس محکومی کے لئے
 طیار نہ تھے، شاہ یہود کے توسط کے بعد بھی مالک خراج دینے پر آمادہ نہوا، آخر الامر یہود
 نے رویون کی محبت اور کلیوپٹرا کی ناز برداری میں عربوں پر حملہ شروع کیا، بڑی بڑی
 لڑائیاں ہوئیں جن میں طرفین سے ہزاروں آدمی کام آئے، اور یہودی مورخ یوسیفوس
 کے بیان کے مطابق اکثر عربوں کو شکست ہوتی رہی،

عبادۂ ثالث (سلسلہ تاسعہ ق م) کو ایک سست طبع اور ناکارہ تھا، لیکن اسکا وزیر نہایت ہوشمند اور چالاک تھا، یونانی تلفظ میں اس کا نام سالیوس SYLLIUS مذکور ہو (اصل شاید سائل یا سیل ہو) سالیوس ہمیشہ اپنی دشمنی سازشوں سے، یہودیوں اور رومیوں دونوں کو زک دیتا رہا، سلسلہ ق م میں دین کو جو فتح عرب کے خواب دیکھ رہے تھے، عرب کے بے آب صحرائیں جس طرح اُن کی ہمت کو شکست دیکر واپس پھرا لیا، وہ اب تک ہر دی اور یورپین مولخ کے قتل کے لئے سرمایہ غم و ندامت ہو، واقعہ کی تفصیل ”حمیر“ کے ذکر میں اس سے پہلے گزر چکی ہے، حارث رابع (سلسلہ ق م تاسعہ) حضرت یحییٰ بن زکریا، اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا معاصر تھا، اسکا پہلا نام انیس تھا، عبادہ کی وفات کے بعد جب یہ بادشاہ ہوا، تو اپنے لئے شاہی نام حارث اختیار کیا،

ہیرودشاہ یہودیہ حارث کا داماد تھا، یہ شخص نہایت بدکار اور تم دوست تھا، اپنے بھائی کے مرنے پر اسنے بھانج سے جو سکی علاتی بھتیجی بھی تھی، دوسری شادی کرنی، حضرت یحییٰ ان دنوں پند و مغنط کے پیغمبرانہ اثر سے قلوب کو مسخر کر رہے تھے، انکی محبوبیت یہودیہ میں جتنی ترنی کرتی جاتی تھی، ہیرودسے قدر کا پتا جاتا تھا، حضرت یحییٰ نے ہیرود کو اس شادی پر ملامت کی، خون آشام بادشاہ سے ضبط نہ ہو کا حضرت یحییٰ کا سر کاٹکر دوسری بیوی کے نذر کیا،

ہیرود کی پہلی بیوی باپ کے پاس عرب چلی گئی، حارث اپنی اس خانہ دانی اہانت پر غصہ سے بیتاب ہو گیا، فوراً یہودیہ پر فوج کشی کی طیاری کر دی اور اس زور و شور سے حملہ آور ہوا کہ ہیرود تاب نہ لاسکا، اور سخت ہزیمت اٹھا کر واپس آیا، یہودیہ مستند تھے کہ

شکست حضرت یحییٰ کے قتل کا پاداش علیؑ تھا، حارث سیدھا دمشق پر قابض ہو گیا، رومی ہیرود کی مدد کے لیے آئے، لیکن اتفاقاً اس اثنا میں (۳۳۷ء) میں خود قیصر گیا حارث کئی برس تک دمشق پر قابض رہا، بولوس (سینٹ پال) موجودہ عیسائیت کا بانی اسی حارث کے ہاتھ میں قید ہوا تھا، آخر ڈوری لٹکا کر اس کے سہارے قید خانہ سے نکل کر بھاگا،

حارث کے بعد دولت انبا طرومی اقتدار کے پرے میں بالکل چھپ گئی، گویا حارث کا وجود اس چراغ کا آخری سنبھالا تھا، گو بجھنے کے بعد بھی چراغ کا دھواں تلسہ تک نظر آتا رہا،

انبا ط کے مٹنے کے بعد بہت سے عرب قبائل اندرون ملک سے خالی جگہ کو بھرنے کے لیے نکل آئے، جن میں زیادہ مشہور آل عسان ہیں، جو انبا ط کے ہم نسب تھے،

تقریباً ۵۲۰ برس کے بعد جب اسلام آیا تب بھی انبا ط دنیا سے معدوم نہ تھے ملک شام میں انکا پیشہ غلہ اور روغن فروشی رہ گیا تھا، اوپر کے شہر تدمر، معان، بصری وغیرہ آل عسان کے ہاتھ میں اور حجر، تیار، خیبر وغیرہ جو نبطیوں کے گھر اور قلعے تھے، ان سب پر یہود قابض تھے، نبطیوں کی بقیہ آبادی قومی حیثیت کھو کر یہودیوں، یونانیوں اور رومیوں میں سطح گھل مل گئی تھی، کہ عہد اسلام میں ان اطراف میں جب عرب پھیلے، تو کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکا، عربوں نے ہمیشہ انکو ایک اجنبی قوم

۱۔ حارث دہیرود کے تمام واقعہ کے لیے قد ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲،

سمجھا اور یہ خود بھی اپنے کو نبی کہتے تھے انھیں میں سے حسان نبطی ہی جو ہشام بن عبد الملک کا ایک درباری تھا،

اصحاب الحج | اس عظیم الشان قوم کا عروج و زوال، حیات و موت، زندگی و فنا، ہجوم عرب کے لیے کس درجہ سبق آموز ہو سکتی تھی، تعجب ہوتا اگر قرآن مجید اس عبرتناک تاریخ سے خالی ہوتا،

تم نے اوپر پڑھا ہے کہ انباط کے مرکز حکومت دو تھے، رقیم (پڑا متصل شام، اور حجر (اجرا) اندرون عرب۔ نسہ آن مجید نے ان کو اسی قریب تر شہر کے مالک لکھراؤ کو پکارا ہے،

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسِلِينَ | اہل حجر نے پیغمبروں کو جھٹلایا (یعنی گذشتہ اور محاصر و لَقَدْ آتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا | پیغمبروں کی ہدایات قبول نہ کیں) تنہے اُن کو اپنی مَعْصِرِينَ، وَكَانُوا يَخِجُّونَ مِنَ الْجَبَالِ | نشانیاں دین اُن سے منہ پھیر لیا یہ پہاڑوں کو کانکر مَيُونًا آمِنِينَ، فَآخَذَهُمُ الصَّيْحَةُ | کائنات بناتے تھے جن میں امن و آرام کے ساتھ مَصِيبِينَ، فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا | رہتے تھے ان کو عذاب نے صبح کرتے ہوئے لے لیا يَكْسِبُونَ (حجر)

تمام مفسرین نے ”اصحاب الحج“ سے ثمود مراد لیا ہے، اسمین شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا، لیکن قرآن مجید کا عام طرزِ ادا بتاتا ہے کہ اصحاب الحج سے ثمود کے علاوہ، انکے بعد کی آبادی مراد ہے، قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے لیکن ہر جگہ اُن کا نام لیا ہے، اس اجمال کے ساتھ یعنی حجر والے لکھراؤ میں بیان کیا ہے

۱۔ ابن خلکان ذکر خالد القسری

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہو، خود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن میں جہاں ذکر ہو، وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہو، یعنی وادی القریٰ و تَمُودَ الَّذِینَ جَاؤُوا الصَّخْرَ بِالْکَوَادِ
 شود جنہوں نے وادی القریٰ میں پتھر تراشے، یہاں حجر و لے، کہہ کر انکی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہو، اس سے اشارہ یہ ہو کہ انکی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں، انکے نشان اور آثار اب تک موجود ہیں، انپر جو کلمات منقوش ہیں انہیں بانی اپنا نام ”نبطیو“ بتاتے ہیں جسکو ہر بطنی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھ کر تصدیق کر سکتا ہو، اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہو کہ اصحاب الحجر انھیں انباط کا لقب تھا، صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہو کہ آنحضرت صلم ہو کہ کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گذرے تھے، اس موقع پر بھی اکثر روایتوں میں شود کا نام نہیں، یہ فقرہ مذکور ہو کہ آپ نے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مَسَاکِنَ الَّذِینَ ظَلَمُوا انْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُونُوا اَبَاکِیْن
 ان یصیبکم مثل ما صابھم ان اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں نہ ہوں
 چلو ایسا نہ ہو کہ جو صیبت انپر آئی تم پر بھی آئے، یہ روایت امام بخاری نے، باب غزوہ بتوک تفسیر سورہ حجر اور شود کے ذکر میں درج کی ہو، اس میں شود کا مطلق نام نہیں، ایک روایت میں یہی حدیث زیادات الفاظ طرح مروی ہو ان الناس مع رسول الله نزلوا ارض تَمُودَ الْحِجْر، اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہو کہ حجر شود کا ملک بھی تھا، اور اس سے ہلکا انکار نہیں،

اور پر معلوم ہو چکا ہو کہ کم از کم مسئلہ ق م سے مسئلہ ع تک انباط ان مقامات پر قابض تھے، اب ڈائیڈورس اور پلینی کی شہادتوں کو باہم پیش نظر رکھو ڈائیڈورس (مسئلہ ق م) کہتا ہو:

اوپر گزرتے ہوئے تم خلیج ایلہ (عقبہ) میں داخل ہو گے، جس کے حدود پر ان عربوں کی بہت سی آبادیاں ہیں جن کو لوگ ”بٹا“ کہتے ہیں، نہ صرف سواحل کے بڑے حصہ پر بلکہ اندرون ملک میں بھی دور تک پھیل گئے ہیں۔

مورخ پلینی (۱۰۰ء) اسی خلیج ایلہ کے ذکر میں کہتا ہے:

خلیج کے اندرونی گوشے میں جہاں ایلامی لوگ بستے ہیں، جن کے سبب سے اس خلیج کا نام ایلہ ہوا (یہ تحقیق بالکل غلط ہے، واقعہ برعکس ہے، یعنی خلیج ایلہ کی سکونت کے سبب سے ان کو ایلی کہتے ہیں) اور جو اگر (حجر) اپنے شاہی شہر میں بھی رہتے ہیں۔

ان دونوں شہادتوں کی تطبیق سے تاریخی طور سے بھی ظاہر ہو گا کہ ”حجر“ کے باشندے اس عہد میں انباط تھے، اور قرآن مجید کے نسخ عبارت سے جس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شاہی دار الحکومت ہو گا، یونانی تاریخ جو خود انباط کے عہد وجود میں لکھی گئی ہے، اسکی تصدیق کرتی ہے،

قرآن مجید نے ان کی سنگی عمارتوں کا ذکر کیا ہے، گو ان کے آثار اب تک قیم، حجر، تیماء، اور علاء وغیرہ میں موجود ہیں، لیکن انباط کی معاصر تاریخ بھی اس کے ثبوت سے خالی نہیں، اسٹرابو لکھتا ہے:

”ان کے مکانات عالی شان اور پتھر کے ہوتے ہیں“ (طلائے مین ص ۲۲۸)

مسلمان جغرافیہ نویسوں نے ان عمارتوں کو تیسری چوتھی صدی میں دیکھا

تھا، اصطخری بیان کرتا ہے:

”انباط کا رقبہ حکومت“

طلائے مدین مینی گولڈمانس آف مدین ص ۲۱۲

الحجر قرية صغيرة قليل السكان دھو حجر، وادی القری سے ایک دن کی راہ پہاڑوں
 من وادی القری علی یوم بین جبال نبھا کے منچ میں ایک کم آباد گاؤں ہے، یہیں نمود کے
 کانت منازل نمود، وراثت تلك المساكن گھر تھے، ہم نے اپنے گھروں کے برابر ان گھروں کو
 مثل یوتنا فی اصعاف جبال ریاقت "الحجر" پہاڑوں کے سلسلوں میں دیکھا،

حجر میں اب تک یہ عمارتیں موجود ہیں، ان میں اکثر مقبرے ہیں، جو پہاڑوں کو
 کاٹ کر بنائے گئے ہیں، ان عمارتوں پر نبطی خط اور آرامی زبان میں مذہبی کتبے ہیں،
 ان میں انباط کے بتوں کے نام بھی مذکور ہیں، جن میں قیس، ذوالشری، مناة مشہور
 دیوتا ہیں، موجودہ عمارات میں ایک عمارت "قصر البنت" کے نام سے مشہور ہے،



آلِ غسان

نابت بن اسماعیل کی ایک ور شاخ

غَلَبَتِ الزُّوْمُ فِي اَذْنِ الْاَسْرَضِ

انباط کے ٹٹنے کے بعد حدود شام میں ایک اور عرب خاندان نے ظہور کیا، جسکو
عموماً آل غسان یا غسانہ، اور کبھی بانی خاندان کے نام سے آل جفثہ کہتے ہیں،
آل غسان کا نسب عام علمائے انساب کی تشریح کی بنا پر آل غسان قحطانی سبا کے خاندان
کہلان سے تھے کہلان کھالار خاندان عمر مزینیا، کو پہلے سے معلوم ہو چکا تھا کہ سہہ عم ٹوٹیکا
اور سبار باد ہو جائینگے، اسلئے وہ سین سے نکھر کر حجاز کی راہ سے شام آیا، بعض حجاز و تہامہ میں
رہ گئے، اور وہ اوس و خزرج وغیرہ ہیں، اوقتہ چھ شام و عراق چلا گیا، لیکن اصول تحقیق کے رو سے
یہ تہا سترافسانہ ہو، گذشتہ ابواب میں قحطانی و اسماعیلی خاندانوں کی تشخیص و تیسیر کی اتنی علان
بیان کی جا چکی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے آسانی دونوں سلسلوں میں امتیاز کیا جاسکتا ہے،
جس سے کلبی اور ابن ہشام (علمائے انساب) کے اکاذیب کا انبار دفعتہً جھک کر خاکستر ہو جاتا ہو،
(۱) سبا و حمیر کے بیان میں قحطانی، اور انباط کی فہرست میں اسماعیلی، ناموں کی طویل
فہرست گذر چکی ہو، آل غسان کے ناموں کو دونوں کے درمیان رکھ کر دیکھ لو، تم فوراً کہدو
کہ یقیناً اسماعیلی تھے، اور اسماعیلیوں میں بھی نابتی،

(۲) آل عثان کی زبان و خط تحریر دونوں اسماعیلی ہیں، زبان، شمالی عربی زبان ہو اور خط تحریر بنطی ہو، اگر یہ قحطانی خاندان ہوتا تو زبان و خط دونوں حمیری ہوتے،

(۳) خود عرب مورخین کی شہادت ہو، کہ آل جفنه پہلے تھامہ میں نہر عثان کے پاس آباد تھے، اور اسی لئے اُن کو عثانی کہتے ہیں، اور یہ معلوم ہو کہ تھامہ خاص اسماعیلی عربوں کا مرکز تھا، عربوں کے علاوہ یونانیوں نے بھی دوسری صدی عیسوی کے وسط میں تھامہ اور سواحل بحر احمیران کی سکونت بیان کی ہے،

(۴) یہ وہ دلائل ہیں جو مستشرقین یورپ اس موضوع کے متعلق پیش کرتے ہیں، لیکن ہم اس سے بھی زیادہ واضح دلیل پیش کرتے ہیں، ابو طاهر مقدسی، مصنف کتاب البلدان جو ایک قدیم مصنف ہو، ایک موقع پر لکھتا ہے:

وقال المنذر بن حرام جده حسان بن احسان بن ثابت کا دادا منذر بن حرام جو خالص زمانہ جاہلیت ثابت بن المنذر فی الجاهلیۃ العمیاء میں تھا انکا (اوس و خزیمہ کا) نسب عثان تک و عثان بن کر نسبہم الی عثان ثم الی ثابت بن مالک سے ثابت بن مالک تک اور ثابت بن مالک سے ثابت بن ثم الی ثابت بن اسمعیل بن ابراہیم، اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) ایک پہنچتا ہے،

ورثا من البھلول عمرو بن عامر و حارثۃ الغطریف مجداً مؤثلاً و نبت بن اسماعیل ما ان تبحوا شاعر و غسانوں کا ہم نسب ہونا ظاہر کرتا ہے، اور خود غسانوں کے زمانہ وجود میں یہی

لکھا گیا، اس بنا پر آل عثان کے متعلق اس سے موثوق تر شہادت نہیں مل سکتی، اگر یہ شعر غلط بھی ہوں تب بھی کم از کم اتنا تو بے شبہ ثابت ہو گا کہ ابتدائی صدیوں میں غسانوں کا

نابت بن اسماعیل کی نسل سے ہونا زیر بحث تھا،

آخری فیصلہ کے لئے ہم قحطانی حمیری، اور اسماعیلی بنطی بادشاہوں کے نام غسانیوں کے پہلو پہلو لکھتے ہیں، اس مقابلہ سے قومیت کار از خود بخود فاش ہو جاتا ہے،

قحطانی	غسانی	اسماعیلی بنطی
فرع نہب	جفنہ	حارث اول
ذمر علی بن	ثعلبہ	زید ایل
ایشج یحیل	حارث اول	حارث دوم
کرب ایل دتار	حبسلہ اول و دوم	عبادہ اول
یاسر انعم	حارث دوم	حارث سوم
شمر رعش	منذر	ریبال
ملیکرب یونعم	نمان	عبادہ دوم
شرجیل یعفر	حارث سوم	مالک اول و دوم و سوم
ذونواس	حارث چہارم	حارث چہارم

آل غسان کی تاریخ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ دوسری صدی کے وسط میں غسانی، تہامہ میں اقامت گزین تھے، اسکے بعد وہ حدود شام میں منتقل ہوئے ہیں، ان اطراف میں غسانیوں کی رہائش حکومت کا زمانہ ۳۳۷ء (عہد فاروقی) ہو، ابتدائے عہد کی تاریخ نامعلوم ہے، اب قرآن سے اسکی تئیں کرنی چاہئے، عرب مورخین کی تفصیل کی بنا پر غسانیوں کی مدت حکومت میں اختلاف ہے، حمزہ صفہانی نے ۶۰۰ برس لکھے ہیں، اس بنا پر انکا ابتدائی زمانہ پہلی صدی مسیحی ہوگا، لیکن یہ قطعاً غلط ہے، کیونکہ یہ قطعی طور سے معلوم ہے، کہ انکا حکومت رومیوں کے

زیر اقتدار سلطنت تک باقی تھی، نیز بظلمتوں کے عہد تک یعنی دوسری صدی عیسوی تک آل غسان تہا نہ میں موجود تھے،

ابو الفدا نے انکی مدت ... قرار دی ہے، اور قرآن مذکورہ بالا کے لحاظ سے یہ تقریباً صحیح ہے، اس بنا پر انکی حکومت کا ابتدائی زمانہ تیسری صدی مسیحی کا اوائل ہوگا، عرب مورخین کا بیان ہے کہ غسان سے پہلے یہاں مشہور عرب قبیلہ قضاعہ کی شاخ تنوخ اور سلیم (ضمیمہ) برسر اقتدار تھی اس بنا پر ان کا زمانہ سلطنت (زوال انباط) سے سنہ ۲۰۶ء (عروج غسان) تک ہوگا،

عرب و شام کے درمیان جو حدود ہیں، انکو حوران کہتے ہیں، اور انھیں کا اذعات بھی نام ہے، یہ قدیم زمانہ میں موآب، عمان اور ادم سے متعلق تھا، اور اس عہد سے پہلے یہاں انباط کی حکومت تھی، اب گو یہ رومیوں کے زیر اقتدار تھا، تاہم صلّا آل غسان کی حکومت تھی، تدمر، رقیہ، عمان، معان، وغیرہ شہر اس میں آباد تھے، مشہور شہر بصری اسکادرا حکومت تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت اسی حکومت کے زمانہ میں بغرض تجارت شام اس شہر میں وارد ہوئے تھے، بحیرہ راہب کا جو قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ بھی یہیں کا واقعہ ہے،

اس خاندان کے بادشاہوں کی تعداد حمزہ نے ۳۲ بیان کی ہے، لیکن اس تعداد میں عموماً بعض معاصر حکمران غسانی شہزادوں کو بھی شمار کر لیا گیا ہے، حقیقی اور مستقل بادشاہوں کی تعداد مسعودی نے ۱۹ اور ابن قتیبہ نے ۱۰ لکھی ہے، لیکن چار سو برس کی مدت کے لئے یہ تعداد کم ہے،

اسکندر کے بعد ایران میں سلسلہ ق م میں جو طوائف الملوک پیدا ہوئی، اسکا خاتمہ

۶۲۶ء میں اردشیر بن بابکان ساسانی کے ظہور پر ہوا اسی نئی طاقت نے جو جوش سے بھری ہوئی تھی، عرب کے شمالی حدود پر رومیوں سے ٹکر کھائی، اور تین صدیوں تک برابر باہم زور آزمائی رہی،

یہی مواقع تھے، جن میں ایران و روم دونوں عربوں کی اعانت کے طالب تھے، شاہان حیرہ (عراق) ان معرکوں میں ایرانیوں کی طرف تھے، غسانی جنھوں نے عموماً عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا رومیوں کے ساتھ تھے، اس تعلق سے رومیوں کی تاریخ میں جن غسانی بادشاہوں کے نام آئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں،

۱۔ جبکہ	۶۵۰۰	۵۔ حارث اصغر بن حارث اکبر
۲۔ حارث اکبر بن جبکہ	۶۵۶۹	۶۔ حارث اعرج بن حارث اصغر
۳۔ ابوبکر منذر بن حارث اکبر	۶۵۸۲	۷۔ نعمان بن حارث اصغر
۴۔ نعمان بن منذر	۶۵۸۳	۸۔ عمرو بن حارث اصغر و حجر بن عمر

۶۶۳۶

۱۰۔ جبکہ بن ایہم

آل غسان کی تاریخ تمامہ ایران و روم کی تاریخ کا خلاصہ ہے، اور اسی تعلق سے غسان ہمیشہ حیرہ کے بادشاہوں سے لڑتے رہتے تھے، ایرانیوں کے مقابلہ میں رومیوں کو اگر کبھی کامیابی ہوئی تو وہ ہمیشہ غسانیوں کی امداد کا نتیجہ تھا، اور خود رومی بھی شکرگذاری کے ساتھ اس نتیجہ کا احساس کرتے تھے،

رومیوں کی تاریخ میں سب سے پہلے جبکہ کا نام آتا ہے، ۶۴۹ء کی ملکی بغاوت میں اسے رومیوں کی بڑی مدد کی تھی، جبکہ کے بعد حارث بن جبکہ رومیوں کی نظر میں عرب کا سب بڑا ہیرہ ہے، یہ نہایت مہیب شجاع اور پُر دل بادشاہ ۶۵۲ء میں حیرہ کی اور ۵۳۱ء میں

رومیوں کے ساتھ ایرانیوں کی لڑائی میں اسے نہایت ناموری حاصل کی، ۶۲۳ء میں قیصر روم کی ملاقات کو قسطنطنیہ گیا، اسی کی وساطت سے کئہ کا شہزادہ اور عربی کا مشہور شاعر امر اقیس قیصر تک پہنچا تھا، حارث نے ۶۲۹ء میں وفات پائی،

حارث کے بعد مندر تخت نشین ہوا، بہادری اور رومیوں کی اعانت میں بھی اپنے پیشرو سے کم ثابت نہوا، ۶۳۵ء میں قسطنطنیہ گیا، رومیوں نے اس کے سر تاج رکھا، حارث کے بعد اور بھی ایک دو بادشاہ رومیوں کی تاریخ میں مذکور ہیں لیکن انھوں نے کوئی بڑی ناموری حاصل نہیں کی،

چھٹی صدی کی ابتدا سے رُبع صدی تک (۶۲۵ء سے ۶۲۵ء تک) مشرق و مغرب میں یامجوسیت اور عیسائیت میں جو زور آزمایاں ہوئیں، ان سے غنائوں کی چھوٹی سلطنت بھی شتئی نہ تھی، خسرو پرویز کی اولوالعزمیوں نے پندرہ برس میں، دامن فرات سے وادی نیل اور ساحل باسفورس تک ہر جگہ خاک اڑادی، شام میں رومیوں کی شکست نے ۶۳۵ء میں غنائوں کی باطل الٹ دی، قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی جو سورہ روم میں ہو، اسی موقع کے متعلق کی ہو،

رومی اپنی شہنشاہی کا تمام مشرقی حصہ کھو چکے تھے، آرمینیہ، شام، مصر، ایشیائے کوچک، ہر جگہ صلیبی علم کے بجائے درفش کا دیانی لہرا رہا تھا، ایرانی تسلطیہ کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے تھے، ہرقل (ہرکلیوس) قیصر روم، قسطنطنیہ سے فرار کا سامان کرچکا تھا کہ مکہ کا پیغمبر نبوت کی پر جلال آوازیں مقرر ہوئے،

المہ عُلَیْتَ الرُّومِ مِیْ اَدْنٰی الْاَدْنِیِّ وَهُمْ مِنْ الْمِ رومی قریب کے ملک میں مغلوب ہو گئے، وہ مغلوبی اَبَدًا عَلَیْہِمْ سَیَعْلَبُوْنَ، فِیْ بَصْعَہِ سِنَیْنِ، (روم) کے بعد غریب چند سالوں کے اندر غلبہ پائینگے،

دفعۃً ہوا کا رخ بدگیا، ۶۱۶ء سے ۶۲۲ء تک رومیوں نے ایک ایک کر کے اپنا ملک واپس لے لیا، غسانیوں نے سنبھالا لیا، حارث بن ابی شمر ایک پُر زور شخص غسانیوں میں بادشاہ ہوا،

لیکن اب خود اسلام کا نیر تا بان شاعِ فگن تھا، ۶۲۹ء میں آنحضرت صلیم نے شاہانِ عالم کے نام اسلام کی دعوت بھیجی، وحیہ کلبی اہرقل کے اور شجاع بن وہب اسی جیلہ غسانی کے دربار میں پہنچے، لیکن بدبختوں نے نہ صرف یہ سعادت قبول نہ کی بلکہ بعض دعاۃ اسلام کو تکلیف دی یا قتل کر ڈالا، اور گزشتہ فتوحات سے بدست ہو کر آبِ خود مدینہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگے،

انباط جواب رومیوں کی رعایا تھے، دونوں طرف کے جاسوس تھے، مدینہ من خبر پہنچتی تھی کہ غسانی گھوڑوں کی غلبندی کر رہے ہیں، اور آب آتے ہیں، آخر آنحضرت صلیم نے پیشقدمی مناسب سمجھ کر ۶۳۰ء میں تین ہزار مسلمانوں کی جمیعت حدودِ شام کی طرف روانہ فرمائی، اُدھر سے رومی ہتھیار رومیوں اور عربوں کی فوج لیکر بڑھے، مقامِ موتہ میں دونوں کا تصادم ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد مسلمانوں نے مدینہ کی طرف مراجعت کی، ۶۳۱ء میں خبر پہنچی کہ اہرقل غسان ختم، جذام، عاملہ وغیرہ عرب قبائل کو لیکر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہو، اور ایک سال کی پیشگی تنخواہ تمام سپاہیوں کو تقسیم کر چکا ہو، ناچار خود آنحضرت صلیم نے بنفس نفیس تیس ہزار جان تثاروں کے ساتھ شام کا رخ کیا، بتوک کے مقام میں پہونچ کر بیس روز تک رومیوں اور غسانیوں کا انتظار کیا، لیکن وہ مقابل نہ آئے، آنحضرت نے حوران کے بعض زمینداروں

لہ بخاری باب الاذان، ص ۵۵ حوالہ سابقہ،

صلح کر کے مراجعت فرمائی، ۶۳۲ھ میں اُسامہ کی زیر قیادت ایک بہت بڑی جمعیت شام کی طرف جانیکیو طیار تھی کہ آنحضرت صلم نے وفات فرمائی،

۶۳۶ھ میں جو فاروق اعظم کا دور خلافت تھا، مسلمانوں نے شام پر مسلسل حملے شروع کیے، غسانی شہزادہ جبیلہ بن ایہم، مطیعانہ اسلام لایا، اور نہایت تزک احتشام کے ساتھ مدینہ آیا، حضرت عمرؓ نے اُسکی بڑی عزت کی، اتفاق سے حج کا موسم پیش آیا، طواف میں اُسکی چادر کا گوشہ ایک بدوی عرب کے پاؤں کے نیچے دب گیا، نو مسلم شہزادہ نے غصہ سے اُسکو ایک طمانچہ مارا، بدوی نے حضرت عمرؓ سے فریاد کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا تمکو اسکا قصاص دینا ہو گا، شہزادہ نے کہا کہ کیا ایک عامی شخص کے مقابلہ میں بادشاہ کی کوئی عزت نہیں ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں اس بارگاہ میں شاہ و گدا کی کوئی تیز نہیں ہو؟

جبیلہ نے ایک شب کی ہملت طلب کی، رات کو چھپکیر شام چل دیا، اور وہاں سے عیسائی بنکر قسطنطنیہ چلا گیا، لیکن اب وہ نادام تھا، اور جب تک جیتار ہندامت کے آنسو بہا تا رہا،



اوس و خزرج

نابت بن اسماعیل کی ایک اور شاخ

انصار

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَكَفُّوا

اوس و خزرج عرب کے دو مشہور قبیلوں کے نام ہیں، جو اسلام کے پہلے سے مدینہ میں سکونت پذیر تھے، اسلام آیا تو وہ اُس کے پرزور دست بازو تھے، اور انصار اُنکا خطاب تھا،

اوس و خزرج کا نسب عام طور سے انکو بھی قحطانی الاصل اور کھلان کے خاندان سے قرار دیا گیا ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ رائے بھی صحت سے تھی مایہ ہوزبان، مذہب اور اخلاق قومی کے علاوہ روایات سے بھی ان کے اسماعیلی ہونے پر مستحکم دلائل قائم ہیں، ۱۔ بخاری میں روایت ہے کہ ابو ہریرہؓ نے انصار کے ایک مجمع کو مخاطب کر کے حضرت ہاجرہؓ کا قصہ سنایا، آخر میں کہا تِلْكَ اَمْكُم بِابْنِي مَاءِ السَّمَاءِ، ”اے پاک نسبوا! یقین تمہاری ماں! محمدؐ میں کو اس حدیث کی تاویل میں نہایت دقیق تھیں لیکن آج جدید تحقیق نے تاویل و شبہا کا پردہ چاک کر دیا،

۲۔ تمام علمائے انساب اس پر متفق ہیں کہ اوس و خزرج، عساکر کے ہم نسب ہیں، اور خود

اوس و خزرج کا بھی بجائے خود یہی دعویٰ ہو اس بنا پر اگر ہمارے دلائل غسان کے ناجی الاصل ہونے پر صحیح ہیں تو وہی بعینہ اوس و خزرج کے ناجی بننے پر بھی ثبوت ہیں ۳۔ اوس و خزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ قریش سے اُنکے رشتے ناتے تھے، ہر سال پابندی کے ساتھ وہ حج کو آتے تھے،

۴۔ منذر بن حرام احسان بن ثابت کا دادا جو زمانہ جاہلیت میں اور خزرج کے قبیلہ سے تھا، اپنا نسب ثابت بن اسماعیل تک پہنچاتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے،

ورثنا من البهلول عمرو بن عامر وحارثة الغطريف عبداً موصلاً
موارث من ابناء نبت بن مالك و نبت بن اسماعيل ما ان عتولا

عمرو بن عامر اور حارثہ دو نون غسانی اور اوس و خزرج کے پدر اعلیٰ تھے غسان نے شام کا رخ کیا، اور اوس و خزرج نے، حجاز کے شہر ثرب (مدینہ) میں سکونت اختیار کی، ثرب نہایت قدیم شہر تھا، یونانیوں نے اسکا اثر تپا کے نام سے ذکر کیا ہے، اسلام آیا تو طیبہ اندیشہ لہجی (پنجبر کا شہر) نام قرار پایا، اور مختصر ہو کر صرف مدینہ رہ گیا، پہلے یہاں عرب سامیہ اولی آباد تھے، اُنکے بعد یہاں یہود آئے، اور آخر میں اوس و خزرج کے قبیلے آکر بسے، اوس و خزرج کی شاخیں | توالد و مور زمانہ سے یہ دو قبیلے متعدد فروع اور شاخوں میں تقسیم ہو گئے تھے،

۱۔ اوس

اوس کے صرف ایک اولاد تھی، مالک جبکی اولادوں کی حسب ذیل شاخیں ہیں،
عمرو بن مالک، نبت، عبد الاشمل، بنو ظفر، کعب بن خزرج بن مالک بن اوس

۱۔ دیکھو جلد اول میں جغرافیہ عرب ص ۷۲

عوف بن مالک - بنو عمرو بن عوف راہل قبا، بنو حجبی، مرہ بن مالک، جبار وہ اور
 اوس اللہ بھی اسی کا نام ہے
 سالم بن مالک - بنو واقف
 سالم بن مالک - قبیلہ سعد بن خثیمہ
 عبد اللہ بن مالک - بنو خطمہ

۲- خزرج

جشم بن خزرج - بنو خزیمہ، بنو سلمہ، بنو بیاضہ۔

عوف بن خزرج - بنو الجحلی (قبیلہ عبد اللہ بن ابی بن سلوک راس المنافقین: ذو قفل
 بنو سالم

حارث بن خزرج۔

عمرو بن خزرج - بنو تجار (آنحضرت صلم لے ناہالی لوگ)

کعب بن خزرج - بنو ساعدہ (جن کا سقیفہ مشہور ہے یہی سعد بن عبادہ کا قبیلہ ہے)

اوس و خزرج کی تاریخ | اوس و خزرج کی تاریخ ان کے ہم وطن یہودیوں کے ساتھ
 مخلوط ہے یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہود، اصلاً بنی اسرائیل تھے
 یا یہودی المذہب عرب تھے تاہم شمالی عرب میں نہایت کثرت سے اصل یہود آباد
 تھے، مدینہ کے اطراف میں بنو قریظہ، بنو قصیر اور بنو قینقاع پُر زور یہود خاندان آباد تھے،
 تجارت، زرگری، مہاجنی لین دین، قرض دینا، رہن رکھنا، سود پر روپیہ لگانا، یہ
 انکے پیشے تھے، بدوی عربوں سے حفاظت اور ملک میں سیاسی رعب پیدا کرنے
 کے لئے ہر تجارتی گودام پورا جنگی قلعہ تھا، جنوب میں مدینہ انکی آخری سرحد تھی، مدینہ سے

لیکھ دو دشنام تک، خیبر، فک، بتوک، تیما، مدین، وادی القریٰ، حجر، وغیرہ میں اکثر ان کے قلعے اور برابر برابر آبادیاں تھیں، مدینہ میں بنو قریظہ اور نضیر کے منظم و مستحکم قلعے تھے، اسلام آیا تو بھی اُن کا مایہ غرور تھا، قرآن نے انھیں قلعوں کی نسبت کہا ہوا
وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ۖ فَمِنْهُمْ يُودِیُونَ كُفْرًا قَرِیْشَ كِیْ مَدُو كِی
مِنْ صَیَاصِیْهِمْ (احزاب ۳)
تھی، اُنکے قلعوں سے اُتار،

لَا یَقَاتِلُوْكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ فُرْیْ مُّحْصَنَةٍ اَوْ مِنْ دَرَاْعٍ جَبَدٍ (حشر ۲)
اے مسلمانو! یہ یہود تم سے صرف قلعہ دار شہروں میں یا فھیلوں کے پیچھے ہو کر لڑینگے،
ان جنگی اسباب و تدابیر کے ساتھ ان کے مالی کاروبار کا جو جال تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا، زنجیریں تھیں جو تمام باشندوں کے پاؤں میں اُنھوں نے ڈال رکھی تھیں، غرض یہ اسباب تھے کہ اوس و خزرج یہاں آکر ابھی ٹکے بھی نہ تھے کہ وہ ان کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے، اوس و خزرج گو بدویانہ زورہ قوت میں اُن سے زیادہ تھے، لیکن سامان، دولت، ہنر، اور دیگر قولے منسوی میں اُن سے فروتر تھے، اس بنا پر وہ یہودیوں سے نہایت متاثر ہونے لگے، یہاں تک کہ اس سے مذہبی اثر بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا، اوس و خزرج نذر مانتے تھے کہ بچہ جیتار ہا تو یہودی بنا دوں گے،

بِالْآخِرِ اَوْس وَّخَزْرَجٍ نَّیْتَنَگَ اَکْرَبُوْغَسْتَانَ سَے جَوَانِ کَے ہَم نَسَب تھے،

۱۔ کتب جغرافیہ اور مغاری میں مقامات مذکورہ کے حالات پڑھو،

۲۔ کتب حدیث میں کتاب الاستقراض ابواب بیوع و تجارت، وقتہ نقل کتب اشرف پڑھو،

۳۔ دیکھو تفسیر لا اکراہ فی الدین۔

مدد کے طالب ہوئے، غستانیوں نے آکر یہودیوں کا زور توڑا، تاہم مالی تعلقات ایسی چیزیں نہیں ہیں جو تلوار سے کاٹ دی جاسکیں، یہودی حقیقت میں جن سلسلہ سے لڑتے تھے، اُن کا جواب فوجوں سے نہیں ہو سکتا تھا، اسلئے ظہور اسلام تک انکی زیر دستی قائم رہی، پھر بھی وہ پہلے سے اچھی حالت میں تھے،

ادھر یہودیوں سے کسی قدر فراغت ملی، تو خود آپس میں لڑنا شروع کیا جبکہ سلسلہ ایک مدت تک قائم رہا، ان کی مشہور لڑائیوں کے نام یہ ہیں، 'یوم الریح'، 'یوم البقیع'، 'حرب قارع'، 'یوم بنات'، اس متواتر جنگ میں اوس و خزرج کے اکثر اہل اودعاکام آئے، آخر فریقین نے تھک کر مصالحت کر لی، اور قبیلہ عوف بن خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کو متفقاً اپنا بادشاہ اور شرب کا "ساجدار" تسلیم کر لینا چاہا، کہ اس اثنا میں خورشید اسلام طلوع ہوا، اوس و خزرج کے بارہ آدمیوں نے موسم حج میں داعی اسلام کا وعظ سنا، اور ایمان و بیعت سے مالا مال ہو کر گھر واپس آئے، دوسرے سال اسی موسم میں ستر آدمی اور فرغ اسلام سے منور ہو گئے اور آخر نبوت کے تیرھویں سال ۶۲۷ء میں رحمت عالم کو شرب کی شہنشاہی کیلئے لے آئے،

سرد عالم صلعم نے مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیوں سے چند شروط پر مصالحت کی، اوس و خزرج کے باہمی قتلوں کو سد کیا، عبداللہ بن ابی جو بادشاہی کا دعویدار تھا، ڈر کر خاموش تھا، تاہم فتنہ پرداز یوں سے باز نہ آتا تھا، اس کے ساتھ چند کمزوروں کے

۱۔ کمال ابن اثیر ج ۱ ص ۲۰۳ - ۲۱۲ مصر

۲۔ بخاری کتاب الجالیہ

۳۔ بخاری اسلام علی جامعہ فیہا السلم والکافر

افراد بھی شامل تھے، یہی لوگ منافقین تھے، اور عبداللہ ان کا سربراہ اس منافقین تھا،
 اوس دختر نے انصار کے نام اسلام میں زندگی جاوید پائی، دنیا کے ہر گوشہ
 میں جہاں قرآن کا کوئی صفحہ اور مسلمانوں کا کوئی گھرانہ ہو، انصار کا نام زندہ ہو،
 وَالَّذِينَ آؤْذًا وَنَصْرًا اُولَٰئِكَ هُمْ اَوْجُنُ لُغُونِیْ نَیْ اِسْلَامِ کُو پِیْنَاہِ دِیْ اُو رِ نَصْرَتِ
 اَلْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَّهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَثِیْرٌ اُو رِ نَصْرَتِ اُو رِ
 کَرِیْمٌ (انفال)

اچھی رزق ہے،



۱۲۔ قیدار

مِلَّةَ آيِيْكُهٗ اِسْرَٰهِيْمَ

قیدار حضرت اسماعیل کا دوسرا بیٹا تھا، شہرت اور اعزاز میں اپنے تمام بھائیوں سے زیادہ ممتاز تھا، لفظ ”قیدار“ کے عبری میں معنی ”سیاہی اور غم کے ہیں“ عربی میں بھی لفظ ”کدر“ و ”کدورت“ ہی شاید حضرت اسماعیل نے یہ نام باپ سے جدائی اور صحراوردی کے غم کی یادگار میں رکھا ہو، قیدار بنائے روایات تو راۃ و عرب حجاز میں آباد ہوا تھا، فارسی صاحب جنگی موافقانہ شہادت نہایت مشکل سے میسر آ سکتی ہو وہ لکھتے ہیں:

”اشیانی نے قیدار کے جس ملک کا ذکر کیا ہو، اسکو شخص جو جغرافیہ عرب سے واقف ہو

فوراََ اُگھدے گا کہ وہ عرب کے صوبہ حجاز کا صحیح نقشہ ہو جس میں کہ اور دین کے مشہور شہزادے

ہیں..... عربوں کی قومی روایت بھی تاریخی رتبہ حاصل کر لیتی ہو، جب ایک طرف

اسکی تصدیق کتب مقدسہ سے ملتی ہو جس سے قیدار کا اسی حصہ ملک میں ہونا ثابت ہو

اور دوسری طرف اربانوس، بطلمیوس اور پلینی کے بیان سے ملتی ہو جو کیداری قوم

کی اسی صوبہ میں موجودگی کی غیر مشتبہ شہادت دیتے ہیں

قیدار کی اہمیت و عظمت کیلئے یہ دلائل کافی ہیں کہ اسکا نام تو راۃ کے صفحات

میں اسیریا کے کتبات میں، اور یونان کے جغرافیہ میں ہر جگہ موجود ہو، لیکن اس سے

بھی عظیم الشان عزت اسکو یہ حاصل ہو کہ وہ نورانی جو آدم و ابراہیم کو ودیعت ہوا تھا

وہ اسماعیل کے بیٹے قیدار کی پشت سے دُنیا میں جلوہ افروز ہوا یعنی پیغمبر عالم،
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسل قیدار کی شاخ عدنان سے پیدا ہوئے،

ایک قوم ہونے کی حیثیت سے قیدار کا نام سب سے پہلے سلسلہ ق م میں حضرت
داؤد کی زبور میں نظر آتا ہے، بنو قیدار اس زمانہ میں خیموں میں رہتے تھے، حضرت داؤد
بادشاہی سے پہلے بہت دنوں تک بنو قیدار کے خیموں میں رہے تھے، (۱۲۰-۵)

سلسلہ ق م میں حضرت سلیمان بھی اپنی غزل میں قیدار کے خیموں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ
کالے رنگ کے ہوتے ہیں، اور میں قیدار کے خیموں کے مانند سیاہ ہوں، "یہ سیانہ
کالے کلموں کے ہوتے تھے، جواب تک بدوی عربوں کے لیے صحرائیں قصر کا شائ
ہیں، خود مکہ آنحضرت صلعم سے چند پشت پہلے صرف خیموں کا شہر تھا کوئی پتھر یا ٹی
کی عمارت موجود نہ تھی،

تحریری حیثیت سے دو سو برس کے بعد پھر قیدار کا نام اسیریا کے کتبات
میں ملتا ہے، نمک عرب کا نام ان کتبات میں "عربی ہو، اول زبیمی" اور "سمسی" دو
شاہزادوں کا ذکر ہے، زبیمی کی اصل شاید زبا، اور "سمسی" کی شمسہ ہو، ذیل کی سطر و نین
ہم ان کتبات کا اقتباس ایک نہایت معتبر کتاب سے کرتے ہیں۔

"ملکہ زبیمی (یا زبا) تغلات پلاسروس، شاہ اسیریا سمشق م۔ شمشق م کی

معاشرتی تغلات پلاسربلی بار" زبیمی ملکہ عربی، کو صرف مفتوحین اور باجگزاروں کی

فہرست میں ذکر کرتا ہے (ص ۱۲۱) اسکے بعد "زبیمی ملکہ عربی" کا دوبارہ ذکر آتا ہے، زبیمی

نے سمشق م میں خراج ادا کیا تھا، اسکے بعد سے پھر عرب سے خراج وصول نہیں ہوا

۱۔ تاریخ اہل داسیریا ج ۲، مصنفہ راجس امریکائی، صفحات کے حوالے مجا دیئے گئے ہیں

اب بجائے ”زبیبی“ کے ”کلمہ سمسی“ یعنی شمسیتخت نشین تھی، سمسی نے خراج دینے سے انکار کر دیا، اور اسیری سپاہ کو ناکامیاب واپس کر دیا، ناچار وہ لڑنے پر مجبور کی گئی، اسیری غالب آئے اور سمسی کی ملکیت کے اونٹ اور بیل لوٹ لے گئے، ایک اسیری سردار تحصیل خراج کے لیے متعین ہوا، اس فتح کا یہ اثر ہوا کہ سب نے بھی شاہ اسیر یا کو نذیرین پیش کین (ص ۱۳۰ و ۱۳۱)۔

”سنہ ۳۱۵ م میں سرحد ثانی شاہ اسیر یا نے شمالی عرب پر فوج کشی کی، خیفہ ایک قبیلہ تھا جس نے سرتابی کی تھی، ’نود‘ عبادیدی (عباد) اور مرینی (۱) خیفہ کے طرفدار تھے، خیفہ، انتہائی شمال میں موجودہ شہر مدینہ کے متصل، اور بقیہ قبائل کی طرف مکہ سے نیچے آباد تھے، شمر سب، اور سمسی مکہ عرب نے، جس کا ملک انتہائے شمال واقع معلوم ہوتا ہے، نذیرین پیش کین (ص ۱۶۴)۔“

آشورینا پال شاہ اسیر یا کے عہد حکومت (سنہ ۳۲۶ تا ۳۲۹ ق م) میں یوتق بن ہزائل عربی کا بادشاہ تھا اور عادید بادشاہ بیکم تھی، یوتق نے اپنے حدود حکومت میں عرب اودم، یربود، میت عمون، حوران، مواب، سیر... داخل کر لیے تھے، اور ان مقامات کے حدود میں عربوں کی چوکیاں مقرر کیں، یوتق نے بنی قیدار کی ایک فوج دو عرب شیخ ابی تیج، اور ابامو کے ماتحت روانہ کی، بنی قیدار کی یہ فوج بابل سے پیچھے ہٹا دی گئی، اور کم از کم ان میں سے ایک شیخ گرفتار کر لیا گیا، عرب جو اسیر یا میں آباد تھے، جبراً اس فوج کی شرکت سے باز رکھے گئے تھے، اس لیے متوقع ملک عرب کو نہیں پہنچ سکی،

”یوتق نبطیون (نابتیون) کی چھوٹی سی ریاست میں پناہ گزین ہوا، یونیط Uaita یوتق کا بھتیجا تخت پر قابض ہو گیا، اور بہادری کے ساتھ اسیری قوت کی مدافعت کر لیا،“

اتراہل اسیر لے باتھین گرفتار ہو گیا اور پانچویں اسیر لایا گیا اور دروازہ پر نگبان کے کی طرح
پاسبانی کی خدمت اسکے لئے مقرر کی گئی، اسی سلسلے میں قیدار کا ایک اور سردار عم ہدی
بھی قابل مواخذہ سمجھا گیا، وہ فلسطین جا کر پناہ گزین ہوا، لیکن وہاں بھی اسکو لمان نہ ملے
فلسطین فوج کر دیا گیا اور وہ قید ہو گیا، ملکہ عاویہ بھی گرفتار ہوئی، اور اب ابی شیخ عربی
کا بادشاہ ہوا، ابی شیخ کی مدت حکومت بہت کم معلوم ہوتی ہے، اور یکایک تخت عولیط بن بڑ
کو دیکر تاریخ سے غائب ہو جاتا ہے، اور پھر ایک زمانہ کے بعد شیخ بنی قیدار کی صورت میں نظر آتا ہے
ابن تنواری (ناتان) رئیس انباط، یونسی رئیس عربی، اور ابی شیخ قیدار شققا اسیر یا کے مقابلے میں
اٹھتے ہیں، لیکن سو قسمت سے ناتان گرفتار ہو جاتا ہے، اور سب بچکر نکل جاتے ہیں،
(ص ۵۴۵-۵۴۶)

کتبات مذکورہ کے بیانات سے یہ صاف صاف نہیں واضح ہوتا کہ زبئی اور
سمسی، بنی قیدار سے تھیں یا نہیں، لیکن آخری فقروں سے قیاس غالب یہ ہوتا ہے کہ
یہ خاندان قیدار ہی تھا، ان کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نابت اور قیدار کی اولاد میں
اس وقت الگ الگ ہو گئی تھیں، اور شمالی عرب کے مختلف گوشوں میں انکی متفرق
ریاستیں قائم ہو چکی تھیں،

اشیانی جو تقریباً اسی زمانہ میں تھے، یعنی آٹھویں صدی ق م میں وہ بیان کرتے
ہیں کہ قیدار ایک شاندار اور بہادر قوم ہے (۲۱-۱۶) گاؤں میں انکی بہت سی آبادیاں ہیں
(۲۲-۱۱) بھیڑ بکری انکی دولت ہے، اسی کی وہ تجارت کرتے ہیں (۶۰-۷۰)

قیدار کے متفرق رؤسا میں سے عربوں کے نزدیک سب سے زیادہ مشہور
عربان ہے، قیدار کی نسل کی تمام شاخیں شجرہ انساب میں اسی عدنان تک منتهی ہوتی ہیں،

چھٹی صدی ق م میں بنو خذندرز (ششمی صدی ق م) جبکہ عرب بخت نصر کے زیرِ
تخت پر حملہ نہا ہوتا ہو، اور عراق سے لیکر شام، مصر اور عرب تک کی خاک اڑا دیتا ہو، اہل
عرب کا بیان ہو کہ اس وقت عربوں کا رئیس کل معد بن عدنان تھا،
اشیاء (ششمی ق م) خزقیال (ششمی ق م) اور یرمیاہ (ششمی ق م) نبیوں کی خانوادہ
قیدار کو اس خونخوار اور سفاک بادشاہ کے خرچ سے ہتیار کیا ہو، سب سے پہلے اشیا بنی
کہتے ہیں، (۲۱-۱۶-۱۷)

قیدار کا نام جاہ و جلال مٹ جائیگا، تیرا نادر اور بہادر فرزند ان قیدار کی تداو گھٹ جائیگی،
باب ۴۲، ورس ۱۱ میں ہے:

اُن دیہاتوں میں آواز دو جن میں قیدار رہتے ہیں،

باب ۶۰ ورس ۷ میں ہے:

”قیدار کے گلے اور بنا یو ط کی بھیڑ میں اکٹھی کی جائیگی“

یرمیا بنی نے کہا، (۴۹-۲۸)

قیدار پرادر حضور کی حکومتوں پر افسوس ہو، جن کو بابل کا بادشاہ بنو خذندرز تباہ کر بیگا، سطح

خدا کہتا ہے، اٹھو اور قیدار کے پاس جاؤ، اور اہل مشرق کو برباد کر دو،

اہل عرب کی روایت کی ہے کہ بنو خذندرز حملہ کرتا ہوا حجاز تک پہنچ گیا تھا، معد بن عدنان

برسرِ مقابلہ ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے

بعض روایتوں میں ہے کہ یرمیا بنی نے معد کو بچا لیا، اور شاید اس شکست سے بنو قیدار

کو کچھ زیادہ صدمہ نہیں پہنچا، خزقیال بنی جو بنو خذندرز کی ان جہان سوزیوں کے زمانہ

میں موجود تھے، اور فلسطین سے قید ہو کر (ششمی ق م؟ میں) بابل گئے تھے، قیدار کے

شہزادوں کا ذکر کرتے ہیں:

عرب اور قیدار کے تمام شہزادوں نے بھیڑ بکری کا تھ سے بیوپار کیا (۲۶-۲۱)

ان انبیاء کی معاصرانہ شہادتوں سے بنو قیدار کی معاشرت یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ غنیمتوں اور گاؤں میں آباد تھے، بہادر اور شجاع تھے، قبائل کے سردار تھے، بدویانہ جاہ و جلال اور شان و شکوہ ان کو حاصل تھا، تجارت ان کا پیشہ تھا، اور بعینہ ہی نقشہ اُنکا زمانہ اسلام تک موجود تھا،

معد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام نزار تھا، نزار کے پانچ بیٹے تھے، یا نزار کی پانچ مشہور شاخیں ہیں، انار، ایاد، ربیعہ، قضاہ، مضر، عرب کے تمام قیداری قبائل انھیں کے ذریعہ ہیں، میلاد مسیح سے پس و پیش زمانہ میں طول میں یہ یمن سے شام تک اور عرض میں حجاز و نجد سے بحرین و عراق تک پھیلے ہوئے تھے، اور زمانہ اسلام تک انکا یہی نقشہ باقی تھا،

یہ پانچوں شاخیں پھر چھوٹے چھوٹے مختلف خاندانوں پر منقسم ہیں، انکا مجموعی نام مورث اول کے انتساب سے عدنان، معد اور نزار ہی حمیرہ کے بادشاہ امر القیس بن عمرو المتوفی ۳۲۰ء کی قبر کی لوح شام کے حدود میں ملی ہے، جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:

یہ امر القیس بن عمرو بادشاہ عرب، صاحب تاج کی قبر ہے، جو اسدا اور نزار اور اُنکے

بادشاہوں کا بادشاہ تھا، اس نے معد پر بادشاہی کی اور اپنے بیٹوں کو تمام

قبائل کے درمیان اُتارا،

اس کتبہ سے معد اور نزار کی شخصیت کا تاریخی ثبوت اس قدر قدیم عہد میں ثابت ہوا ہے

لہذا انکا کلچر پٹیا، مضمون "عرب"

نزار کے پانچ خاندانوں میں سے انار اور ایاد نے کوئی بڑی وقعت حاصل نہیں کی، ربیعہ، قضاعہ اور مضر نے کثرت تعداد، دنیائی اعزاز اور سیاسی اقتدار میں بڑی ناموری حاصل کی، اور حجاز و نجد و عراق میں انکی عظیم الشان حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہوئیں، بنو عبد القیس بحرین میں، بکر و قنبلہ اور کندہ کی نجد میں اور آل منذر کی عراق و حیرہ میں،



۱۔ علمائے انساب نے کندہ کو عموماً حمیر کی شاخ بتایا ہے، لیکن ہمارے نزدیک حکومت کے حالات سے تو بیشک کندہ حمیر کے ماتحت تھا، لیکن نساب و عدنانی اور قبائل معد میں تھا، اسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کندہ کا آخری شہزادہ امر القیس جو عرب کا بہترین شاعر شمار ہوتا ہے اس کے کلام کا مجموعہ اب تک محفوظ ہے، ان میں حمیریت کا شائبہ تک نہیں، وہ فصیح عدنی عربی زبان، ہر اس بڑے حکمران کے لکڑیوں خود مدعی ہے کہ اسکا نسب خاندان معد سے جا کر ملتا ہے، اپنے باپ کے مرثیہ میں لکھتا ہے،

حبر معد حسبا و ناسلا وخیر هم معد علموا و اشاعلا

دوسری جگہ اپنی مدح میں لکھتا ہے،

وانا الذی عرفت معد فضلہ

میر کا بھی متعدد اشعار میں اُسے ذکر کیا ہے، مگر کہیں ہم نہیں تھے، نہیں کرتا ہے،

ولو شاع کان الغر و من ارض حمیر ولکنہ عمداً الی الدوم انفرا

تصیر خسل مل تا یضوء بارق یضئ الدحلی باللیل عن سر حمیرا

قریش

مضر بن نزار بن عدنان بن قیدار بن اسماعیل کا ایک خاندان

سلسلہ نسب

مضر کی شاخ متعدد وسیع خاندانوں میں منقسم ہو گئی جن میں سے ایک قریش کا خاندان ہوا بانی خاندان کا نام فہر تھا عدنان تک اس کا سلسلہ نسب یہ ہے فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، عدنان تک سلسلہ نسب حزن بحرن صحیح اور ناقابل شک ہے صحیح روایات سے ثابت ہے، احادیث میں مروی ہے، اشعار عرب میں مذکور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب بھی انھیں واسطوں سے عدنان تک پہنچتا ہے،

لفظ "قریش"

فہر کا لقب قریش تھا، اس بنا پر اس کی نسل نے "قریش" اپنا خاندانی علم قرار دیا، لفظ قریش کے عربی میں متعدد معنی ہیں، اس کا ایک ماخذ قریش و قریش ہے، جس کے معنی "اکتساب و تحصیل" ہیں، خیال ہے کہ چونکہ اس خاندان کا اصلی پیشہ تجارت تھا، اس لیے قریش کے نام سے موسوم ہے، قریش ایک دریائی درندہ جانور کا بھی نام ہے، جو دریائی جانوروں کا شکار کرتا ہے، فہر نے اپنے استیلاء و قوت کے اظہار کے لیے یہ لقب

اختیار کیا، حضرت ابن عباسؓ نے اسی دوسری تاویل کو اختیار کیا ہے،

مستشرقین یورپ جن کو ہماری تاریخ سے خود غرضانہ محبت ہے وہ بھی دوسری ریلے کو پسند کرتے ہیں، لیکن اس لیے نہیں کہ وہ روایت صحیح تر ہے بلکہ اس لیے کہ ٹوٹنرم کے ثبوت کے لیے ایک سندحات آتی ہے، حالانکہ اس کی تردید کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس خاندان میں قریش کے نام کی نہ پوجا ہوتی تھی، نہ اس نام کا دیوتا پوجا جاتا تھا،

قریش کی شاخیں

قریش بھی کوئی ایک قبیلہ نہ تھا چھوٹے چھوٹے دس مختلف خاندانوں پر منقسم تھا، ہاشم، امیہ، نوفل، عبدالدار، اسد، تیم، مخزوم، عدی، حجاج، سہم۔ انکا باہمی سلسلہ نسب اس شجرہ سے جو صفحہ ۱۱۱ پر ہے واضح ہوگا،

قریش: فہر

دارت: غالب
 نو دارت ہی کے خاندان سے ابو عبیدہ بن جراح،
 فاتح شام اور عقبہ بن نافع، فاتح افریقہ تھے،
 حارث: غالب
 پرنسپل حارث بن شاکل بن قیس، سرار بن الخطاب، کرز بن جابر وغیرہ صحابہ
 اسی خاندان سے تھے،

لوی
 تیم الاورم، عبداللہ بن خطل اسی خاندان سے تھا،
 عالم
 کعب
 قرنیہ
 سعد
 جشم

نبیہ
 خاندان نبیہ بن عبد مناف، حضرت
 صاحب امیر معاویہ،
 خاندان نبیہ بن عبد مناف، حضرت
 صاحب امیر معاویہ،
 خاندان نبیہ بن عبد مناف، حضرت
 صاحب امیر معاویہ،
 خاندان نبیہ بن عبد مناف، حضرت
 صاحب امیر معاویہ،

تیم
 خاندان عبداللہ بن عبد مناف، حضرت
 ابو بکر صدیق، حضرت علی،
 کلاب
 خاندان کلاب بن مرہ، حضرت
 علی بن ابی طالب، حضرت
 علی بن ابی طالب، حضرت

قصی
 آسنہ بنت وہب، حضرت کی مان کا خاندان حضرت
 سید بن قاص فاتح عراق بھی اسی خاندان سے تھے،
 عبد مناف
 عبد اللہ بن عبد مناف، حضرت
 عبد اللہ بن عبد مناف، حضرت

عبد العزی
 خاندان عبد العزی بن عبد مناف، حضرت
 عبد العزی بن عبد مناف، حضرت
 عبد العزی بن عبد مناف، حضرت
 عبد العزی بن عبد مناف، حضرت
 عبد العزی بن عبد مناف، حضرت

بہشم
 خاندان بہشم بن عبد مناف، حضرت
 بہشم بن عبد مناف، حضرت
 بہشم بن عبد مناف، حضرت
 بہشم بن عبد مناف، حضرت
 بہشم بن عبد مناف، حضرت

عبد المطلب
 خاندان عبد المطلب بن عبد مناف، حضرت
 عبد المطلب بن عبد مناف، حضرت
 عبد المطلب بن عبد مناف، حضرت
 عبد المطلب بن عبد مناف، حضرت
 عبد المطلب بن عبد مناف، حضرت

قریش کی ایک تقسیم

قریش کی جن شاخوں کا اوپر ذکر ہوا، وہ طرز زندگی کے لحاظ سے دو جماعتوں میں تقسیم تھے قریش 'اظواہر' اور قریش 'البطاح'، قریش 'اظواہر' دیگر بادیہ نشین قبائل کی طرح مکہ کے آس پاس صحرا میں خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے، قریش 'البطاح'، شہری زندگی کے عادی تھے، اور چونکہ ان کا خاص پیشہ تجارت تھا، اطراف کے متمدن ممالک میں ان کا گزر ہوتا رہتا تھا، اسلئے ایک تنظیم آبادی کی حیثیت انھوں نے پیدا کر لی تھی،

ذیل کی فہرست سے قریش کے ان خاندانوں کی تقسیم ظاہر ہوگی،

قریش اظواہر قریش البطاح

۱۔ بنو حارب،

۲۔ بنو کعب بن لوی،

۱۔ بنو حارب،

۲۔ بنو تیم الادرم،

۳۔ خزیمہ بن لوی،

۴۔ سعد بن لوی،

۵۔ جشم بن لوی،

۶۔ بنو حارث،

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو قصی اور بنو کعب بن لوی کے سوا، قریش کی اور تمام شاخیں قریش 'اظواہر' میں اصل یہ ہو کہ تمام تاریخین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش کی سیاسی عظمت و جلال کا بانی قصی تھا قصی سے پہلے قریش میں کسی قسم کا نظام قومی نہ تھا، مکہ ایک مرکز تھا اور اس کے دائرہ میں قریش کے تمام خاندان چکر لگاتے تھے، قصی سب سے پہلا شخص ہے جس نے قریش میں قومی ہیرہ کی حیثیت پیدا کی،

قریش کا زمانہ

قریش دنیا کی تاریخ میں کب ظاہر ہوئے اور اس خاص خاندان کی کب بنا پڑی ہماری تاریخوں میں اس کا ذکر نہیں اس قدر معلوم ہے کہ عبد المطلب چھٹی صدی عیسوی کے اواسط میں موجود تھے عبد المطلب سے فہر تک دس پشتیں ہوئیں، ایک پشت کے لیے ۲۵ برس کا زمانہ اگر فرض کیا جائے تو ڈھائی سو برس کی مدت قرار پاتی ہے اس بنا پر قریش کے اعظم رجال کے لیے حسب ذیل تقریبی سنیں ہم متعین کر سکتے ہیں

نام	سنہ وجود تقریباً	نام	سنہ وجود تقریباً
فہر قریش	۶۳۲۵ء	کلاب	۶۴۵۰ء
غالب	۶۳۵۰ء	قصی	۶۴۷۵ء
لوی	۶۳۷۵ء	عبد مناف	۶۵۰۰ء
کعب	۶۴۰۰ء	ہاشم	۶۵۲۵ء
مرہ	۶۴۲۵ء	عبد المطلب	۶۵۵۰ء

قصی کی نسبت بعض ارباب تاریخ نے لکھا ہے وہ منذر بن نعمان شاہ حیوۃ ۶۳۳۵ء کا معاصر تھا، قیاس انا کی رو سے بھی یہی تاریخ ظاہر ہوتی ہے،

قریش کا استقلال سیاسی

حجاز کا صوبہ قریش کا وطن تھا گو ہمیشہ بیگانہ اقتدار سے محفوظ رہا لیکن اس میں شک نہیں کہ ہمسایہ حکومتوں کو کسی منتوجی کی ہمیشہ آرزو رہی، یمن کی حمیری و حبشی حکومت ایران کی شہنشاہی اور رومیوں کی دولت عظمیٰ نے عرب کے اس حصہ پر مختلف اوقات میں

فوجشیاں کین لیکن ہمیشہ ان کا اختتام ناکامیابیوں پر ہوا،

اندرون ملک عربوں کو ایرانیوں اور رومیوں کے مقابل، مین کی وطنی حکومت کی طرف فطرتاً زیادہ کشش ہو سکتی تھی، شاہان حیرہ بھی گویا ایرانیوں کے زیر اقتدار تھے لیکن نسا و قریش کے قریب تر تھے کہ دفنی عدنانی النسل تھے، اس بنا پر ان دونوں حکومتوں کو حجاز کی فرمانروائی کا دعویٰ تھا، امر القیس بن عمرو (منشہ ۱۲۷) شاہ حیرہ کے ایک کتبہ کی عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تاجدار" حیرہ کو "اسد نزار" اور عرب کی بادشاہی کا دعویٰ تھا،

شاہان مین نے رؤساکندہ کو حجاز کے قبائل معد پر حکمران مقرر کیا تھا۔ حجر بن عمرو اس خاندان کا پہلا رئیس تھا، عمرو بن حجر دوسرا اور حارث بن عمرو تیسرا، حارث نے اپنی ریاست کے حدود اپنے بیٹوں تقسیم کر دیے، یہ نظام کچھ زیادہ دنوں تک نہ چل سکا، حبشیوں نے حیرہ خاتمہ کر دیا، جس کے ساتھ گویا کندہ کا بھی خاتمہ ہو گیا، شاہان حیرہ کی رقیبہ نہ جنگ اور قبائل معد کی سرکشی نے کندہ کو بے نشان کر دیا۔ جن حبشیوں نے مین کو فتح کیا تھا اور اثنائے حجاز و تہامہ کو بھی اپنا ملوکہ قرار دیا، چنانچہ ابراہمہ کا جو کتبہ سدہ مارب پر منقوش ہے، اس میں وہ اپنا نام ان الفاظ کے ساتھ لکھتا ہے،

"ابراہمہ..... سباریدان، حضرت مین، اور اعراب نجد و تہامہ کا بادشاہ"

عجب نہیں کہ ابراہمہ کے ارادہ فتح مکہ کا ایک سبب اس اوعائے غیر واقع کو علمانا بہت کرنا بھی ہو، قیصرہ روم کو بھی اس غیر مفتوح خطہ کی حکومت کی کچھ کم ہوس نہ تھی، ابو بکر صریٰ خانوادہ عبد العزیٰ کا رئیس تھا، وہ قیصر کی طرف سے میان کی حکومت پر مامور ہوا، قریش نے تسلیم نہ کیا، اور اسکو شام واپس جانا پڑا وہاں پہونچکر شام مین جس قدر قریش تھے،

سب کو قید کر دیا، آخر قریش نے غسانیوں کی اعانت سے اُسکو زہر دلوادیا،
 ان ہمسایہ حکومتوں سے ان خاندانوں میں سب سے پہلے قبیلہ کبر بن دائل نے
 استقلال حاصل کیا، کلیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے حمیر و کندہ کے مقابلہ میں
 آزادی کا علم بلند کیا، اسی کے بعد ہی قریش کے خاندان میں قصی نام ایک دوسرا نامور
 پیدا ہوا جس نے قریش کی ایک مستقل ہستی پیدا کر دی،

بچپن ہی میں باپ کے سائے عاطفت سے محروم ہو گیا تھا، مان نے نبی عذرہ
 کے قبیلہ میں اپنا دوسرا نکاح کر لیا، نو عذرہ شمالی عرب کے حدود میں شام کے پاس آباد
 تھے، قصی نے بھی مان کے آغوش میں یہیں پرورش پائی، جوان ہو کر نسل و وطن کی جستجو
 کی تو حجاز میں سُرغ پایا، بچپن ہی سے عالی حوصلہ اور بلند نظر تھا، مکہ میں دوسرے قبائل نے
 قریش کو دبا لیا تھا، اُس نے مکہ آکر قریش کے منتشر اجزاء کو فراہم کیا، اور چھوٹی چھوٹی چند
 لڑائیوں کے بعد مکہ کی سرزمین میں قریش کی ایک مختصر سی حکومت کی بنیاد پڑ گئی،

مورخین کو اتفاق ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ قریش نے حجاز کی سرزمین میں سیاسی
 اہمیت حاصل کی، قصی کے وجود کی جو تختہ بنی تاریخ مقرر کی گئی، جو اگر وہ صحیح ہے تو قریش کے
 نظریہ سیاسی کی تاریخ غالباً مسئلہ ہے، یعنی اسلام سے سوا سو برس پیشتر،
 قصی کا زمانہ تاریخ حمزہ اصفہانی میں قاضی دکنج سے مروی ہے،

کان قصی بن کلاب فی زمن فیلروز قصی بن کلاب فیروز بن یزدگرد (شاہ ایران)

بن یزدجرد (ص ۱۲۷) کے زمانہ میں تھا،

قدیم مورخ ابوطاہر مقدسی کتاب البدو و التاریخ میں راوی ہے

قصی اول من اصحاب ملکان من العرب قصی عرب قریشیون بن پہلا شخص جو فرزند ان بنی

من قریش من بعد ولد اسماعیل، فی
 زمن المنذر بن النعمان علی الخیرة
 والملك بهرام جور فی الفرس،
 فقطع مملكة دباغا وبنی بهادار (الندوة قریش)
 کے بعد بادشاہ ہوا۔ اسی وقت منذر بن نعمان
 حیرہ میں اور شاہ بہرام گور ایران میں بادشاہ
 تھا، قس نے مکہ کو منقسم کیا اور وہاں دارالندۃ
 بنایا،

حمرہ نے قس کو فیروز بن یزید گردکا اور مقدسی نے منذر بن نعمان اور بہرام گور کا معاشر
 ٹھرایا ہے، لیکن یہ کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے، بہرام گور کا زمانہ ۳۲۰ء سے ۳۳۰ء تک ہے
 اور اس کے بعد یزید گرد دوم ۳۳۰ء تک حکومت کرتا ہے، اس کے بعد فیروز بن یزید گرد ۳۳۰ء تک حکمران
 رہتا ہے، منذر کا زمانہ ۳۳۰ء سے ۳۴۰ء تک ہے، اس بنا پر یہ سمجھنا چاہیے کہ حمرہ نے قس کا ابتدائی
 زمانہ اور مقدسی نے انتہائی زمانہ متعین کیا ہے، اور اسکی دلیل منذر کی معاصریت ملتی ہے جو ۳۳۰ء
 سے ۳۴۰ء تک قائم رہتی ہے، اس بنا پر تقریباً قس کا جو زمانہ ہم نے متعین کیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے
 یعنی پانچویں صدی عیسوی کا عہد واسط،

کوہ صفا | یہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ قس نے حدود شام میں ترمیت پانی تھی، قریشی و رب اس وقت
 تک بدوی تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قس نے تہذیب زندگی، نظم حکومت اور تائیس قیمت
 کے اصول شام ہی کے ملک میں سکھے، اور جوانی کے بعد حجاز اگر اسی اصول پر قریش کے منتشر اجزاء کو
 یکجا کیا اور ان میں سے ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست کی بنیاد ڈالی۔

حدود شام میں صفا ایک پہاڑ ہے، مستشرقین یورپ نے اس پہاڑ کی نگاہ اور حوض پر عربی
 زبان کے چند کلمات پائے ہیں، گو ان کلمات سے کسی نے تاریخی باب کا اقتراح نہیں ہوتا، تاہم انہیں
 اشخاص کے جو نام پڑے گئے ہیں مثلاً قس، مالک، روح، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا بانی
 کوئی عدنانی قبیلہ تھا، کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس یا دگار کا بانی قس رئیس قریش ہے، سوچنے کی بات ہے!

قریش کا نظام | قصی نے مکہ میں جو چھوٹی سی ریاست قائم کی تھی اسکی حیثیت ایک شہری جمہوریت
سیاسی و اجتماعی کی تھی، یونان کے شہر ایتھنز اور اسپارٹا کے طرز حکومت کا ایک دھندلا سا خاکہ
قریش کی سرزمین میں نظر آتا تھا، اس شہری حکومت میں کل چودہ عہدے تھے۔ جس میں دس عہدہ داروں کو
منقسم تھے، دس عہدہ دار قریش کے بس قبائل سے منتخب ہوتے تھے ظہور اسلام کے وقت ان
عہدہ داروں کی حسب ذیل تقسیم تھی۔

مذہبی

شمار	عہدہ	توضیح جذبات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۱	سقایہ	حاجیوں کے کھانے پینے کا سامان،	نہاشم	عباس بن عبد المطلب
۲	عمارة	خانہ کعبہ کا انتظام،	"	"
۳	رفادة	حاجیوں کی مالی اعانت کا انتظام،	بنو نفل	حاتر بن عامر
۴	سدانہ	خانہ کعبہ کی درباری و کلید برداری،	بنو عبدالدار	عثمان بن طلحہ
۵	ایسار	توں سے استخارہ کی خدمت،	بنو جمح	عبیدان بن امیہ
۶	اموال مخزونه	توں کے مزارعوں درجاء داروں کا انتظام	بنو سہم	دارندہ بن قیس

عدالتی

۷	مذودہ	عدالت خانہ اور مشورہ گاہ کا انتظام	بنو عبدالدار	عثمان بن طلحہ
۸	مشورہ	امور مہمہ میں مشورہ لینا،	بنو سہم	یزید بن زہرہ
۹	اشناق	خزینہ ہجرانہ اور مالی تاواکلی کا انتظام،	بنو تمیم	ابوبکر صدیق
۱۰	حکومتہ	مقدمات کا فیصلہ	بنو سہم	حاتر بن قیس

جنگی

عقاب	نشان قومی کی علمبرداری	بنو امیہ	ابوسفیان
۱۲	قُبْنہ	فوجی مسکرا کیسپ کا نظم	بنو مخزوم
۱۳	اَبَنَہ	سواروں کے رسالہ کی سپہ سالاری	خالد بن ولید
۱۴	سفارۃ	سفارت	بنو عدی
		عمر بن الخطاب	

اس چھوٹی شہری جمہوریت کا ایوان حکومت دارالمدوہ کے نام سے موسوم تھا۔ اسکا بانی قسسی تھا، ہر قسم کے اجتماعی، تجارتی، عدالتی اور سیاسی احکام اور فیصلے قریش اسی عمارت میں میٹھکر صادر کرتے تھے، یہاں تک کہ شادی بیاہ، بلوغ کے مراسم، قافلون کی دانگی و داخلہ وغیرہ جملہ امور یہیں انجام پاتے تھے۔ قریش نے داعی اسلام کے قتل کا مجرمانہ فیصلہ بھی اسی ایوان عدالت میں میٹھکر صادر کیا تھا۔

قریش کا تمدن [عرب کے قبائل کی دو تین تین ایک وہ جو کسی مقام پر تعین ہو دو و باش رکھتے تھے اور مکانات بنا کر کوئی متصل آبادی قائم کر لیتے تھے، ان قبائل کو لوگ حضری کہتے تھے، عرب کے بڑے بڑے شہر مکہ، یثرب، طائف، صنعاء، یامامہ، عدن وغیرہ ان قبائل کے وطن تھے، ان کے علاوہ عرب کے اکثر قبائل بدوی تھے، یعنی خانہ بدوشانہ زندگی رکھتے تھے، خیموں میں رہتے تھے، مویشی کے لیے جہان عمدہ چراگاہ نظر آتی تھی وہاں اُتر پڑتے تھے، پھر کسی اور مقام پر جا کر ڈیرے ڈالتے تھے، یہی قبائل جبرائیم پیشہ بھی تھے۔

قریش حضری تھے، مکہ ان کا وطن تھا، بدوی قبائل کی طرح مویشی پر یا دوسرے قبائل کے مال و دولت کی چھین جھپٹ پر ان کا گذر نہ تھا، بلکہ پورا قبیلہ تجارتی کاروبار پر زندگی بسر کرتا تھا،

لے "ہن بعد ازل ص ۳۹ میں ان تمام مراسم اور امور کی تفصیل ہے

تیسری آیت:

اَکُوْهُمۡ اِلٰی فَوَاقِیْ عَلٰی عَهْدِیْ (براقہ) محمد پر جو کچھ اتر اُس پر ایمان لاؤ،

چوتھی،

وَمَا یَسْتَفِیْذُکَ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران) محمد صرف خدا کے رسول ہیں،

دوسرا نام زید بن حارثہ کا ہے، زید قریشی النسل نہ تھے، وہ کلب کے قبیلہ سے تھے اور کلبن
میں چنر ڈو اکو انکو جاکر عکاظ کے بازار میں لائے، اور غلام بنا کر ان کو بیچا، حضرت حکیم بن حزام، ام
المونین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مامون نے خریدا اور اپنی بھانجی کی خدمت گذاری میں دیا، حضرت
خدیجہ نے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے آزاد فرما کر اپنی تربیت میں لیا، اور اس وجہ
ان سے محبت کرنے لگے کہ لوگ ان کو زید بن محمد کہتے تھے، جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی،
ادعوا اسمہا کابائہم ان کو ان کے باپ کی بیٹے پکارو،

تو لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگے،

حضرت زید بن حارثہ ایک لاکھ صحابہ میں صرف وہی ایک خوش قسمت ہیں جبکہ اسم گرامی
ناموس اکبر کی زبان سے ادا ہو کر **قرآن** کے صفحات میں زندگی جاوید حاصل کر سکا، ان کے
علاوہ کسی دوسرے صحابی کا نام قرآن میں مذکور نہیں ہوا۔

فلما افضی زید منہا وطرا، جب زید نے اسکو طلاق دیدی،

حضرت زید کو آنحضرت نے پالا تھا، ایسے وہ خاندان کے ایک ممبر ہو گئے تھے آنحضرت
نے اپنی بھوپھی زاد بہن حضرت زینب کو بیاہ دیا تھا لیکن میان بیوی میں نباہ نہ ہکا، حضرت
زید نے انکو طلاق دیدی، اسی سلسلہ کلام میں حضرت زید کا نام قرآن میں آگیا۔

تیسرا نام ابولہب ہے جو حضرت کا حقیقی چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا، چچا نے بھتیجے

کی نبوت پر گواہی نہ دی، نتیجتاً نے وحی آسمانی کی زبان سے اس کے دائمی خسران و ہلاکت کا اُس کو پیغام سنایا۔

قتیلہ ابی لہب و تبی ما اغنی عنہ مالہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ کی ہلاکت ہو، اور وہ ہلاک ہو گیا، اُس کے مال و دولت کچھ فائدہ نہ پہنچایا، وہ آتش و دوزخ میں بیٹھے گا، و ما کسب سیئلی نارا ذات لہب،

ابو لہب کا اصل نام عبدالعزی تھا، ابو لہب کنیت تھی، ابو لہب کے معنی ”آگ والے“ کے ہیں۔ اس سے لوگوں نے یہ قیاس کیا کہ مسلمانوں نے خدا سے اس کا نام آگ والا یعنی دوزخی رکھا تھا۔ لیکن اصل یہ کہ عربی میں آگ والے سے مراد صاحب حسن و جمال ہے، چونکہ یہ خوبصورت تھا، اس لیے قریش نے اس کو ابو لہب کا خطاب دیا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ اس خطاب نے جو اسلام سے پہلے مل چکا تھا، دوسرے معنی میں ایسا اسلام کے بعد اُس کی تقدیر کا سر نوشت ہو گیا، یہ قریش کا سردار تھا، اور اسلام کا سخت دشمن، ہجرت کے بعد قریش کے حملہ آورانہ ارادوں کا آلہ تحریک ایک یہ بھی تھا، سہ ماہ میں مکہ میں غزوہ بدر کے بعد اسے انتقال کیا،

اس آیت میں ابو لہب کی ہلاکت سے اُس کی ذاتی ہلاکت نہیں، بلکہ اُس کی قومی ہلاکت مراد ہے، جو غزوہ بدر میں واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیاء کے زمانہ میں ہمیشہ ایک طاعنی اور سرکش ان کا مقابل رہا ہے، اور جسے اپنی گمراہی سے قوم کی قوم کو ہلاک کیا ہے، مثلاً حضرت ابراہیم کے زمانہ میں فرعون، حضرت موسیٰ کے عہد میں فرعون، اسی طریقہ سے اس آیت محمدیہ کا غزوہ دیا فرعون ابو لہب تھا، اور قرآن نے اسی حیثیت سے تمام روئے قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا۔



تجارات العرب قبل الاسلام

یعنی
اسلام سے پہلے عرب کی تجارت
رَحْلَةُ الشَّاءِ وَالصَّيْفِ

ملک کی دولت کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے، زراعت اور تجارت، سرسبز اور شاداب ملک پیداوار کو پیدا کرتے ہیں اور سنگستانی اور ساحلی ممالک اون کا بیوپار کرتے ہیں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچاتے ہیں۔

ملک عرب کا زیادہ تر حصہ غیر آباد اور سنگستانی ہے، اس لیے طبعاً وہ ان زراعت سے زیادہ تجارت کے کاروبار کو فروغ ہونا چاہیے، اُس کے آباد حصے تمام تر ملک کے تین طرف بحری سواحل پر واقع ہیں، مغرب کے چلی، بحرین اور عمان، خلیج فارس پر شمال میں حضرموت اور یمن، بحر عرب پر اور مشرق میں حجاز و مدین، بحر احمر پر واقع ہیں۔

اندر وں ملک میں عرب کا جو حصہ زرخیز ہے، مثلاً یامہ، نجد، اور یثرب وغیرہ، یہاں کاشتکاری ہوتی تھی،

عرب کے یہ ساحلی صوبے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے آئنے سامنے واقع ہیں، عمان و بحرین، ایران و عراق سے متعلق ہیں، یمن اور حضرموت کو افریقہ اور ہندوستان سے تعلق ہے، حجاز کے سامنے مصر ہے اور شام کا ملک اُس کے بازو پر واقع ہے، اس جغرافیائی تحدید سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبعی سہولتوں کے لحاظ سے عرب کے کس صوبہ کو دنیا کے کس

زریز خط سے تجارتی تعلقات چل سکتے تھے، چنانچہ تاریخی سندوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے ان تجارتی صوبوں کو اپنے انھیں ہمسایہ ملکوں سے زیادہ تر تعلق تھا، گو کبھی کبھی کسی ضرورت کی بنا پر ان کو آگے پیچھے بھی ہٹ جانا پڑتا تھا۔

بحرین کے پاس کچھ عرب تاجروں نے انتقال مکان کر کے بحر روم (بحر ابیض و بحر متوسط) کے سواحل پر جو شام و کنعان کے بحری مقامات تھے، سکونت اختیار کر لی تھی، بنی اسرائیل ان کو آرامی اور کنعانی اور اہل یونان ان کو فینیقی (فینیشین) کہتے تھے، ان فنیقی عربوں نے یورپ اور افریقہ کے انتہائی ملکوں تک اپنے تجارتی سلسلے پھیلا رکھے تھے، یونان میں تہذیب تمدن کا آغاز انھیں یورپائیوں کے ذریعہ سے ہوا اور رفتہ رفتہ یہ چنگاریاں دور دور تک اپنی روشنی کی شاعین ڈالتی چلی گئیں۔

مین اور **حضرموت** کے عرب ایک طرف تو، افریقہ کو عبور کر کے ملک حبش میں اپنی نوآبادی قائم کرنے میں کامیاب ہوئے اور دوسری طرف ہندوستان کے ساحلی صوبوں تک وہ دھوا و امارتے ہوئے چلے آئے، جو کچھ ان ملک میں پاتے، وہ کشتیوں پر لاد کر اپنے وطن لاتے، اور وہاں سے اپنی سرحدوں کو عبور کر کے حجازی عربوں کے سپرد کرتے اور یہ اسکو شام اور مصر کی منڈیوں تک پہنچا آتے،

عربوں کے تجارتی حالات کسی قدر توراۃ کے صفحوں سے اور زیادہ تر یونانی تاریخوں سے واضح ہوتے ہیں، ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب تاجروں کو ہزار برس قبل مسیح سے برابر ان خدمات کو ادا کر رہے ہیں اور شرق و مغرب کے تجارتی تعلقات میں بیچ کی کڑی ہمیشہ رہی رہے ہیں، افریقہ اور ہندوستان سے سامان تجارت بحری راستوں سے آگئے ہیں اور **حضرموت** کے سواحل پر اترتا، اور میان سے خشکی کے راستے سے بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز و عدن و

وادئ القرئی کو قطع کر کے شام پہنچتا اور وہاں سے بحر روم ہو کر یورپ کو چلا جاتا، یا شام کی سرحد سے مصر پہنچتا اور وہاں سے اسکندریہ کی بندرگاہ سے یورپ کو روانہ ہو جاتا۔

عرب کی شاہراہ تجارت | ہننے کئی دفعہ لکھا کہ یہ تجارتی شاہراہ جو حجاز ہو کر مین سے شام کو جاتی تھی، امام ہشتمین قرآن مجید نے اسی راستہ کو امام مبینین (ظاہر راستہ) کہا ہے اور عرب

کی تمام بڑی بڑی آبادیاں اسی کے دائیں بائیں واقع تھیں، اصحاب الایکہ اور موقوفہ یعنی حضرت لوط کا گاؤں جو بحر میت کے قریب تھا، اسی راستہ پر آباد تھے، قرآن کتاسو۔

وَأَنهٖمَآبَا مَآءِ مُبِينٍ، یہ دونوں گاؤں کھلے راستہ پر ہیں

سبا کے تجارتی قافلہ کے ذکر میں ہے،

وَجَعَلْنَاهُمْ مَخْرَجَ الْقُرْأٰی الَّتِیْ بَآرَكْنَا فِیْہَا
فُرْجٰی ظَآہِرَہٗا وَقَدْ رَزَقْنَاهَا النَّسْرَ سَبَّأُ فِیْہَا
لَیَآئِیْ وَآیَآ مَآءِ مُبِیْنٍ، سبا، مقرر کردی تھیں کہ انہیں دن رات بے خوف و خطر چلو،

یہ انہیں آبادیوں کی طرف اشارہ ہے، حضرت یوسف کے قصہ میں ایک قافلہ تجارت کا جس راہ گزرنے کا ذکر ہے وہی راستہ ہے، توراۃ کے الفاظ یہ ہیں،

”ناگاہ (یوسف کے بھائیوں نے) دیکھا کہ اسماعیلیوں کا قافلہ بلعاد کی طرف

سے آ رہا ہے..... اور مصر کو جارہا ہو، (تکوین ۳۰-۲۵)

قرآن میں یہ الفاظ ہیں:

وَجَآءَتْ سَیَّارٌکَا (یوسف) ایک قافلہ آیا

یہ قافلہ جو تجارت کا مال عرب سے مصر لیے جاتا تھا، اسی شاہراہ سے گذر رہا تھا، اسی ایک یعنی دوان جبکہ قرآن نے اسی راستہ پر ہونا بیان کیا ہے، توراۃ بھی اسکی تائید سے خالی نہیں ہے،

جبکہ بجل مین دوان دالون کی راہ مین تم شام ہس کرو (اشیا ۲۱-۲۱)
یونانیون کی تاریخ مین بھی اس راستہ کا ذکر ہے، ایک یونانی مورخ لکھتا ہے،
ہیین سے ایک سیدھی سڑک اُس شہر کو جاتی ہے جس کا نام پٹرا (رقیم) ہے،
اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یامہ و بحرین) مین اور تمام
عرب قریب مین رہتے ہیں،

قدیم مورخ آرتھی میڈروس جو ستلہ ق م مین موجود تھا بیان کرتا ہے،
”سبا قریب دجوار کے قیلون سے تجارتی اسباب خریدتے ہیں اور وہ اپنے
ہمسایوں کو دیتے ہیں اور اسی طرح دست بہست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہیں“

یونان کے اکثر مورخوں نے اس راستہ کا ذکر کیا ہے، مصر پر چب یونانی بطلمیوسیوں
نے قبضہ کیا، انھوں نے تجارت کو براہ راست اپنے ہاتھ مین لینا چاہا، مین سے مصر تک خشکی
کا راستہ اُن کے لیے پُر امن نہ تھا، اس لیے ہندوستان سے مصر تک انھوں نے براہ راست
بحری سفر اختیار کیا، اس طریق سفر نے عربوں کی بحری تجارت کو بالکل ڈبو دیا۔

اس نیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع ”اکا مضمون نگار“ عرب“ لکھتا ہے:

جنوبی مغربی عرب (حضرت اورین) کی خیرد برکت کا سبب بڑا سبب اس
زمانہ مین یہ تھا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان تجارتی سامان پہلے سمندر کی
راہ سے یہاں آتا تھا اور پھر خشکی کے راستہ سے مغربی ساحل پر جاتا تھا، یہ تجارت
اب اس عہد مین سدود ہو گئی، کیونکہ مصر کے بطلمیوس بادشاہوں نے ہندوستان

سے برٹن کی گولڈ مائنس آف مین صفر ۱۱۰۱ء،

سے یہ حالات تفصیل تمام ارض العتہ ان جلد اول صفحہ ۲۰۲ مین گزر چکے ہیں

سے اسکندریہ تک براہ راست ایک راستہ بنایا۔

اسی کتاب میں ”سبا“ کے تحت میں ایک دوسرا مضمون نگار لکھتا ہے:

شکلی کی تجارت جب زوال پذیر ہو گئی اور ساحلی آبادیوں کے درمیان تجارتی سفر ہوتے تھے جب وہ جاتے رہے اور انکی جگہ بحری راستہ اختیار کیا گیا تو ناچار یہ آبادیاں نیست و نابود ہو گئیں۔

آرٹی میڈروس تسلیم کرتا ہے،

سبائی یہ چیزیں مقابل کے حبشی سواحل سے لاتے ہیں جہاں یہ لوگ چڑے کی کشتی پر بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔

اشیانی بابل کے ذکر میں کہتے ہیں:

”ہرگز عرب لوگ اب وہاں نہیں استادمہ نہ کریں گے“ (باب ۱۲-۲۰)

غیر مالک تجارت | الغرض ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عربوں کے خارجی تجارتی تعلقات ہندوستان، حبش، ایران، بابل (عراق)، شام، مصر اور یونان سے تھے، یہ تمام ممالک عرب کی چاروں طرف اس طرح واقع ہیں کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے، اندرون ملک میں جو شہر اور مقامات تجارت کے مرکز تھے یونانی اور اسرائیلی بیانات کے مطابق وہ حسب ذیل تھے،

اندرون ملک تجارتی شہر | قریہ یعنی بحرین یا یامامہ، حضرموت، شعبوہ، حضرموت کا پایہ تخت، قانہ، حضرموت کا بندرگاہ، مارب، سبا کا پایہ تخت، معین، عدان، اوزال، اوفر، مدین، ایلمہ یعنی عقبہ، کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہو گا کہ یہ تمام آبادیاں ملک عرب کے کنارے کنارے خلیج فارس سے لے کر

خلیج عقبہ تک ساحلی مقامات ہیں، ان کے نام یہودی اسفار اور یونانی تاریخون کے حوالے سے اسی مضمون کے اثناے کلام میں آئیں گے،

راستوں کی سافت | ایک یونانی مورخ نے ان میں سے بعض مقامات کے درمیان سفروں اور راستوں کے دن بھی مقرر کر دیے ہیں، کہتا ہے:

”حضرت سے باکے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے اور یمن سے ۷۰ دن ہیں

سوداگر (عقبہ) پہنچے ہیں“

گویا حضرت مسیح کی عتبتہ تک تقریباً ۱۱۰ دن کا سفر تھا مسلمان جغرافیہ نویسوں میں ابن الحاکم الحدادی نے اپنی کتاب صفتہ جزیرۃ العرب میں عرب کے تمام راستوں کی تفصیل لکھی ہے اور میلون کی تعداد میں اسکی حد مقرر کی ہے، ابوالفدا نے تقویم البلدان میں لکھا ہے کہ کل ملک کے چاروں طرف پھرنے میں سات مہینے گیارہ دن لگیں گے،

سامان تجارت | سب سے اہم اور اقدم سوال یہ ہے کہ عرب کا ملک ایک بنجر اور بے آب و گیاہ زمین ہے وہاں تجارت کا کیا سامان ہاتھ آتا ہوگا، وہاں کس چیز کی پیداوار ہوتی تھی، اور کیا کیا چیزیں عرب سوداگر کا سرمایہ تجارت تھیں؟ خود عربوں کے پاس تو ان معلومات کا سالہ کچھ نہیں ہے لیکن جن قوموں کے ہاتھ وہ ان چیزوں کو فروخت کرتے تھے، انھوں نے اُن کے تھون کی ایک ایک چیز یاد رکھی ہے،

اس تجارت کا سرمایہ عموماً تین چیزیں ہوتی تھیں۔

۱۔ کھانے کا سالہ اور خوشبودار چیزیں،

۲۔ سونا، جواہرات، اور لوہا،

۱۔ ذکر کی قدیم تاریخ صفحہ ۳۱۰-۳۱۲، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، جلد ۲، صفحہ ۹۵۵، صفتہ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۹۰، طبعی ریڈن

۲۔ چٹرا، کھال، زین پوشش، بھڑ، بکری

دو ہزار برس قبل مسیح میں جو عرب تاجر بارہا مصر کو جاتے دکھائی دیے ہیں، انکا سامان تجارت یہ تھا۔ "بسمان، صنوبر، لوبان، اور دیگر خوشبودار چیزیں" حضرت داؤد ایک ہزار ق م میں سبکا سونا مانگتے ہیں، سنہ ۹ ق م میں حضرت سلیمان کے دربار میں ملکہ سبا جو تحفہ لائی تھی وہ یہ تحفہ خوشبو کی چیزیں بہت سا سونا، بیش قیمت جواہر، حضرت سلیمان کی کشتیاں مین کی بندرگاہ فرسے سونا لاتی تھیں، اور فر کے سونے کا اسفار یہود میں بکثرت ذکر ہے، انکے حوالے ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۲ میں گذر چکے ہیں،

اشعیانی کے وقت میں (سنہ ۹ ق م)، اوزال سے جو صنفا کا قدیم نام ہے، فولاد، تیزبیا اور سالہ ملک شام کو جاتا تھا، اسی زمانہ میں سبائی یعنی شہر مارکے یہ چیزیں بھی شام کو آتی تھیں، عمن خوشبو، اہر اور سونا، حاران، قانہ، اور عدنان کی راہ سے یہ چیزیں آتی تھیں، مدین اور عیصا کی ویشیاں سب کے ملک سے سونا اور لوبان لیکر آتی تھیں، شام کے ہیکلون میں عرب ہی سے آیا لوبان جلتا تھا، دوان یعنی اصحاب الایلمہ بیٹھنے کے فرش یا زین پوش، بددی عرب اور دیگر شیمون قید الجانور بیچنے کو یروسلما لے تھے، حزقیال نبی کے تائیموین باب سے عرب کی تجارت کے متعلق بہت سے مفید معلومات حاصل ہوتے ہیں، یروسلما کو خطاب کر کے کہتے ہیں،

دوان اور یادان، اوزال سے تیرے بازار میں آتے تھے، ابدا فولاد تیزبیا

اور سالہ تیرے بازار میں وہ بیچتے تھے دوان تیرا سودا گر تھا کہ سواری کے

چار چارے تیرے اچھے چیتا تھا عرب اور قیدار کے روماء تیرے تاجر ہیں،

لے مکین ۳۴-۳۱-۲۵ زبور، ۱۵۱-۱۴۵-۱۳۹-۱۳۷-۱۳۵ اشیا، ۱۳۴-۱۳۲-۱۳۰-۱۲۸

۱۳۵ اشیا، ۶۰-۶۱-۶۲-۶۳

وہ بکری اور مینڈھے کے تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے، سببا اور عمار کے
 سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، وہ ہر قسم کے نفیس و خوشبودار سامان
 اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے بازار میں لاتے تھے، عاران اور قانہ
 اور عدنان اور سببا کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، (۲۴۱۹-۲۴۰)

یونانی مؤرخین کا بیان اس سے زیادہ مفصل نہیں ہے، وہ بھی زیادہ تر انھیں چیزوں کی
 سوداگری کا ذکر کرتے ہیں، یعنی سونا، اور خوشبودار سالہ اور جلاسنے کی خوشبودار لکڑیاں، یہ بیانات
 اس کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ پر موجود ہیں، ان شہادتوں پر بیان صرف ایک سند
 کا اور اضافہ کرتے ہیں، جو کتاب کی اس دوسری جلد میں اصحاب الایکہ کے ذکین گندھکی ہے،
 یہ سرک فلسطین کو جاتی ہے، جہاں اہل قریہ (ماس یا بحرین) اور مین اور تام عرب
 قریب میں رہتے ہیں، اور بالائی ملک سے بخورات، کہا گیا ہے کہ خوشبودار
 چیزوں کا بندل لاتے ہیں۔

ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ عرب میں یہ خوشبودار سالہ سونا، لوبا، جواہرات، اور موتی وغیرہ
 کہاں سے آتے تھے کیا یہ خود عرب کی پیداوار ہیں تھیں، یا یہ سب مال باہر سے لایا جاتا تھا، اس
 سوال کا جواب یہودیوں سے نہیں مل سکتا، یونانی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر خوشبودار
 چیزوں کی خود مین کا کاشت ہوتی تھی، یا ان کے وہاں باغ موجود تھے، اگا تھر شیدس
 (۳۵ ق م) بیان کرتا ہے،

سمندر سے متصل زمین مین بلمان اور نہایت خوبصورت دخت ہیں، اندرون
 ملک مین بخورات (یعنی جلاسنے کی خوشبوئیں) اور چینی، پھولوں کے وغیرہ کے

نہایت بلند و رختون کے گنجان جنگل ہیں، ساتھ تمام دنیا میں سب سے زیادہ دھند

لوگ ہیں، پچاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہے،

تھیو فراسٹینس بیان کرتا ہے کہ لوبان اور عود وغیرہ بخورات سا اور حضرموت کے عرب

میں پیدا ہوتے ہیں، (یونانی بیانات کے لیے ارض القرآن جلد اول صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۵۰)

(دیکھو)

اسی قسم کا بیان آرٹی میڈروس کا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ یہ

سارے مقابل کے حبشی سواحل سے لائے جاتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے

بعض چیزیں خود ملک میں پیدا ہوتی تھیں چنانچہ ہمدانی نے نہایت تفصیل سے ان نباتات

اور درختوں کا حال لکھا ہے، لوبان اور زعفران کی نسبت لکھا ہے کہ یہیں سے تمام دنیا میں

جاتا ہے، قسم قسم کے پھول اور نباتات میں اور نجد میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن سالیہ یعنی لونگ، سیاہ

مچ، الاچی، ڈلی، دارچینی، ناریل، اہلی وغیرہ ہمارے نزدیک یہ چیزیں جنوبی ہند اور جزائر ہند

کے سواحل سے عرب آتی تھیں علاوہ گذشتہ تاریخی بیانات کے خود آج تک یہ چیزیں یہیں سے

تمام دنیا میں جاتی ہیں، اور ایک بڑا ثبوت اس دعوے کا یہ ہے کہ سالہ اور خوشبو کی اکثر چیزوں کے

نام عربی میں سنسکرت سے آئے ہیں مثلاً مشک، نفل، کافور، زنجبیل، صندل، ناریل، قرفل، بعض

چیزوں کے نام میں ہندی کا لفظ نام کا جز ہو گیا ہے، مثلاً عود ہندی، قسط ہندی، قرہ ہندی، اویہ

کی تلوارین، ہندوستان ہی سے بکر جاتی تھیں، اسی لیے عربی میں ہندی، اور ہند تلوار کے وصف

کے طور پر آتا ہے، خوشبو اور سالون میں لونگ، الاچی، سیاہ مچ، دارچینی، ہلدی، سب ماضی ہیں

یہ سب جنوبی ہند اور جزائر ہند کی پیداوار ہیں۔

موتی تو خاص سواحل عرب کی چیز ہے بحرین، عمان کے دریاؤں میں موتی کے خزانے

میں اور اب تک یہی وغیرہ میں موتی کے بڑے بڑے تاجر خاص عرب میں قرآن
قرآن مجید میں ہے،

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ خدا نے ان دریاؤں کو ملا کر وہ لگے ام (پھر) انکے
نبأ ہی آلاہیہ کہا، تَلَذُّوا بآيِهِمْ جَزَاءً لِّذَلُّوهُمُ پنج میں پردہ ہے کہ وہ جس سے آگے نہیں بڑھ سکتے تم اپنے
والمرجان، (رحمن) پروردگار کی کن بات چنانچہ ان کو ان دونوں موتی اور مرجان ملنے لگے

سب سے زیادہ حیرت لوگوں کو اس بات سے ہو گی کہ غریب اور غریب کے جس سونے کی
یروسلیم اور اسکندریہ کے بازاروں میں نہرت تھی وہ خاص عرب کی کانوں سے نکلتا تھا،
عرب میں سونے کی بہت بڑی بڑی کانیں ہیں بھدانی نے صفحہ ۱۵۴ (صفحہ ۱۵۴) سونے
کان کا نام لکھا ہے، صرف یہاں اور نجد میں سونے کی چھ کانوں کا پتہ دیا ہے (صفحہ ۱۵۴) سونے
کے علاوہ چاندی، تانیا، اور عقیق کی کانیں بھی بتائی ہیں، دروعدن اور عین میں کی شہرت
غالباً یہیں سے ہے، کل کتاب میں، اکانوں کا ذکر ہے، مین کے سونے کی کانیں لکریون
کو بھی عرب کھینچ کر لے گئیں، اور نجد و مصر کے حکم سے برٹن ایک انگریز کی تحقیقات کے یہ
بھی جان گیا، اُسے گولڈ مائنس آف مین نام ایک کتاب لکھی،

عرب کی کھالیں بھی سامان تجارت میں نظر آتی ہیں مین کی کھال ہے
بہت مشہور تھی، یہاں تک کہ فارسی شعرا کے کلام میں بھی اس کی تبلیغات ملتی ہیں،
اور سب اس کا یہ بیان کرتے ہیں کہ ستارہ سیل جو مین کے مقابل طلوع ہوتا ہے
اُس کی روشنی میں کھال کی دباخت بہت عمدہ ہوتی ہے، طائف مین بھی یہ فن
بہت کمال کو پہنچ گیا تھا، چنانچہ اس کا نام ہی "بلد اللہ باغ" پڑ گیا ہے، (مسداتی
صفحہ ۱۲۰) سلطانوں نے مکہ سے بھاگ کر جب حبش میں پناہ لی تھی اور قریش

نے ایک شخص کو کچھ نذر تحفہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا تھا کہ مسلمانوں کو وہ اپنے ملک سے نکال دے، اس وقت بھی قریش کا شامہ تحفہ ہی کھال تھی، اسلام سے بہت پہلے طرہ کتا ہو،
کسبت الیمانی قد لا یمجد مین کی کھال چمکی کا تیر ہی نہیں

در آمد: بہر حال اس بحث کو ختم کر کے اب ہم اس مسئلہ پر آتے ہیں کہ عرب سوداگران حیرن کو
اپنے ملک سے باہر لجا کر فروخت کرتے تھے، لیکن ان ملکوں سے خود اپنے اہل وطن کے لیے
کیا تحفے لیکر واپس آتے تھے؟ تاریخ کے ہزاروں صفحات اُلٹنے کے بعد ہم جس نتیجہ تک پہنچے
ہیں وہ یہ ہے، غیر ملکوں سے وہ حسبِ نیل چیزیں لاتے تھے، کپڑا، غلہ، شراب، ہتھیار اور آئینہ
وغیرہ آرائش کی چیزیں

کپڑے گوئین مین بھی بنے جاتے تھے، ”بردیانی“ یعنی چادرین تو بہت مشہور تھیں، امر القدر
جو اسلام سے چالیس پچاس برس پہلے گزرا ہے کتا ہے،

والقی بصحراء العیط بعاءہ نزول الیمانی ذی العباب المعمل

اے بنِ عیط کے میدان میں اپنا بوجھ طرح ڈال دیا تھا، جطیع مینی سوداگرانے کپڑے کی گھڑیاں پھیلاتا ہوا

مارب جو سب کا پایہ تخت تھا، روئی اور کپڑے کا کاروبار بان نہانہ اسلام تک تھا، چنانچہ
آنحضرت صلعم نے یہاں کے باشندوں پر نفرتِ جزیرہ کے بجائے کپڑا ہی مقرر کیا تھا

مین کا کاروبار زیادہ تر ہندوستان کے ساتھ تھا، اس لیے یہ تحقیق یہ نہیں کہا جاسکتا
کہ یہ کپڑے مین ہی مین سب بنتے تھے، یا ہندوستان سے آتے تھے، عربی مین بعض کپڑوں
کے نام ہندی الاصل ہیں، مثلاً شاس (مل)، فوطہ (چارخانہ دار تہ بند) اس سے قیاس ہوتا ہے
کہ شاید کچھ کپڑے ہندوستان سے آتے ہوں، آغاز اسلام مین کپڑوں کی آمد شام سے تھی،

لے سند احمد، سند اہل البیت، دسیرت ابن ہشام، ذکر ہجرت حبش، ابو داؤد، کتاب الخراج، اخذ الجزیہ

یہودی تاجر حبشہ میں کپڑا لیکر آتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلعم نے اُن سے کپڑا خریدا ہے مسلمان
سوداگر بھی شام سے کپڑا لاتے تھے،

غلامین سے آسکتا تھا، لیکن زیادہ تر شام ہی سے آتا تھا، اور اسی لیے لوگ غلام کے
بیوپاریوں کی آمد کے بچہ نظر رہتے تھے، سورہ جمعہ کی آیتوں میں جس واقعہ کا ذکر ہے یعنی
یہ کہ آنحضرت صلعم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ان بیوپاریوں کی آمد کا شور ہوا، اور لوگ
اٹھکر چلے گئے، وہ اسی شام کے غلام کے بیوپاری آئے تھے،

وَإِذْ هَرَأَوْ مَجَادَّةَ أَوْلَهُمْ أَنْفَضُوا إِلَيْهَا
وَتَرَكُوهُنَّ قَائِمًا قُلُومًا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ
مِنَ اللَّهِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، (جمعہ)

جب یہ لوگ کسی تجارت یا کھیل تماشہ کو دیکھ پاتے ہیں تو اُنکی طرف
دوڑ پڑتے ہیں اور نہ کوئی اتنا چھوڑ دیتے ہیں کہ بے خبر
خدا کے پاس ہجڑہ کھیل تماشہ اور تجارت سے زیادہ بہتر ہو

شراب زیادہ تر شام سے آتی تھی، عمرو بن کلثوم کہتا ہے،
الاہی بصحنہ فاصبحنا ولا بتقی خمور الا ندرینا،
ہاں اٹھا اور صبح کی شراب پلا ”اندرین“ کی شراب کچھ چھوڑنا نہیں
اندرین شام میں ہے،

کاغذ بھی ملک شام سے آتا تھا، طرہ کہتا ہے،

وخد کفر طاس الشامی گال شامی ہجر کے کاغذ کی طرح

عرب کے بازار اہل عرب کو جو تجارت کا شوق تھا اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حیرہ کے
بادشاہ عکاظ کے سالانہ میلہ میں اپنا تجارتی سامان بھیجا کرتے تھے، اس کاٹیمہ کہتے تھے، قریش
میں حرب بن زار کے نام سے جو آخری جنگ ہوئی، جس میں آنحضرت شریک تھے اسی کاٹیمہ

لے ترمذی صفحہ ۱۱، مطبع العلوم دہلی، ۱۷
لے فتح الباری جلد ۹، صفحہ ۲۰، بحوالہ سند احمد

لٹ جانے پر رہا ہوئی تھی،

خود عرب میں بڑے بڑے بازار تھے، جہاں سال میں ایک دفعہ میلہ لگاتا تھا اور دور دور سے سوداگر یہاں اسباب لاتے تھے اور فروخت کرتے تھے عرب کے نقشہ کو غور سے دیکھو تو نجد کے سوا تمام آبادی عرب کے کنارہ کنارہ دریائے متصل ہی، یہیں شام کے پاس و دوتہ الجندل سے شروع ہو کر عراق کے حدود بحرین اور عمان سے ہوتا ہوا بحر ہند کے مقابل حضرموت دین سے گذرتا ہوا حج کا زمانہ مکہ میں گذار کر حجاز سے ہو کر پھر شام میں آکر ختم ہو جاتا تھا،

عرب کے ان بازاروں کے حالات بہت سے مورخین نے قلم بند کئے ہیں، یعقوبی نے اپنی تاریخ کے خاتمہ میں ایک پورا باب اس پر لکھا ہے، لیکن انکے متعلق سب کا رآد اور مفصل حالات امام مرزوقی نے کتاب الاکنہ والا زمنہ میں لکھے ہیں، ہم ان کا خلاصہ یہاں نقل کرتے ہیں،

عرب کے ۱۳ مقامات میں بڑے بڑے میلے لگتے تھے، دوتہ الجندل، مشرق اصحابہ، شجر عدن، صنعا، حضرموت، عکاظ، ذوالمجاز، منی، خیبر، یامہ، سب سے پہلے دوتہ الجندل میں میلہ لگتا تھا، دوتہ الجندل شام کے پاس حجاز کی آخری سرحد پر واقع ہے، یکم بیج الاول سے ۵ تک تو بڑا جگھٹا رہتا تھا، ۱۵ کے بعد سے گھٹنا شروع ہوتا تھا، کلب اور جدیلہ دو قبیلے اسکے پڑوس میں آباد تھے، ان میں سے جنکارئیں قابو پاتا، اس بازار کا حکم ہو جاتا، عرب کے علاوہ عراق اور شام کے تاجر بھی اسکی اجازت سے اپنے بازار لگاتے تھے، رئیس خود بھی تجارت کرتا تھا اور جب تک اس کا مال نہ بک جاتا کسی اور کو خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی، یہاں خرید و فروخت اس طرح ہوتی تھی کہ جسکو جو مال پسند آتا اسپر ایک لکڑی ڈال دیتا،

دو تہ الجندل سے میلہ لکھ کر شرق و بحرین میں آکر جمنا تھا، جمادی الاولیٰ بھر کو ایک مہینہ رہتا تھا، یہ ایران کے قریب تھا اس لیے یہاں ایران کے تاجر بھی آتے تھے، عبدالقیس اور تیم بیان کے باشندے تھے، تیم کا رئیس بازار کا حاکم ہوتا تھا، یہاں تمام ملک عرب کے لوگ آتے تھے، یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا، کہ بائع و مشتری دونوں خاموش رہتے، اور صرف اشاروں سے بات چیت ہوتی،

اکیسویں رجب صحر (عمان) میں سوداگر جمع ہونے شروع ہوتے، اگلے بازاروں میں جو لوگ نہیں آ سکتے تھے وہ اس میں آتے تھے، یہاں خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ سامان قرینہ سے لگا ہوتا، گاہک پتھر پھینکتے جس پر جا پڑتا اٹھالیتے، یہاں سے ہٹ کر رجب کی آخری تاریخ کو عمان کی بندرگاہ و بامین ہماں ملک ملک کے سوداگر آتے تھے لوگوں کا میلہ لگتا تھا یہاں ہندوستان سے، سندھ سے، چین سے، اور افریقہ سے سوداگر آتے تھے، عرب کی چیزیں اور دریا کی چیزیں یہاں بکتی تھیں، یہاں سے اٹھ کر تمام سوداگر شرمین جمع ہوتے تھے جو بحر عرب کے ساحل پر حضرموت اور عمان کے بیچ میں واقع ہے، نصف شعبان سے یہاں میلہ شروع ہوتا تھا، چمڑا، کپڑا، اور دیگر عام ضرورت کی چیزیں یہاں بکتی تھیں، اور کچھ نباتاتی دوائیں لوگ یہاں سے خرید کر لے جاتے تھے،

شہر سے چکر عدن میں ان کے ڈیرے لگتے تھے، یہاں دریائی سوداگر زیادہ تر جمع ہوتے تھے، یکم سے ۲۰ رمضان تک میلہ رہتا تھا، جو کچھ بچا کھچا مال رہتا تھا وہ یہاں فروخت ہوتا تھا، سلاطین میں نہایت خوش اسلوبی سے یہاں کا انتظام کرتے تھے، یہاں قہم کے عطر اور خوشبو کی چیزیں فروخت ہوتی تھیں عربوں کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا دنیا میں خوشبو بنانا کوئی نہیں جانتا، براہ دریا ہندوستان اور سندھ تک، اور براہ خشکی ایران اور

روم تک یہیں سے یہ چیزیں جاتی تھیں،

عدن کے بعد صغارا کے میلہ کا زمانہ آتا تھا، صغارا میں کا پایہ تخت ہی، یہاں رومی زعفران اور رنگوں کی تجارت ہوتی تھی، کپڑا، اور لوہا خرید کر یہاں سے لوگ لے جاتے تھے، اسے ۳۰ رمضان تک یہاں چل پھل رہتی تھی، یہاں سے کچھ لوگ لوٹ کر حضرموت چلے جاتے تھے وہاں بھی میلہ لگتا تھا، اور زیادہ تر لوگ عکاظ آتے تھے، عکاظ کا میلہ بخدا در عرفات کے بیچ میں لگتا تھا، دونوں مقامات میں ایک ہی وقت میلہ شروع ہوتا تھا، یعنی ۵ ذیقعدہ سے، عکاظ ایام جاہلیت کا سب سے بڑا بازار تھا، یہاں قریش، ہوازن، غطفان، خزاعہ، حارث بن عبد مناف، عقل، مصطلق وغیرہ جمع ہوتے تھے، شعرا یہاں اپنے قصائد سناتے تھے، خطباء تقریریں کرتے تھے، حکام اپنے فیصلے سناتے تھے، شیوخ معاہدے کے دفات طے کرتے تھے، ذوالحجہ کا چاند بکھیرا یہ میلہ چھٹ جاتا تھا اور سب لوگ ذوالحجہ کے بازار میں اٹھ آتے تھے، اور وہ تاریخ تک جتے تھے، بعد ازین حج کر کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے تھے، پھر نئے سال سے نیا پھیرا شروع ہوتا تھا،

قریش کی تجارت | قدیم عرب کی تجارت کی تاریخ لکھنے کے بعد اب مخصوص قریش کی تجارت پر ہم کو روشنی ڈالنا ہے، یہ مسلم امر ہے کہ قریش ایک تاجر قبیلہ تھا، نہ صرف اسی قدر بلکہ زراعت اور کاشتکاری ان کے نزدیک ذیل ترین پیشہ تھا، چنانچہ اہل مدینہ جو کاشتکار تھے، قریش ان کو اسی لیے آنکھ نہیں لگاتے تھے،

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تجارت اور سوداگری عرب کا قدیم پیشہ ہے، لیکن چونکہ اسلام سے سو سو برس پہلے سے یمن اور شام کے ملک میں سیاسی انقلابات پے در پے ہو رہے تھے،

۱۔ کتاب الاکنذ والازمنہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱۔ ۱۶۰، حیدرآباد ۱۳۵۷ھ صحیح بخاری جلد ۲ ذکر قتل ابوجہل

ایسے قریش کے خاندان میں جب قحطی اور ہاشم پیدا ہوئے تو انھوں نے قریش کے کاروان تجارت کو منظم کیا، اہل حبش میں پر قابض ہو گئے تھے، شام بہت پہلے سے رومیوں کے ہاتھ میں تھا، ہاشم نے نجاشی اور قیسر سے فرمان حاصل کیے کہ قریش کو ان ملکوں میں بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت رہے، سال کی دو فصلیں مقرر کیں، جازرا، اور گرمی، جاڑوں میں میں اور گرمیوں میں شام بلکہ ایشیائے کوچک تک قریشی سوداگر جاتے تھے،

یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ملک عرب میں جو عام بد امنی اور لوٹ مار جاری تھی اسکے باوجود قریش کا کاروان تجارت بے خطر آیا جاتا تھا، حالانکہ اوپر گزر چکا ہے کہ بادشاہوں کا تجارتی مال بھی عام خطرہ سے خالی نہیں رہتا تھا، اصل یہ ہے کہ چونکہ قریش کا وطن مکہ تھا، جہاں کعبہ تھا کعبہ کی جو عام عظمت اہل عرب کے دل میں تھی، اسکی بنا پر وہ بحیران اللہ خدا کے پڑوسی سمجھے جاتے تھے، اور لوگ ان کو نہیں ستاتے تھے، انکا خیال اور لحاظ کرتے تھے، ایسے قریش کے تجارتی قافلے بے دھڑک ادھر سے ادھر بھر کرتے تھے، اس تفصیل کے بعد سورہ متشریش کی آیتوں پر نظر ڈالئے،

لَا يَلَاذِفُ قُرَيْشٍ اِيْلَانِهِمْ رَحْلَةً اِنْتَابَ
وَالصِّيفَ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هَذِهِ الْبَيْتِ
الَّذِيْ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَّ اَمْنَهُمْ
مِنْ خَوْفٍ

تعجب ہو کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر سے کس قدر الفت ہے، انکو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کو پوجیں جسے انکو بھوک سے بچا کر کھانا دیا، اور خوف سے بچا کر امن بخشا،

قریش کو چونکہ مکہ کے خشک اور بنجر زمین میں کھانا اور نعمت ملتی ہے اور اس عام بے امنی کے زمانہ میں بھی انکو امن حاصل ہے، شہر کے اندر بھی کہ حرم میں کوئی قتل اور خونریزی جائز نہ تھی اور حرم کے باہر وہ خدا کے پڑوسی تھے، لیکن یہ تمام نعمتیں صرف اس انتساب کی بنا پر ان کو حاصل

تھیں جو ان کو خانہ کعبہ سے تھا، اس لیے خانہ کعبہ یعنی خداوند تعالیٰ کا شکر یہ اُن پر واجب ہے۔
 یہ قافلہ ذیقعدہ میں ٹوٹ آتے تھے، شاید اسی لیے اس مہینہ کا نام ”ذی قعدہ رکھا
 تھا، یعنی بیٹھنے کا مہینہ“ اسکے بعد ذیحجہ آتا تھا جس میں اُنکا موجود رہنا ضرور تھا،
 اس امن و امان کے معاوضہ میں قریش ان قبائل کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے کہ
 انکی ضرورت کی چیزیں لے کر وہ خود اُنکے پاس جاتے تھے، اور خرید و فروخت کرتے تھے،
 درحقیقت یہ بھی قریش کی تجارت کے فروغ کا ایک سبب تھا، قریش کی تاجرانہ ترقی کی انتہا
 یہ تھی کہ بیوہ اور ناچار عورتیں تک اپنا سرمایہ اس میں لگاتی تھیں، اور دوسروں کو اپنا روپیہ دیتی
 تھیں، کہ وہ اس سے تجارت کریں اور نفع میں شریک ہوں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
 جو قریش کی ایک بیوہ خاتون تھیں اسی طریقہ سے تجارت کرتی تھیں، ان کا سامان تجارت
 ہر سال شام کو جایا کرتا تھا،

ابوطالب، حضرت علی کے والد بھی تاجر تھے، اور بڑے بڑے امراء قریش مثلاً
 ابوبہل و ابوسفیان وغیرہ بھی تجارت پیشہ تھے، انحضرت معلم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے
 تھے، اور حضرت خدیجہ کا مال لیس کر کئی دفعہ بصری تشریف لے گئے جو شام کی سرحد پر واقع
 ہے، محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ مین کے بازار جرش میں بھی دوبار تشریف لے
 گئے، بحر میں بھی آپکا جانا ثابت ہے، جب اسلام کا ظہور ہوا اور ناچار مسلمانوں کو اپنا وطن
 چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، تو مسلمانوں نے قریش کے عاجز کرنے کے لیے اس سے بہتر صورت
 نہ دیکھی کہ اُنکے شامی قافلہ کے راستوں کو پرخطر کر دیا جائے، چنانچہ غزوہ بدر اسی چھیڑ چھاڑ کا
 نتیجہ ہے، قرآن مجید میں ہے،

وَإِذْ يَعِدُّكُمْ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ خُذَا عِدَّةَ كِتَابٍ لَكُمْ دُونَ مَبْنِي فُوجٍ وَكَارِوَالٍ
أَفْهَمُ لَكُمْ، (انفال)

ای کاروان کے متعلق ہے،

وَالشَّرْكَبُ اسْفَلٌ مِنْكُمْ، کاروان تھے ادھر تھا،

اس غزوہ بدر کے قافلہ میں قریش کی ایک ایک بڑھیا تک کا سر پایہ تھا، قریش نے جب مسلمانوں کو حج کرنے سے روک دیا تو انھوں نے سب موثر دھمکی انکو یہ دی کہ ہم تمہاری شام کی تجارت کا قافلہ روک دیں گے، آخر اسی سے دب کر سہ ہجری میں انھوں نے تمام حبشیہ میں صلح کر لی، اس صلح کے زمانہ میں قریش کا قافلہ بدستور شام اور ایشیاء کو چاک تک پہنچنے لگا، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے، ان میں ایک خط قیصر روم کے نام بھی تھا، جب مسلمان قاصد خط لیکر ایلیا بیت المقدس پہنچا ہے، تو وہاں قریش کے سوداگر موجود تھے،

اہل عرب کے سامان تجارت کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے، قریش بھی غالباً انہیں چیزوں کی تجارت کرتے ہونگے، مگر قبض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ چمڑا اور چاندی کی یہ تجارت زیادہ کرتے تھے، چنانچہ اوپر گزر چکا ہے کہ قریش نے حبش کے نو مسلموں کو پکڑنے کے لیے تحفہ تحائف دیکر نجاشی کے پاس جو وفد بھیجا تھا، اُس کا سر پایہ ہی چمڑا تھا، طبری میں ہے کہ دکان عظمہ تجارتہم الفضلہ، قریش کی تجارت کا بڑا حصہ چاندی کا سامان تھا،

اسلام کے بعد بھی قریش کی تجارتی سرگرمی افسردہ نہ ہوئی، بلکہ اور زیادہ تیز ہو گئی، اور وہ استغوا من فضل اللہ (جمعہ) کے حکم نے تو اس کو واجب کا درجہ دیدیا حضرت ابو بکر کپڑے کی تجارت

سہ ابن سعد غزوہ بدر ۱۳ ص ۲۰۰ صحیح بخاری جلد ۲۔ اول غازی سے صحیح بخاری کتاب الایمان، ۱۳ طبری واقعہ بدر

من (بکھرنی ہو ہم اے) اپنے پروردگار کی مہربانی تلاش کرو

اسکے بعد ان میلون مین پھر وہی رونق اور تجارتی دھوم دھام شروع ہو گئی، اور تقریباً سو سو برس تک یہ زمانہ اسلام مین قائم رہے، سب سے پہلے عکاظ کا بازار سر دھوا ۳۹ھ مین خارجیوں کی لوٹ مار کے خوف سے بند ہو گیا، اس کے بعد اور بازار بھی کچھ دنوں تک چلتے رہے، بصری اور اذرحات مین بنو امیہ کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا،

السنة العرب قبل الاسلام

یعنی
اسلام سے پہلے عرب کی زبانیں

لسان عکبریٰ مشہور

ہمارے ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہو کہ یہ کتاب نسل آدم کے جس خاندان کی تاریخ ہے۔ اس کا نام بنو سام یا ام سامیہ ہے، اس لئے ملک عرب کی زبان بھی شجرہ السنہ سامیہ کی ایک شاخ ہو، وہ تمام قطعہ زمین جو بنو سام کی آبادی کھلاتی ہے، جو حبش سے لیکر مین نجد اور حجاز کو طے کرنی ہوئی، بابل اور شام کے کناروں پر جا کر ختم ہو جاتی ہو عرب کے سچے مین ہو، یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ حبش کوئی مستقل آبادی نہیں بلکہ وہ مین کا ایک ٹکڑا ہے، اس بنا پر جغرافیہ میں سے سامی زبانیں تین مرکزوں پر تقسیم ہوتی ہیں، عربی، بابلی اور شامی، ان میں ایک کی تعداد شاخین ہیں،

۱۔ عربی

آرامی، شروسی، مدیانی، بٹلی، عدیانی، شبانی، حمیری، حبشی وغیرہ

۲۔ بابلی

آرامی، کلدانی، سریانی

۳۔ شامی

آرامی قبیلتی، عبرانی، تدمری،

جس زمانہ میں یہ تمام قومیں صرف ایک خاندان یا قبیلہ تھا، نظر ہو کر انکی کوئی مشترک زبان ہوگی جسکا نام ہم سامی رکھتے ہیں، سیکڑون ہزاروں برس کے بعد جب یہ ایک خاندان سیکڑون قبائل اور یہ قبائل مختلف قوموں میں منقسم ہو گئے تو آب و ہوا، خصوصاً عادات، رسوم و عواید، مذاہب اور اخلاق اور دیگر ضروریات کے اختلاف سے بنو سام کی مادری زبان، چند بچوں کی مان بگنی لغویں کا اختلاف ہے کہ ان بچوں میں پہلو، ماکون ہے،

ہم نے اہم سامیہ کی حقیقت اور ان کے اصل مسکن کی نسبت پہلی جلد میں جو بحثیں کی ہیں ان سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ بنو سام کا اصل مسکن عرب تھا، اسلئے اصل زبان سامی کا جو کچھ نام بھی ہو لیکن جغرافی اور ملکی حیثیت سے اسکا نام عربی ہی ہوگا، اسکے بعد یہ بحث بھی فیصل ہو چکی ہو کہ سامی قبائل میں سب سے پہلا نامور اور ممتاز قبیلہ بنو ارم پیدا ہوا، جسکا سرانجام عرب، عراق (بابل) اور شام میں ہر جگہ ملتا ہو، اس بنا پر عربی زبان کی پہلی شاخ آرامی ہوگی، آرامی قبائل جس جس ملک میں جا جا کر رہ گئے اس کے اقتاب سے بعد کو اسکا الگ الگ نام پڑ گیا۔

اس بیان کے مطابق آل سام کی قدیم ترین زبان کو ملکی حیثیت سے عربی اور قومی حیثیت سے آرامی کہنا چاہیے، اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عبرانی زبان سب سے قدیم زبان ہے اور یہی حضرت ابراہیم کی زبان تھی، لیکن یہ بالکل غلط ہے، حضرت ابراہیم کی زبان آرامی عربی

۱۔ بیان ایک شبہ واقع ہوتا ہو، اسکو دور کر لینا چاہیے، عربی زبان سے وہ بعینہ زبان مراد نہیں ہے۔ جو نامور اسلام کے وقت بولی جاتی تھی، اور جو اب تک محفوظ ہے، ۲۔ دیکھو ارض القرآن جلد اول صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷

۳۔ اس سے مراد وہ آرامی زبان نہیں، جو زمین ہرودون کی تاملو دکھی گئی، وہ تو بعد کی زبان ہے۔

تھی، چنانچہ ایک عیسائی فاضل قس جبرائیل قوامی نائب پریارک و پروفیسر عربی و سریانی مدرسہ مارونیہ، واقع رودمیہ، اپنی کتاب متعلقہ سریانی زبان میں لکھتا ہے،

علمائے سریانی نے آرامی زبان کی قدامت میں بہتبالغہ کیا ہے، یہاں تک انکا بیان ہے کہ حضرت آدم کی زبان یہی تھی، لیکن اہل تحقیق اس سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ عبرانیوں پر اعلیٰ ابراہیم کی زبان ہے،

اس بنا پر حضرت اسماعیل کی اصلی زبان عبرانی نہیں، بلکہ آرامی عربی تھی، جبرہم جنہیں آکر وہ عرب میں بسے، انکی زبان بھی وہ عربی نہ تھی، جو ظہور اسلام کے وقت قریش بولتے تھے، اسلئے نسل اسماعیل کو مستعربہ کہنے کی یہ وجہ کہ عربی انکی اصلی زبان نہ تھی، بلکہ جبرہم کے ساتھ رہ کر انھوں نے سیکھی تھی، صحیح نہیں ہے، مورخین نے عرب کی تمام قوموں کو تین طبقوں پر تقسیم کیا ہے، باندہ جبرہم نے ام سامیہ اولیٰ کا لقب دیا ہے، عرب عربا یعنی بنو قحطان، اور عرب مستعربہ یعنی بنو اسماعیل، عرب کے یہ تینوں طبقے جو تین مستقل خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں الگ الگ تین زبانیں بولتے تھے، یہ تینوں زبانیں گویا ہم اپنی اصلیت کے رو سے ایک ہی ماں سے پیدا ہوئی تھیں، لیکن چونکہ مختلف خاندانوں میں انکی پرورش اور نشو و نما ہوئی تھی، اس لیے ان میں باہم خاص امتیازات پیدا ہو گئے تھے،

ام باندہ کی جلد اول میں ام باندہ کے حالات تفصیل گزر چکے ہیں، اور یہ ثابت ہو چکا ہے زبان آرامی کہ ان کے لیے ام سامیہ اولیٰ کی اصطلاح مناسب تر ہے، یہ بھی اُسی مقام میں طے ہو چکا ہے کہ ام سامیہ اولیٰ میں سب سے طاقتور اور نامور قومیت بنو ارم کی تھی، تو رات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ بابل (عراق) اور شام یہ دونوں ملک قدیم زمانے

میں آرامی تھے، قرآن مجید اور عرب کے بیانات اور اشعار سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ عربوں کی پہلی آبادی بنو ارم کی تھی، ایسے عاد ارم کو عاد اور ثمود ارم کو ثمود کہتے تھے، یہ بھی وہیں گذر چکا ہے کہ بنو ارم کی حکومت ابتدائی زمانہ میں تمام عرب، عراق، شام، اور مصر میں پھیلی تھی، اس بنا پر یہ نتیجہ لازمی ہے کہ ان ممالک کی زبان، قدیم آرامی ہو، جسکو اس بنا پر کہ ان کا اصلی وطن عرب تھا عربی بھی کہنا چاہیے،

انسانیکلو پیدیا برٹانیکا (طبع ۱۱) نے آرامی زبان کی حسب زبان تفصیل کی ہے، آرامی زبان میں زبانوں کی ایک صنف کا نام ہے جسکو آرامی اسلے کہتے ہیں کہ وہ آرام کیطرت منسوب ہے ارم ایک جغرافی مصطلح ہے جو تورات کے عہد میں تقریباً اسی مقام پر اطلاق پاتا ہے جس پر یونانی لفظ سیریا (شام) اطلاق پاتا ہے۔ اس میں فلسطین شامل نہیں ہے، بحالیکیسٹیا (عجربی: دودریاؤن کا ارم) یعنی وہ مقام جسکو یونانی اکثر سیریا خاص سے الگ کرتے ہیں اس بنا پر آرامی زبانوں کی جغرافی حیثیت سے اسی طرح تحدید کی جاسکتی ہے کہ وہ سامی بولیاں ہیں جو اصل سویشیا اور فرات کے جنوبی مغربی مقامات سے فلسطین تک پھیلی ہوئی

غلطی سے اس جغرافی تحدید میں مضمون نگار نے ان مقامات کو نہیں لیا ہے جو عرب میں واقع تھے اور جو بنو ارم کا خوس مولد و نشا تھا، اسی بنا پر "السند سامیہ" کے مضمون میں یورپ کے سرمایہ نامز محقق تھیوڈور نالڈ کی، کو حیرت سے کہنا پڑا:

آرامی زبان کے اصلی وطن کے متعلق یقینی طور سے کوئی بات نہیں معلوم ہے تو ارمین "ارم" قدیم زمانے میں ارم دمشق وغیرہ شام کے کئی مقامات کو کہا گیا ہے نیز عراق کو ارم ابن النہرین کہا ہے،

لہذا قرآن: یہی طے عرب کو امین النہرین کہتے ہیں لہذا ج ۱ ص ۱۰۰ انسانیکلو پیدیا برٹانیکا ج ۱ ص ۱۰۰

اسکے بعد پورے مضمون میں نالہ کی تفصیل کی ہے کہ یہ زبان، عراق، شام، اور عراق عرب میں بولی جاتی تھی بلکہ مصر اور ایران کی زبانوں میں بھی اسکے آثار ملتے ہیں۔ ہم اس بیان کی تشریح اپنے نظریہ اہم سامیہ اولیٰ کی بنا پر جنگی عراق، شام، مصر اور ایران وغیرہ میں حکومتیں ثابت کی جا چکی ہیں، یہ کرتے ہیں کہ حکومت کے سایہ میں یہ زبان بھی ان ممالک میں پھیلی چلی گئی۔

ثمود کی زبان اس تشریح کے بعد یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہیے کہ عاد و ثمود وغیرہ اہم بائدہ کی زبان عربی آرامی تھی، ثمود کے متعلق ایک اور بات بھی غور کے لائق ہے، شمالی عرب کے جن مقامات میں ثمود کی سکونت ثابت ہوتی ہے، وہاں ایک خاص خط کے بہت سے کتبات پائے گئے ہیں جنکی زبان آرامی عربی ہے، العلماء کے کتبات اسی قسم کے ہیں اس خط کا نام پہلے ”پروٹو عربک“ (ابتدائی عربی) تھا، بعض لوگ اسکو لیبانی کہتے ہیں، کہ یہاں کے چند کتبات میں لیان نامی ایک قبیلہ کا ذکر ہے، لیکن زیادہ تر لوگ اسکو ثمودی کہتے ہیں، تھوڈو نو لڈیکلی ان کتبات کو ثمودی کہنا پسند نہیں کرتا کہتا ہے،

بہت قدیم زمانہ میں... شمالی عرب اپنی زبان کو قید تحریر میں لانے کیونکہ سیاحوں نے ابھی کچھ دن ہوئے شمالی حجاز علاء میں ایسے کتبات جو ایک مہول خط میں جو سبانی سے ماخوذ معلوم ہوتا تھا، پائے، جسکا زمانہ بظاہر سنہ عیسوی سے پیشتر معلوم ہوتا ہے،..... ان کتبات کا نام ثمودی ہے، کیونکہ وہ ثمود کے مقامات میں پائے گئے ہیں، لیکن یہ وصف بیشکل مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ جس زمانے میں ثمود پوری ترقی پہنچے، اور وہ مکانات جگہ قرآن نے بیان کیا جو کہ پہاڑوں کو کاٹ کر بنا رہے تھے، اس ملک کی زبان ثمودی تھی

اسکی دلیل غالباً نو لڑکی کے پاس یہ ہوگی نہ حجر جو عام طور پر ثود کا دار الحکومت سمجھا جاتا ہے، وہاں کے عمارات کے کتبات کی زبان بنطی ہے اس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ علاوہ کتبات اگر ثودی ہوئے تو حجر کی طرح بنطی ہوتے، کیونکہ حجر ہی کی زبان ثود کی زبان ہوتی، لیکن اس خیال کی غلطی ہم انبساط کے ذکر میں تفصیل بیان کر چکے ہیں، ہم نے اسکو نہیں تسلیم کیا ہے کہ حجر کے کتبات جو بنطی میں ہیں وہ ثود کے ہو سکتے ہیں، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور نو لڑکی نے سمجھنا چاہئے بلکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ انبساط کی یادگار ہیں، اسکو کون صاحب عقل تسلیم کر سکتا ہے کہ ایک طاقتور قوم اپنے شباب اور ترقی کے عہد میں اپنی یادگاروں کے لئے غیر قومی زبان اختیار کرے گی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثود جب اپنی پوری ترقی پر تھے، تو ملک کی زبان بنطی نہ تھی۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں *Chokade* نے عربی زبان پر جو مضمون لکھا ہے اس میں وہ ان کتبات کے متعلق لکھتا ہے۔

”ایک بظاہر عہد کے نمونہ کا نظاً ان کتبات میں پایا گیا ہے، جنکا نام پہلے ”پر دتھو رک“ تھا،

اور اب ثودی کہلاتا ہے، یہ کتبات اول یونگ نے اسی مقام پر پلے، جہاں لیانی کتبات

سے ہیں، یہ کتبات ایک حد تک اور شمال کی جانب میں ہیں برٹن (ارض میں ج ۲ ص ۵۰)

نے اسی خط کے چند کتبات میں پلے ہیں، اور راقم ہڈانے اسکی کچھ تعداد، ہوک کے شمال

مغرب میں قرہ کے معدنی مقام میں دریافت کیے، کتبات کی کثیر تعداد تھائیو ٹنگ نے ۱۹۲۰ء

کتبات جمع کیے ہیں، کے مقابلہ میں واقعات کا بہت کم پتہ لگتا ہے، اور ان کے زمانہ کی تعیین

تبعن کے ساتھ نہیں کی جاسکتی،“

اس محقق کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس خط کو لیانی کہا جاسکتا ہے، اور نہ اس

خط کو شوریٰ جھنڈا خلافت قیاس ہے۔

اہل عرب نے ان قوموں کی زبان کا نام مُسند رکھا ہے۔ بنجم یا قوت میں ہے۔

فاهل المسند عاد و ثمود و العالیق و جهم مسند زبان ولے عاد، ثمود، عسالیق جهم

و عبد بن الصخر و طسم و جدلیح امیم فہم عبد بن منظم، طسم، جدیس، ازیم بن یہ لوگ

اول سن تکلم بالعربیۃ بعد الببلقۃ و وہ ہیں جو سب سے پہلے عربی بولے، ان کی

لسانہم المسند کہنا ہم المسند لفظ عرب زبان سند اور ان کا خط مسند ہے،

اس بیان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ان قوموں کی زبان خاص قسم کی عربی تھی، لیکن

اسکو مسند کہنا خلافت تحقیق، محققین عرب کے نزدیک مسند زبان کا نہیں، خط کا نام ہے جو اہل

بین کے استعمال میں تھا، اس خط کے ہزاروں کتبے بین میں موجود ہیں،

شمالی اور جنوبی زبانیں: طبقہ اول یعنی ام ساسیہ اولی کے بعد طبقہ دوم (بنو قحطان) اور طبقہ

بنو قحطان اور اسماعیل سوم (نبو اسماعیل) کی زبانوں پر ایک نظر ڈالنا ہے، اتنا محقق طور سے

ثابت ہے اور کئی بار اسکا اعادہ بھی ہو چکا ہے کہ عرب کی دو بڑی تقسیمیں ہیں، ان میں باہم متعدد

امور میں باہم امتیاز اور تفریق ہے، اہل عرب اسکی قومی تقسیم کرتے ہیں یعنی بنو قحطان اور

نبو اسماعیل اور علمائے یورپ نے اسکی جغرافی حد بندی کی ہے، یعنی جنوبی اور شمالی بنو قحطان

جنوبی عرب کے باشندے ہیں، اور نبو اسماعیل کا مسکن شمالی عرب ہے، عربی زبان بھی

ان دو شاخوں میں منقسم نظر آتی ہے، شمالی (اسماعیلی) اور جنوبی (قحطانی) عربی زبانوں میں

متعدد حیثیتوں سے اختلاف ہے، پھر یہ دو شاخیں بھی چند اور چھوٹے چھوٹے شعبوں میں

منقسم ہیں

۱۔ سمش العلوم ابن سعید حمیری، لفظ مسند موجودہ کتبچہ: ہیکلی پور و صفحہ جزیرۃ العرب، بہدانی

اہل عرب کا بیان ہے کہ عربی زبان عرب کی مختلف قوموں میں سطح منقسم تھی،

قوم	زبان	قوم	زبان
قطان	عربی	جرہم	زبور
یقطن بن عامر	زفرقہ	مدین بن ابراہیم	حویل
یافش بن ابراہیم	رشق	اسماعیل بن ابراہیم	مبین

لیکن خود صاحب کتاب نے ان زبانوں کی نسبت درست کی ہے، 'اور وہ ایک حد

تک صحیح ہے،

قوم	زبان	قوم	زبان
حمیر	مُسند	اہل جند	رشق
حضرموت	زبور	اہل عدن	رشق
اہل مہرہ	حویل	اشعر	زفرقہ
مَعَدّ	مبین		

آجکل کتبات کی مدد سے ان زبانوں کے متعلق کسی قدر مزید تحقیق ہوئی ہے، اس کے

بیان کیلئے سب سے پہلے عربی زبانوں کی دو نون جلی تقسیموں کو الگ الگ کروینا چاہیئے،

جنوبی یا قطانی زبانیں جنوبی عربی کی حسب ذیل قسین ہن، سبائی، حمیری، حضرموتی، تہری، حبشی، سبائی، قوم سبائی، حمیری، صحاب لاخودو کی، حبشی، اصحاب الفیل کی زبان تھی، سبائی زبان تو بہت پہلے مردہ ہو چکی تھیں، بقیہ زبانیں ظہور اسلام تک بلی جاتی

۱۔ جم زت لفظ عرب

تھیں، قرآن مجید کے اثر نے گو بعد کو تمام عرب میں صرف اپنی زبان رائج کر دی، تاہم ان صوبوں میں اپنی اصلی زبانوں کا اثر ہمدانی کے زمانہ تک موجود تھا، اور موجودہ سیاح بیان کرتے ہیں کہ اب بھی ہے، جبشی تغیر زمانہ کے بعد ایک مستقل زبان بن گئی۔ سبائی اور حمیری میں بہت کم فرق ہے، جنوبی اور شمالی زبانوں میں موٹے موٹے فرق حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الفاظ کا فرق بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کو جنوبی زبانوں میں مستعمل ہیں وہ شمالی میں نہیں

مثلاً المقہ چاند، عدم، بند، مزدن، لوح،

۲۔ معانی کا فرق لفظ ایک ہے لیکن معنی میں تخصیص، تعلیم یا کسی اور قسم کا فرق مثلاً

لفظ	جنوبی	شمالی
ذو	بادشاہ	والا (جیسے روپے والا)
بیت	قلعہ	گھر
حضر	شہر	مستقل آبادی

۳۔ قواعد کا فرق، مثلاً شمالی عربی میں علامت جمع "ن" ہے، جنوبی میں "م" شمالی عربی میں حرف تعریف الف ہے جنوبی میں میم، فرق کے زیادہ واضح کرنے کے لیے، جنوبی عربی کا ایک کتبہ ہم اسل زبان میں نقل کرتے ہیں،

وہیم	داخوہ	بنو	کلبہ	ہقینو	المقہ	ذمرن
ذن	مزدن	جن	وقھوہ	بساہو	لوفھو	دسعدھو
						نعم

شمالی عربی

دھب	داخوہ	بنو	کلبہ	اقنو	المقہ	ذا سران
ذا	اللوہ	لاند	وقاھم	باسالوہ	دوقاھم	داسعدھم
						منہ

ان زبانوں میں سے ہر ایک کے قواعد صرف و نحو و لغت پر جرہن اور فریخ میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن افسوس کہ ہماری وہاں تک رسائی نہیں، اہل عرب نے دو تین باتیں یاد رکھی ہیں مثلاً یہ کہ شمالی عربی کے س کو جنوبی عربی میں ت اور کاف کو تس کرتے تھے جیسے "ناس کونات" اور "علیک کو علیش"، الف لاف تعریف کی جگہ الف میم طاب اللہوا کے موقع پر طاب امہوا حرف کو کم کر دینا مثلاً ما شاء اللہ کو مشاء اللہ، چنانچہ کتبہ بالامین بماسالوہ کی جگہ بماسالوہ ہے،

قرآن مجید میں سبائی حمیری زبان کا ایک لفظ "عمر" سب کے قصہ میں آیا ہے حبشی کے کئی لفظ جو عرب کے عیسائیوں میں اس سبب سے مستعمل تھے کہ جنوب عرب میں عیسائیت وہیں سے آئی تھی اسلئے قرآن کی مذہبی زبان میں بھی وہی الفاظ چلے آئے، مثلاً

نفاق، صحف، برہان، جبت، مرج، مائدة، مشکوٰۃ، سورة، حواری، تبع، استبرق، دوق،

ابن الحاکم السمرقانی جو چوتھی صدی کے اوائل میں یمن میں موجود تھا اور حمیری زبان کا عالم تھا وہ اپنے زمانہ کے قبائل کی زبان کی حالت حسب ذیل لکھتا ہے، اس سے معلوم ہوگا کہ گو عرب میں قرآن مجید کی زبان کی اشاعت کو ساڑھے تین سو برس گزر چکے تھے تاہم جنوبی عربی زبان بے نشان نہیں ہو گئی تھی، کہتا ہے:

شمر اور اسحاق کے باشندے فصیح اللسان نہیں ہیں، مہرہ کے باشندے دن میں عجبت اور اہل

حضرت بھی اچھی زبان نہیں بولتے، کبھی کبھی کوئی زبان دان ان میں خلل آتا ہے،

ان میں نسبتاً زیادہ زبان دان، کندہ ہمدان اور کسی قدر صرف کے لوگ ہیں مدح

مارب، بیجان، اور قریب و لے فصیح اللسان ہیں، غیر فصیح آدمی ان میں کم ہیں، حمیر

اور جعدہ زبان دان نہیں، ان کے کلام میں کسیدہ رحیمیت ہے، بعض حرفوں کو کھینچتے ہیں بعض کو حذف کر کے کہتے ہیں مثلاً یا ابن العم کو یا بن مَعْم، اِسْمَعُ کو سَمِعْ، لُحْ اِیْن، اور دثینہ کی زبان اچھی ہے، عدن کی زبان نہایت خراب ہے، مجید، ولعلہ اشعر کی زبان قابل اعتراض نہیں، صافر کے نشیب کی زبان خراب، اور فرار کی زبان اچھی ہے،

کلاع کی زبان خاصی ہے گو حمیریت کی آمیزش ہے، کلان، جیشان، زارخ، خضر صیبا اور بدلی کی زبان، حمیر کے قریب قریب ہے... تقاب سے لیکر ذمار تک خالص غیر مفہوم حمیری بولی جاتی ہے، مہج کے بلند و پست مقامات کی زبان مثلاً... نہ بہت اچھی اور نہ بہت خراب ہے، ان میں کمین کمین حمیریت زیادہ ہے، خصوصاً حضری قبائل میں، اشعر، علیک، اور حکم بن سنجو تھامہ میں جن کی زبان قابل اعتراض نہیں، لیکن ہان جو دیاتون میں آباد ہیں۔ ہمدان کی... زبان عربی اور حمیری ملی ہے، خمدان فصیح اللسان ہیں، لیکن انہیں حمیریت بہت ہے، سفیان بن ارحب فصیح ہیں، لیکن لام کو میم بولتے ہیں مثلاً الموجل کے بجائے اموجل زبرکوالف بولتے ہیں مثلاً فید بعیرلہ کو فید بعیرالہ، اسائے ستہ کو حالت نصب میں داؤکے ساتھ بولتے ہیں مثلاً رأیت اخاک کی جگہ رأیت اخوالک، اشعر تک اہل تھامہ میں حکم، اور عذر مَطْرَق، نهم، مَرْهَب، دُثَّیَان اور بلجارت جو رجبہ میں رہتے ہیں فصیح ہیں،... بنو حرب امالہ کرتے ہیں، بنو سعد کی زبان نہایت عمدہ ہے، اہل صنعا، میں خالص عربیت کسیدہ رحیمیت کی آمیزش کے ساتھ ہے، اسکے علاوہ یہاں ہر قسم کی زبانیں اور بولیاں ہیں، ہرگز نہ میں نئی بولی ہے شام، مَصْنَع، اور تَخْلِی میں خالص حمیری زبان ہے،

فصاحت اور زبان کی خوبی، مقامی ترتیب کے ساتھ ان قبائل میں ہے:
 وادع، جنب، یام، زمید، بنی الحارث، نجران کا وہ حصہ جو بنی شاکر کے مسکن سے متصل
 ہے، یام کی سرزمین تک، پھر سخان، پھر ہند، اور بنی اسامہ، پھر غز، ختم ہلال، عامر
 بن ربیعہ، حجر کا نشیبی علاقہ، دوس، غامد، یثکر، نعم، ثقیف مدیحیلہ، بنو علی،
 عروض کے صوبہ میں گاؤں کے علاوہ اور مقامات میں فصاحت ہے، حجاز اور نجد
 زرین سے شام اور دیا ضرود یا ربیعہ عراق تک ایک حال ہے،

اس تفصیل سے لغوی شہادت کے ذریعہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ یہ بات بھی پڑتی ہے
 کو پہنچتی ہے جسکی پہنچ اس کتاب میں بار بار تکرار کی ہے کہ عرب کا ملک جنوبی اور شمالی دو
 حصوں میں منقسم ہے اور یہ نہ صرف جغرافی، بلکہ نسلی اور قومی تقسیم بھی ہے، جو قبائل حقیقت
 میں قحطانی النسل ہیں، یمن چھوڑنے کے بعد بھی ان میں حمیریت کا شائبہ موجود ہے، اس
 نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ ہمدانی، حمیری اور عربی گدو حریت زبانوں کی حیثیت
 سے نام لیتا ہے،

شمالی یا سامیلی زبانیں [شمالی زبانوں کے حدود تدمر (شام کے قریب) اور حیرہ (عراق) کے قریب
 سے شروع ہوتی ہیں، ان کی حسب ذیل شاخیں ہیں، تدمری، بعلی، حجازی، ان میں بھی
 الفاظ، حروف، معانی اور قواعد کا باہم فرق ہے، دو پہلی زبانوں میں ارامی کا اثر زیادہ نمایاں
 ہے تدمری، قرآن کی عربی زبان سے الفاظ میں بہت مغایر ہے، بلکہ عبرانی کے قریب قریب
 ہے، چنانچہ حسب ذیل تدمری کتبہ سے یہ فرق نمایاں ہوگا،

صلت مغلطیا بت زبای نہیرنا وندقت صدیہ

۱۵ صغیرہ جزیرہ، مہرب، صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶، لندن

ملکتا سقطیموا زبدا رب حیل
ملکتہ رب وزبای رب حیلادی تد مور قترطوا
اقیم لمرتهون بیرح اب ری شینۃ ۵۸۲
نبطی جو صحابہ کج کی زبان تھی وہ قرآن کی عربی سے بہت قریب ہے، نبطی خط
بھی قدیم عربی خط بلکہ کوئی خط انک سے مشابہ ہے، زبان یہ ہے:

فی نفس امر القیس برعم و ملک العرب مذحجو ذوا سرائنا تاجر و ملک
الاسدین و نزار و ملوکهم و عرب مذحجو عکدی و جاء یزجوفی جبر
عجران مدینۃ شمر ملک معد و نزل بنیہ الشعوب و وکلہ لغیس و لروم
فلمر یبلغ ملک مبلغه، عکدی هلك سنة ۲۲۳ بکسلول بلسعه ذو ولدۃ،

عربی زبان

فی نفس امر القیس، بن عمرو ملک العرب مذحج الذی لبسرا لنا تاجر ملک
الاسدین و نزار و ملوکهم و عرب مذحج حتی الیوم، و جاء یزجوفی
سور یجران مدینۃ شمر و ملک معداً و نزل بنیہ الشعوب و وکلهم لغیس
و لروم فلمر یبلغ ملک مبلغه الیوم هلك سنة ۲۲۳ اسعد الذی و ولدۃ،

شمالی عرب کے مختلف قبائل میں لکچہ تلفظ، اور الفاظ کی حرکات میں اختلاف تھا،
چنانچہ اوائل عہد اسلام تک اختلافات موجود تھے اسوقت بھی شرعے عرب کے، قصائد
اور اشعار موجود ہیں جو اسلام سے پہلے سو برس کے اندر لکھے گئے، قرآن کی زبان میں جو قرآن
میں مستعمل ہوئی ہے نیز اس عہد کے شعرا کے کلام میں مستعمل ہے اور ان کے قدیم شعرا کے
جائیت کی زبان میں زمین آسمان کا فرق ہے، ہم قرآن کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ بلا پس پیش

کر سکتے ہیں شعرائے جاہلیت کے کلام کے حل کرنے کیلئے قدم قدم پر لغت کی ضرورت پیش آتی ہے

عربی لغات میں لاکھوں الفاظ ہیں جو ۱۲۰ برس سے کبھی استعمال میں نہیں آئے اور نہ قرآن و حدیث میں مستعمل ہوئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف قبائل کی زبانوں کے الفاظ کا ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ جو قرآن کی عربی کے ماوراء ہے،

افسوس ہے کہ اہل لغت اور مصنفین صرف و نحو نے ان اختلافات کو بہت کم محفوظ رکھا، کتاب پیرویہ، خصائص ابن جنی، اوضح المسالك، معزہر سیوطی میں مختلف تہنئائی قواعد اور شعرا کے اشعار خلاف قواعد مشہورہ لکھے ہیں، وہ درحقیقت قرآن کی عربی کے قواعد خلاف ہوں تو ہوں، لیکن اپنی اصل عربی زبان کے وہ خلاف نہ ہوں گے، عام نخکی کتابوں میں صرف ذوق کے متعلق یہ بیان باقی رہ گیا ہے کہ وہ لغت طبری میں الذی کے معنی میں ہے، چنانچہ اراعی زبان میں اسی معنی میں شائع تھا، اس کے علاوہ بعض اور باتیں بھی محفوظ رہ گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ

۱۔ بنو تمیم ہمزہ ابتدا کو عین کر دیتے تھے، جیسے ”اسلم“ کو ”عسلم“

۲۔ بنو ذیل ج کو عین کر دیتے تھے، جیسے ”حرب“ کو ”عرب“

۳۔ بنو قضاہ سی کو ج کر دیتے تھے، جیسے ”تمیمی“ کو ”تمیج“

۴۔ بنو سعد ع کو ن کہتے تھے، جیسے ”اعطی“ کو ”اعطی“

۵۔ عام عربی میں حرف گ نہیں، بنو تمیم گ بولتے تھے،

۶۔ قریش واسد کی زبان میں یائے مضارع کو فتح یا ضمہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل

کے لئے یہ قیود لکھے گئے ہیں۔

۷۔ ربیعہ اور مضمون میں کاف خطاب کے بعد شہر یاد تھے جیسے ”عیساک“ کی جگہ
”عککش“

۸۔ ج کو گناتے تھے جیسے جمعہ کو گبعہ،

ان اختلافات کے علاوہ، شاذ، منکر، متفرقات جو عربی فلسفہ لغت کی کتابوں
میں لکھے گئے ہیں وہ بھی انھیں زبانوں کے بقایا ہیں، انھیں وجہ سے لغویں عرب
کا قول ہے:

ان لغة العرب لغتہ الدینا بکلیتہا و عربون کی زبان تمام ہم تک نہیں پہنچی جو عربی الفاظ
ان الذی جاء ناعن العرب قلیل عن کثیر ہمارے پاس محفوظ ہیں، وہ غیر محفوظ کے، قابلہ میں
دان کثیرا من الکلام ذہب بذہاب کم ہیں، بہت سے الفاظ ان کے بولنے والوں کے
اہلہ (منہر سیوطی ص ۴۳ مصری) مرجانے سے مر گئے،

یہ زبان، تمام، شمالی عرب میں یعنی حدود میں سے لیکر شام و عراق تک بولی جاتی تھی
لیکن حجاز اور نجد کی زبان سب سے بہتر تھی، اور ان میں بھی قبیلہ بنی سعد اور قریش
کی زبان۔ اسی لئے آنحضرت صلم نے ان دو قبیلوں کے انتساب پر فخر کیا ہوا آپ قریش
میں پیدا ہوئے تھے اور بنو سعد میں پرورش پائی تھی،
قرآن مجید میں قرآن کی زبان کو آٹھ دفعہ عربی کھا گیا ہے،

۱ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (یوسف) ہم نے انار ا سکو عربی قرآن

۲ اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (رعد) ہم نے انار ا سکو عربی حکم،

۳ اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (طہ) ہم نے انار ا سکو عربی قرآن

۴ قُرْآنًا عَرَبِيًّا عَجُوزًا (زمر) عربی قرآن ٹیڑھا نہیں

- ۵ کتابُ فَصَّلَتْ لِبَابَهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (ضمت) کتاب جسکی آیتیں مفصل ہیں، عربی قرآن
 ۶ أَفَحَسِبْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (نہی) عربی قرآن کو تیری طرف وحی کیا
 ۷ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (زخرف) ہم نے اُنار اُسکو عربی قرآن
 ۸ وَهَذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِّمَا نُنَزِّلُ (ہن) یہ کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے عربی زبان میں
 دوسرے پر لسانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ کہا گیا ہے
 ۱ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (نمل) یہ عربی میں زبان ہے
 ۲ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ (شعرا) یہ عربی میں زبان میں ہے

”مبین“ کے لغوی معنی ہیں ظاہر کرنے والا، واضح کرنے والا، کھولنے والا، کنسرفین
 نے ان آیتوں سے میں مبین کے بھی لغوی معنی مراد لیے ہیں، یعنی قرآن ایسی زبان میں
 اُنار اکیا جو نہایت فصیح ہے، مطالب کھل جاتے ہیں، سانی واضح ہو جاتے ہیں سمجھنے میں کوئی
 دشواری نہیں پیش آتی، ارض القرآن جلد اول کے اثنائے تحریر میں خیال آیا کہ مبین
 کے یہاں معنی لغوی نہیں ہیں، بلکہ بطور علم کے ہیں، اور گزر چکا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت
 بھی عربی زبان مختلف بولیوں اور لہجوں میں منقسم تھی، ان میں سے جو فصیح ترین اور شیرین
 ترین زبان تھی اُسکا نام لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ تھا مثلاً اُردو زبان کا اطلاق، لاہور، دلی، کھنڈ
 بنارس، پٹنہ، کلکتہ، ڈھاکہ، حیدرآباد، ممبئی اور دہرا داس کی تمام اُردو زبانوں پر ہوتا ہے، حالانکہ
 مختلف اسباب سے ان زبانوں میں ذخیرۃ الفاظ کلب و لہجہ تذکرہ و تانیث اور بیسیوں قواعد کا
 اختلاف ہے، تاہم ان سب پر اُردو ہی زبان کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ان میں سے بہترین اور
 فصیح ترین زبان کو ہم ”اُردو“ ہی کہتے ہیں، جو قلم و لہجہ میں بولی جاتی تھی، یا حجاب ہمارے
 قلم اور شاعری کی زبان ہے، اسی طریقہ سے باوجود اختلافات کے عربی زبان میں ایک

خاص مستند و نکسالی زبان تھی جس میں مختلف قبائل کے شعرا اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے اور باہم قبائل ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے اور یہی لسان مبین تھی، یہ خیال ایک نظریہ کے طور پر میرے ذہن میں آیا تھا، لیکن اثنائے مطالعہ میں ایسے شواہد بہم پہنچے جن سے معلوم ہوا کہ بعض اور علمائے کبار بھی یہی سمجھتے تھے،

دوی الحاکم فی المستند و صحیحہ والبیہقی فی	حدث حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور
شعب الایمان عن بریدۃ رضى الله عنه فی	اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں
قوله تعالى لسان عربي مبين قال لسان جرهم	بیان کیا ہے کہ حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ لسان
(مذہر ص ۱۸)	عربی مبین مراد لسان جرہم ہے،

جرہم، قریش کے نانہالی مورث اول کا نام ہے، جس کے خاندان میں حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی، یہ روایت اگر صحیح نہ بھی ہو تو بھی اپنے زمانے کے رُواة کے خیال کی مترجم ہے۔ یا قوت نے محم میں (تحت لفظ عرب) ہشام کلبی کی روایت سے لکھا ہے۔

واللسان السادس ممن انطقه الله فی عربة	چھٹی زبان جو عرب میں اللہ تعالیٰ نے البرائی اور جو
بلان لم يكن قبلهم اسمعيل بن ابراهيم	ان سے پہلے نہ تھی وہ حضرت اسماعیل کو بلوائی،
نطقوا بالمبین وهو السادس ممن تكلم	نوا اسماعیل مبین زبان بولے، اور یہ چھٹا بزرگ ہیں
بالعربية هو وبنوه ولسانهم المبین	جو (اس چھٹی) عربی میں بولے اُن کی زبان اور
وكتابه المبین وهو الغالب على لغات	تحریر میں ہو، اور یہی زبان آج تمام عرب کی
اليوم،	زبانوں پر غالب ہے،

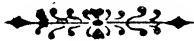
پھر کہتا ہے، البتین لمعد بن عدنان، تمیز، معد بن عدنان کی زبان ہے، احادیث

صحیحہ میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں جب قرآن کی نقلیں کرائیں تو کاتبوں کو حکم دیا کہ جس لغت کے تلفظ اور قرأت میں تمہارے درمیان اختلاف ہو اسکو قریش کے لغت میں لکھو نذل بلعہ قدیش کہ قرآن قریش کی زبان میں اُتر ہے،

قریش کی زبان کی خوبی اور فصاحت کے دو سبب اللہ لغت نے بیان کیے ہیں، جو بالکل صحیح ہیں، عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو قوم دوسری قوموں سے الگ تھاگ رہتی ہے اور ملتی جلتی نہیں، اُسکی زبان خالص اور بے میل رہتی ہے یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے، لیکن ایک دوسری نظر سے یہ نظریہ بہت کچھ قابلِ ترمیم ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو قومیں دوسروں سے الگ اور محفوظ ہیں، اُنکی زبان محدود اور مفلس ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ وحشی قوموں کی زبانیں ہمیشہ عمدہ اور وسیع خیال کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں، دیہات کی زبان اسی اصول کی بنا پر عدم اختلاف کے باعث دوسری زبانوں کی اثر پذیری سے محفوظ رہتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ لطیف نازک جذبات، اور بلند و عالی خیالات کی تعبیر سے قاصر رہتی ہے، اسلام کے سچو سچ برس پہلے سے تمام قبائل عرب میں صرف قریش کا قبیلہ اس لحاظ سے ممتاز تھا کہ اُسکا گزر تجارتی ذرائع سے نہ صرف عرب کے گوشہ گوشہ میں بلکہ آس پاس کے ممالک میں بھی ہوتا تھا، اس بنا پر اُسکی زبان میں دوسری زبانوں کے اعتبار سے زیادہ وسعت اور زیادہ ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہوگی، مذہبی خیالات کے ادا کرنے کیلئے، جکا عربی زبان میں اُسوقت تک وجود نہ تھا، ایک ایسی ہی زبان کی ضرورت تھی، جس میں ان خیالات کے ادا کرنے کیلئے الفاظ ہوں، اور دیگر قدیم مذاہب زبانوں سے اُسکا رابطہ اور ارتباط ہو جسکی بنا پر ان سے الفاظ، عاریتہ حاصل کیے جاسکیں، تمام عرب میں ایسی زبان صرف

قریش کی ہو سکتی تھی،

دوسرا سبب یہ ہو کہ تمام عرب میں مقامی بتخانے تھے، جہاں مراسم حج ادا ہوتے تھے، مقامی میلے بھی لگتے تھے، لیکن تمام ملک کا سالانہ مجمع صرف مکہ ہی کی سرزمین میں اکٹھا ہوتا تھا، ملک کے ہر گوشہ سے لوگ یہاں کیا ہوتے تھے عکاظ کا میلہ عرب کی اکاڈمی تھی، اس بنا پر شہر مکہ کی زبان ایک ایسی زبان ہوگی جو عرب کی تمام زبانوں کا خلاصہ اور عطر ہوگی، شعرے عرب بھی اس موقع پر جبکہ عرب کے تمام گوشوں سے لوگ سمٹ کر ایک نقطہ پر جمع ہو جاتے تھے، اپنی شاعری کیلئے ایسی زبان اختیار کرتے ہونگے جو عرب کی عام اور مشترک زبان ہوگی اور جسکو عرب کا بچہ بچہ سمجھ سکتا ہوگا، اور وہ تقریباً مکہ ہی کی زبان ہو سکتی ہو، یہی سبب ہو کہ شعرے عرب کے قصائد کی زبانوں میں اختلافات کے باوجود ایک قسم کی ہم رنگی اور ہمواری پائی جاتی ہو، تمام عرب کو مخاطب کرنے کے لئے وحی الہی کو اسی قسم کی زبان درکار تھی،



انکی خیالی سورتیں بنا کر اپنے بچانوں کی اسے نیا دڈالی

ان ستاروں کی کمزوری کار از بھی جب افشا ہوا تو غیر محسوس روحوں کا تسلط شروع ہوا، اور چونکہ وہ بھی آنکھوں سے ادھیل تھے، متخیلہ نے جن اشکال میں جاہل اُن کی تصویر کھینچ کر سامنے رکھی، انکی عظمت و اقتدار کے لحاظ سے مٹی، پتھر، چاندی، سونے اور جواہرات کے اُن کے مجسمے تیار کیے، اُن کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اُن پر خون کے چھینٹے دیے گئے، اُن کو خوش رکھنے کے لیے اُن کو بیش قیمت نذرانے پیش کیے گئے۔

اس اثنا میں انسان کی مختلف آبادیوں میں اُسکے مرتبہ فہم اور درجہ ترقی کے مناسب تعلیمات لیکر انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں آتے رہے،

حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، بڑا بچہ وقت میں فرزندانِ سام میں مبعوث ہوتے رہے، کچھ لوگوں نے اُنکو مانا اور انکی الگ الگ امتیں بنیں، کچھ ایسے مغرور انسان بھی ہمیشہ رہے جن جو اپنے زعمِ باطل میں اپنی ہمتی سے بڑی کوئی دوسری چیز نہیں مانتے، یہ ملحد اور دہریہ ہیں

عرب کی سرزمین عجب سرزمین تھی، یہاں انسان کے مذہبی ارتقاء کے ہر درجہ کی مجسم تاریخ موجود تھی، اجسام پرست، ستارہ پرست، بت پرست، ارواح پرست، نذر ابراہیمی، موسوی، عیسوی اور ملحد و دہریہ فرقہ کے لوگ موجود تھے، لیکن استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا عام قومی مذہب ستاروں اور روحوں کے خیالی مجسموں کی پرستش تھی، ہم نے عرب کی تمام قوموں کو مخصوص اور وضعِ باہمی امتیازات کی بنا پر تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے، اہم سامیہ اولیٰ، یاعربِ بائدہ، اہم فحطانیہ یاعربِ عبادہ

جو ابراہیم یا عرب سے عربیہ من جملہ اور امتیازات اور تفریقوں کے ان تینوں طبقوں میں ایک مذہبی امتیاز اور تفریق بھی ہے،

ان سامیہ اولیٰ کا مذہب ان سامیہ اولیٰ میں عاد، ثمود، جرہم وغیرہ قبائل داخل ہیں، انکی بنیادی بتائی جا چکی ہے کہ عرب سے لیکر عراق و شام و مصر تک پھیلی ہوئی تھی، اس بنا پر ان قوموں کا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ان ممالک کے اندر اس عہد میں رائج تھا، عربی انارخون سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ قومیں بت پرست تھیں، لیکن کن بتوں کی پرست کرتی تھیں اور انکی بت پرستی کے اصول اور مراسم کیا تھے؟ اسکی تفصیل نہیں ملتی، صرف قبیلہ جباریس کی نسبت معلوم ہو کہ وہ کثیری نام ایک بت کو پوجتا تھا، قرآن مجید نے عاد اور ثمود کے ذکر میں حضرت ہود اور صالح کی زبانی صرف اس قدر کہا ہے کہ وہ خدا کے برحق کو چھوڑ کر اور بہت سے خداؤں کو پوجتے تھے، اور ان کے الگ الگ نام رکھ لیتے تھے۔ حضرت ہود اپنی قوم عاد کو نبھاتے ہیں،

اتجاد فونی فی الاسماء سمیتوھا اتم ابااءکم کیا تم مجھ سے ان ناموں میں بھگرتے ہو جنکو تم نے اور تمھاری ماںزل اللہ مھامن سلطان (اعراف) اسلاف رکھ دیا اور خدا نے انکی کوئی دلیل نہیں انامری۔
انکی قوم کہتی ہے۔

قالوا جئنا عند اللہ وحدہ وذنرماکان کما تم ایسے میرے پاس آئے ہو کہ ہم ایک خدا کو پوجیں اور یسجد ابااءنا، (اعراف) جنکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انکو چھوڑ دیں۔
اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ عاد خدا کے ساتھ اور خداؤں کو بھی پوجتے تھے، ثمود کا بھی یہی حال تھا، وہ اپنے پیغمبر کو کہتے ہیں،

لے یعقوبی ج اول ادیان العرب، قاموس فیروز آبادی (لفظ کثیری)

قالوا ائینہ قد كنت فينا مرحلاً قبل هذا اے صالح تھے تو پہلے ہی تو قعات تھیں کیا تم ہیں سے رنگ ہو
ائینہ انانہ بعد ما یبعثوا واما جسکو چاہو باپ دادا پوجتے تھے انکو ہم بھی پوجتے ہیں

حضرت صالح فرماتے ہیں

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا لِلّٰهِ مَا لَكُمْ مِنْ آلَهِ غَيْرِهِ ۚ بھائیو! خدا کو پوجو اس کے سوا کوئی خدا نہیں

اب تک یہ یہ کہنا چاہیے کہ اگر عرب میں نہیں تو دوسرے ملکوں میں ان کے مذاہب کے متعلق کرنی تفصیل مذکور ہو؟ عرب سے باہر بابل، شام اور مصر میں جو مذہبی مراسم ان قوموں کے بارے میں تھے انھیں پرانکی عرب آبادی کو بھی قیاس کرنا چاہیے، ممالک مذکور کے متعلق قدیم کتب است اور تحریروں کے چھان بین سے یہ نظر آتا ہے کہ اُس زمانے میں قاعدہ یہ تھا کہ قریب غلغلت آبادیوں پر مشتم ہوتی تھیں ہر آبادی میں دو بڑی عمارتیں ہوتی تھیں ایک بیت الحکومت اور ایک نیکل آبادی کا حاکم بیت الحکومت میں رہتا تھا اور نیکل آبادی کے کاہن کا سکون ہوتا تھا اور انھیں دونوں کی شرکت سے آبادی پر دنیادی اور مذہبی حکمرانی کی جاتی تھی اور بعض ہر آبادی کا الگ شیخ یا حاکم ہوتا تھا اسی طرح ہر نیکل میں ایک بنیائیت جو اُس گاؤں کا محافظ خیال کیا جاتا تھا جب دو آبادیوں کے رہنے والوں میں جنگ ہوتی تو گویا ان دونوں آبادیوں کے دیوتاؤں میں جنگ ہوتی، فاتح مفتوح کے دیوتا اٹھالیا تا مفتوح اُس وقت تک دم نہیں لیتے تھے جب تک لڑکر یا منت سماجت کر کے اپنا دیوتا واپس نہیں لیتے تھے، چنانچہ ان قوموں کے قائم کتبات میں اس قسم کے یادگاری تھیں بکثرت ملتے ہیں ہم نے آغاز باب میں لکھا ہے کہ جب انسانوں میں کی قدر تہذیب و تمدن پیدا ہوا تو مختلف ارضی سے ہلکے دیکھ تو آسمان کے بلند اور روشن ستارے اُن کو خداوندی کے بہترین مستحق نظر آئے چنانچہ اُن کی پرستش شروع ہوئی، مشہور عرب مورخ مسعودی نے لکھا ہے کہ چونکہ

یہ ستارے نکلتے اور ڈوبتے رہتے تھے، اسلئے انکی متخیل شیمین بنانا کر لوگوں نے اُن کو
یوحنا شروع کیا، اور اس طرح بت پرستی کی ابتدا ہوئی، یہ نظیر بظاہر غلط نہیں معلوم ہوتا، اسلئے
لائق قبول ہے،

ہماری کتاب کے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ ستارہ شناسی کا آغاز اُنھیں بدوی سامیوں
سے ہوا جو آب دہو اور جغرافیہ خصوصیات کی بنا پر ان مقامات کی فضائے آسمانی
ابراور گرد و غنائے عموماً صاف رہتی ہو، بدوی سامی راتوں کو اپنے پھیر بکری اور مویشی
کے گاون کو لیکر آسمانی خیون کے سایہ میں رات بسر کرتے تھے، جبکہ کچھ کھلتی سامنے
حقیقتہ آسمانی کھلا نظر آتا،

پہلی جلد میں یہ تفصیل دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم جس زمانہ میں پیدا ہوئے
ہیں، بابل اور سرسپر بھی قدیم سامی قومیں حکمران تھیں، جنکو ہم عابد و تودہ کہتے ہیں، حضرت
ابراہیم کی خدا شناسی کا جو تدریجی تخیل قرآن نے بیان کیا ہے، اسکو ہمارے بیان کردہ
نظریہ سے کلی تطابق ہے، پہلے ان آیتوں کو پڑھیے۔

اذ قال ابراهيم لابي اذ انحنى استنساها الهة
ان اراك وقومك في ضلال مبين، وكذلك
نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض ليكن
من العواقين فلما جن عليه الليل راى
كوكبا قال هذا ربى فلما افل قال لا احب الافلين
فلما راى القمر باذا قال هذا ربى فلما افل
قال لئن لم يهدني ربى لآكون من القوم
ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تو کہو آپ خدا ٹھہراتے
ہیں انکو اور آپکی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں، ہم
اس طرح ابراہیم کو آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی دکھاتے
تھے کہ وہ ایمان والوں میں ہوا، جب رات نے اُس پر
کوکبا کا ازلہ ہوا، فلما افل قال لا احب الافلين
کھامین چھپ جانے والے کو نہیں پایا کہ توجہ پانہ کو دیکھا کہ ایسا
میرا خدا ہے جب بھی ڈوب گیا، بولا اگر میرا رب دکا لیت تو کون

الضالین، فلما رای الشمس بازغت۔ مگر ابونعین بولا، جب کتاب پر نظر پڑی بول اٹھائی ہے
 قال هذا ادبی، هذا الکبر فلما اقلت قال پروردگار ہی یہ سب بڑا ہی جب وہ بھی ڈوب گیا کہلائے
 يقوم انی مبرئ مما تشرکون انی وجهت بھائیو میں اُس سے برأت کرتا ہوں جسکو تم خدا کا شریک
 وجهی للذی فطر السموات والارض کہتے ہو، میں اپنا اللہ اُسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو
 حنیفا وما اتانا من المشرکین، اور زمین کو پیدا کیا، میں مشرکوں میں سے نہیں،

حضرت ابراہیم نے ان ستاروں میں جو انکی قوم کے دیوتا تھے، ہر ایک کی حالت پر غور
 کیا، ان میں سے کوئی اُن کے خدائی کا مستحق نظر نہ آیا اور آخر اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا
 کہ میں ان کے آگے نہیں بلکہ ان کے پیدا کرنے والے کے آگے اپنا سر جھکاؤں دوسری
 دفعہ جب اُن کو ایک مذہبی تہوار میں اپنے دیوتاؤں کے حضور اُن کی دعوت دیجاتی
 ہی تو اسوقت بھی قرآن کہتا ہے،

فانظر نظرة فی النجوم وقال انی سقیم ایک نظر پھر کر ستاروں کو دیکھا اور کہا میں بیمار ہوں۔
 مفسرین اس امر میں مضطرب البیان ہیں کہ یہ ستاروں کے دیکھنے کا کون سا موقع
 تھا؟ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلئے تھا تاکہ اُن کے رشتہ داروں اور ہم وطنوں کو یہ نظر آئے
 کہ یہ اُن کے دیوتاؤں سے مشورہ لے رہے ہیں، اور وہ اُن کو کسی قابل سمجھتے ہیں، ایک دُ
 نکتہ یہ ہو کہ جب انسان کے سامنے کچھ چیزیں پیش ہوتی ہیں، اور وہ متردد ہوتا ہو کہ ان میں
 سے کس کو قبول کرے تو اکثر ایسا ہوتا ہو کہ اپنے فیصلہ سے پہلے اُن چیزوں پر ایک آخری
 نگاہ ڈال لیتا ہو، حضرت ابراہیم نے آخری فیصلہ سے پہلے ان ستاروں کی حقیقت پر ایک
 نظر اور ڈال لی، یہ آخری فیصلہ کا موقع اسلئے تھا کہ اس عظیم الشان تہوار میں عدم شرکت کو یا
 سہ عربی میں منظوریہ کے معنی ہو دیکھنے کے ہیں مطلق دیکھنے کے نہیں ہیں،

انکا اپنی قوم کو اعلان جنگ دینا تھا، قرآن مجید کہتا ہے کہ ستارہ پرستی کے ساتھ بت پرستی بھی اس قوم کا شیعہ تھا، حضرت ابراہیم کی زبانی مذکور ہے،

اذ قال ابراهيم لاهي اذ اتخذنا اصناما الهة (انعام) جب ابراہیم نے اپنے باپ زرعہ کا کہ آپ بتوں کو اپنے خدا بناتے ہیں، سورہ انبیاء میں ہے،

اذ قال ابراهيم لاهي وقوله ما هذا العاقل جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کے لوگوں سے کہا یہ اقلیٰ انتم لہما عاقلون، کیا مورثین ہیں جن کو آپ گھیرے رہتے ہیں، سورہ عنکبوت میں ہے،

انما تعبدون من دون الله او ثنائنا تخلقوا فلما خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو، جھوٹا گھوڑا کر، حضرت ابراہیم کے پڑپوتے حضرت یوسف عادی کی اُس جماعت کو جو مصر پر حکمران تھی، خطاب فرماتے ہیں،

يا صاحبى السجن ارباب متفرقون خير ام الله ياربا زندان! رب عبد اسجد لہما، یا ایک زبردست الواحد القهار، ما تعبدون من دونہ الا اسماء خدا تم چند (بے معنی) ناموں کی پرستش کرتے ہو جو کچھ سمیتوھا انتم و اباء کم (یوسف) تنے اور تمہارے باپ داداؤں نے گھڑ لیا،

مُصول مذکورہ کے مطابق یہ بت انہیں کو اکب کی شبیہ ہونگے،

مجموعہ توراہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم بت پرست تھی، سفر یوشع میں ہے:

تمہارے باپ داوے، تارح، ابراہیم کا باپ اور ناحور، ابراہیم کے دادا (قدیم زمانے میں نہ

فرات) کے پار رہتے تھے اور غیر معبودوں کی بندگی کرتے تھے (۲۴-۲۳)

حضرت یعقوب (حضرت ابراہیم کے پوتے) کنعان سے حران اپنے خاندان میں مامون کی لڑکی سے شادی کرنے گئے تھے، صاحبزادی جب باپ سے رخصت ہونے لگیں

تو باپ کے قیمتی بت چلائین دکوین (۳۳-۳۱) باپ کو معلوم ہوا تو بیٹی سے اپنے بت واپس لینے کیلئے پیچھے گھار لیکر دوڑے، دکوین (۲۰-۲۵) حضرت ابراہیم جب شام گئے ہیں تو یروشلم کا مذہبی کاہن اُن کے استقبال کو نکلا ہو، اس کاہن کا نام ابی مالک تھا، دکوین اس زمانہ کے سامیون کا یہ اعتقاد تھا کہ تمام دنیا ارواح سے بھری ہوئی ہے، جن میں زیادہ تر ارواح خبیثہ، اور کچھ ارواح طیبہ ہیں، اُن کے مذہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ارواح خبیثہ کو نذر و نیاز، قربانی اور چڑھاوے سے خوش رکھنا اور ارواح طیبہ کی طرح وشنا کر اُن کے مقابلہ کیلئے تیار کرنا، اُن میں سے ہر روح کا مسکن ایک ستارہ ہے، بابل کے کھنڈروں میں جو تختیاں اور ہیکلون کے جو کتبات پڑے گئے ہیں اُن میں مبیون مبیودون کے نام ملے ہیں، ذیل میں شہروں کے نام کے ساتھ اُن کے کچھ دیوتاؤں کے نام لکھے جاتے ہیں، ان کا ماخذ لیر LAYARD کی کتابیں ہیں،

شہر کا نام	مبیود کا نام	معنی
ایریدو	ای (دیا یا)	پانی کا دیوتا
اور	سن	چاند
لارسہ	شمش	آفتاب
اور فخر (عراق؟)	آدو	ناریکی اور آسمان کا اور ستاروں کا دیوتا
لاغش	اشتار	ستارہ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
	ننگر سو	

اسے اس مصنف کی دو کتابیں ہیں، نیووی اینڈ اس ریمین نیووی اور اُس کے آثار باقیہ مطبوعہ ۱۸۵۶ء دوسری نوکریزان دی رویمین آف نیووی اینڈ بلوینا (نیووی اور بابل کے کھنڈروں کے اکتشافات مطبوعہ ۱۸۵۷ء)

شہزاد	معبود کا نام	معنی
پتور	انیل	زمین کا دیوتا
ایسن	بیلٹ امین	قوت کی دیوی
کشن	زامہ	
کو تو کوئی	زغل (یا زغال)	ستارہ میخ (ڑائی) اور قمر کا دیوتا
بابیلو (بابل)	مردوک	ستارہ مشتری (روشنی کا دیوتا)
ہارسپ	ہنو	ستارہ عطارد (علم کا دیوتا)
سپتور	شمش	آفتاب
اکاد	ایتو	چاند (خوشحالی کا دیوتا)
ء	اشتار	زہرہ
اشور	اشور	ڑائی کا دیوتا
فینوی	اشتار	ستارہ زہرہ
ارابل (اربل)	اشتار	ستارہ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
حران	رسن	چاند

مشترک خداؤں میں سے بیل جو دوسری سامی زبانوں میں بعل جو اسکے معنی قوت اور تسلط کے ہیں، بعل کے دوسرے معنی قونی، سلطان اور مالک کے ہیں، عربی میں اسی سے بعل کے معنی شوہر کے ہیں یہ بابل کا حال جو مصر میں بھی سامیہ اولیٰ کے زمانہ میں اسی قسم کی ستارہ پرستی جاری تھی سب سے بڑا دیوتا آفتاب تھا جس کو وہ اپنی زبان میں رع کہتے تھے، ان کے دار الحکومت کا نام مریۃ شمس تھا جس کو مصری "ان" کہتے تھے

حضرت ابراہیم نے اپنی اس دلیل میں بادشاہ کی بیچارگی و عاجزی کے ثابت کرنے کے علاوہ، آفتاب دیوتا کی بندگی اور غلامی بھی ثابت کی ہے کہ اُسکو کوئی اور اُدھر سے اُدھر چلائیوا لاہو، حضرت موسیٰ کے سامنے بھی شاہ مصر نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا،

اَنَّا رَبُّكُمْ اَمْ عَلٰی
میں تمہارا بڑا دیوتا ہوں،

لَئِنْ اَتَّخَذْتُ الْاِلٰهَ غَيْرِيْ لَا جُنَّةَ لِيْ مِنَ السَّجَّوْنِيْنَ (شرار) اگر میری سوا کسی اور کو تونما بنالیا تو تمکو قیدوں میں کر دوں گا۔
يَا اَيُّهَا الْمَلَا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ اِلٰهًا غَيْرِيْ، (قصص) اے درباریو اپنے سوا تمہارا کوئی اور خدا میں نہیں جانتا۔
گویہ زمانہ سامیوں کا نہ تھا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا مذہب جو مصری مذہب تھا، اُسوقت بھی باقی تھا، سِغ یعنی آفتاب کے علاوہ مصر میں اور بہت سے دیوتا اور دیویاں تھیں، ہر شہر کا ایک خاص مالک دیوتا تھا، پھر شہر کے ہر گھر کا الگ، اور گھر کے ہر آدمی کا الگ الگ دیوتا تھا، کل ملک میں ۱۹ دیوتا اور ۱۱ دیویاں ہی تھیں، ان کے نام طوالت کے خوف سے قلم انداز ہوئے ہیں،

ام سامیہ اولیٰ میں ہماری تحقیق کے مطابق تین پیغمبر مبعوث ہوئے حضرت ابراہیم اُن قبائل سامیہ میں مبعوث ہوئے، جو بابل، شام اور مصر میں آباد تھے، اور سفر تکون کے رو سے آپ کی ان تین ملکوں میں آمد و رفت اور سفر و اقامت ثابت ہے، حضرت ہود اُن قبائل میں پیدا ہوئے جو جنوبی عرب میں سکونت پذیر تھے، اور حضرت صالح شمالی عرب کے سامیوں کے پیغمبر تھے، الغرض ان دھندلے بیانات سے کسی قدیمہ روشن ہوتا ہے کہ ام سامیہ اولیٰ یعنی عاد و تمود وغیرہ کا مذہب بھی تخمیل کیا تھا، اور خدا کے یہ تین فرستادہ پیغمبر اُن کو کُن باطل پرستیوں سے روکتے تھے،

طالعہ کو قدیم مذہب کی تفصیل عربی کی مستند کتاب سوانح اہلسنی فی سوانح ادوی السنیل ص ۱۲۵ پر فیض ولس میں منسوخ و ترجمہ کیا گیا ہے۔

اہل سین | جنوبی عرب کی ایک قدیم سامی قوم اہل معین کے حالات پہلی جلد میں گذر چکے ہیں، یہ قوم بھی ستارہ پرست تھی، بابل کے دیوتا ہیان بھی پتہ تھے، ان کے علاوہ کچھ خاص عرب کے دیوتا بھی ان کے معبودوں کی فہرست میں شامل تھے جنہیں کتبات میں حسب ذیل بتوں کے نام ملے ہیں،

عشتار یہ وہی دیوتا ہے جو بابل میں عشتار تھا، یعنی ستارہ زہرہ

وَدَّ محبت کا دیوتا (عربی لفظ وَدَّ: محبت)

نکڑہ نفرت و عداوت کا دیوتا (عربی لفظ کرہ: ناپسندیدگی)

شمس آفتاب، بھی لفظ بابل میں شمش تھا۔

ان میں سے عشتار بڑا دیوتا تھا، شمالی عرب میں معین کا جو کتبہ لاہور میں کتبہ نگار اپنے آفاقی غیریت جنگ سے واپسی پر عشتار دیوتا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

نبو فطان یا جنوبی عرب | جنوبی عرب یعنی یمن و حضرموت، میں جو عاود وغیرہ قبائل کا اصل سکنا تھا، اور بابل کے ملک میں جہان وہ کسی زمانے میں حکمران تھے، باہمی تعلقات کے متعدد دلائل جلد اول میں گذر چکے ہیں، ان میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان دونوں ملکوں کے مذہبی تخیل میں نہایت شدید تشابہ ہے، اس اجمال کی تفصیل کا آب موقع ہاتھ آیا ہے،

نبو فطان، جو اہم سامیہ اولی کے بعد جنوبی عرب میں برسرِ اقتدار ہو گئے تھے، واقعتاً تاریخی اور آثارِ عتیقہ دونوں کی بنا پر ستارہ پرست تھے، مختلف قبائل میں مختلف ستاروں کی

۱۔ انسانیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹ و برٹانیکا ص ۱۱ ص ۹۰، ج ۲۳

۲۔ اصول الانسانیۃ (ہیون اور یون) مصنفہ سہوال ۱۷۸۱، فصل عرب،

پرستش ہوتی تھی، ان ستاروں کے نام سے ہیکل قائم تھے، اور وہ ان کی خدائی تہذیب
 بنا کر رکھی گئی ہیں، ہیکلوں کے پاس ان اور عہدہ دار جنگو کاہن کہتے ہیں تعین تھے،
 ان ہیکلوں میں یوبان اور غوشبودار لکڑیاں جلائی جاتی تھیں،

بنو فطان میں سب سے پہلے ہماری ملاقات قوم سبا سے ہوئی جو اس قوم
 میں زیادہ تر آفتاب کی پوجا کرتی تھی، قرآن مجید ہد ہد کی زبان سے ملکہ سبا کے
 تذکرہ میں کہتا ہے،

وَجَدُوهَا دُورًا قَوْمًا يَجْعُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن
 دُونَ اللَّهِ (ذیل) آفتاب کو سجدہ کرتے تھے،

یہودیوں کی بنیلم میں جہان سبا ذکر ہو، ان کی آفتاب پرستی کا تذکرہ نہیں، لیکن
 ترکوم میں تفصیل موجود ہے، چنانچہ ہد ہد کے قصہ میں ہے کہ:
 ”جبکہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جا رہی تھی“ (جوئس انسائیکلو پیڈیا ج ۱۱ ص ۲۳۰)

یونانی مورخ تھیوفرسٹینس جو حضرت عیسیٰ سے ۳۱۲ برس پہلے اور اسلام
 سے تقریباً ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، بخورات کے ذکر میں لکھتا ہے،
 یہ ملک سبا سے متعلق ہے جو بخورات کی بڑی حفاظت کرتے ہیں، ان بخورات کا ڈھیر
 آفتاب کے ہیکل میں لایا جاتا ہے جو اس ملک میں نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے۔

عرب کے علمائے انساب متفقاً بیان کرتے ہیں کہ قوم سبا کے مورث اعلیٰ کا نام
 عبد شمس تھا جس کے معنی ”پرستار آفتاب“ کے ہیں، علمائے اسلام نے دوسری یا
 تیسری صدی میں یمن کی ایک کے کتبہ میں یہ فقرہ پڑھا تھا،

۱۷ ہیکل ہشاریکل ریسرچ ج ۱ ص ۲۵۱،

ہذا ما بنی شرید عش لیدتہ الشمس
 شمر عیش بادشاہ نے یہ سورج وہی کے لیے بنایا،
 آجکل مین کے آثار قدیمہ کی جو تحقیقات ہوئی ہیں، اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب
 کے علاوہ اور ستاروں کی بھی یہاں پر تش ہوئی تھی، کتبوں میں جا بجا ان معبودوں کے
 نام ہیں، اور اُن کے نام بکرت اور اعانت کی درخواست کی گئی ہیں، یا انکا شکر
 ادا کیا گیا ہے، ڈیوڈ ہنرک مولر D. H. Muller جس نے برٹانیکا طبع یازدہم میں
 قوم سہلسہ S. S. پر مضمون لکھا ہے، بیان کرتا ہے:

”اجرام سماویہ کی پرستش میں نہایت شائع تھی، اس کی شہادت عربوں کی تحریر نے
 بھی ملتی ہے، آفتاب پرستی، سبکی قوم میں اور ہندوؤں میں مخصوص طور سے معلوم
 ہوتی ہے، دیوانی مورخ اپنی کے بیان میں سبوتا کاسائی اگر حقیقت سورج دیوی
 شمس تھا، تو اسکی تشریح سائی اثر و اقتدار سے کی جاسکتی ہے، یعنی سبادالون کے
 اتر سے وہاں آفتاب پرستی پھیلی، قوم سبکی شمس دیوی تھی، حالانکہ اہل معین کا
 خاص دیوتا عشتار مذکر تھا، جسکی مختلف ناموں سے پوجا کی جاتی تھی، سب سے عام
 نام ”عشتا رشرقی“ اور ”عشتا رڈوگبد“ ہے، وڈو اور نیکو کا محبت اور نفرت کے دیوتا
 بھی ممکن ہے کہ اسی عشتار کی دوسری شکل ہیں“

”اہل سباجھی عشتا رکومانتے تھے، لیکن اسکے ساتھ ایک اور دیوتا الملقہ بھی اُنکے
 ہاں ہے، الملقہ ہمدانی کے بیان کے مطابق ستارہ زہر کا نام ہے، اس بنا پر الملقہ اور
 عشتار کو باہم ایک سمجھا جاتا ہے، چاند دیوتا (جو بابل میں) رن تھا، شوشہ (واقع حضرت)

۱۔ حمزہ مہمانی ص ۱۱۰ نکلتے۔ ۲۔ مین کا ایک قبیلہ، ۳۔ عربی زبان میں شمس کا لفظ مونث ہے،
 ۴۔ اس عرب مصنف کا مال ارض القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۲ میں پڑھو،

کے ایک کتبہ میں نظر آتا ہے، لیکن ہمدانی کا بیان ہے کہ ”تھو بس“ (ستارہ) قوم سبا کا چاندیو تھا شہوہ کے کتبہ میں عتار، سن دچانہ کا باپ بتایا گیا ہے، یہ قابلِ توجہ ہے کہ یہ دونوں دیوتا بابل کے افسانہ میں بھی باہم قریبی رشتہ دار ظاہر کئے گئے ہیں، یہ افسانہ ”اشار“ کی اولاد اوس کا ہے، جس میں اشار (زہرہ) کو سن یعنی چاند کی بیٹی کہا گیا ہے، ایک اور کتبہ میں عتار کی مان آفتاب کو کہا گیا ہے،“

”کتبہ کے تین تہوں کے نام قرآن میں بھی ہیں، یعنی دد، یعوث اور نسن، قلعہ ایک یونانی نام ہونا درخت پرستی کو ان میں ظاہر کرتا ہے، چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کے نام چھوڑ دینا چاہیے، لیکن (اہل سبا کے) حرمِ رِیام کا ذکر ضروری ہے، جہاں چاندی سوچ کی مورتیں رہتی تھیں، ”قدم سائی“ رواج کے مطابق مختلف مسمون میں، مختلف دیوتاؤں کے جاترے کو لوگ جاتے تھے، سادالون کے جاترے کے مینہ کا نام دُوحجستان تھا، جو شمالی عرب میں دُوحججہ ہے، اس وقت بھی اس قسم کے ہیکلون کے خاکے اور آثار باقی ہیں، قابلِ لحاظ یہ امر ہے کہ ناب، صروح اور قصر نقب الحجر کے ہیکل، بیضاوی شکل کے ہیں اور ان کے دروازے اُتر اور کھن رُخ کے ہیں۔“

”دیوتاؤں کے آگے قربانیان اور بخورات چڑھاتے جاتے تھے، قربانگاہ کا نام مَدَحجہ اور قربانی کا نام دَحجہ مشترک سامی لفظ ہیں، چنانچہ عبری میں بھی ہیں، ایک قسم کا مسالہ جو ملک کی پیداوار تھی ان قربانگاہوں پر انکے نام پڑتے تھے،

۱۷ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم کے حج کی شکل بگڑی گئی تھی

۱۸ اس نتیجہ کا نکلنا چاہیے کہ قربانی کی رسم طریقہ ابراہیمی ہے، جو اس زمانہ میں غیر مذکور کیے ”سنتل ہوگی“

دیوتاؤں کو تجارت اور زراعت کی آمدنی کا دسواں حصہ نذر کیا جاتا تھا، خواہ وہ پیر ویدی جاتی تھی یا اُس قیمت کی چاندی کے ڈلے یا سونے کی مورتیں، یہ آمدنیان بخشی تمام ہیکلون کی تعمیر اور مرمت پر صرف ہوتی تھیں، ہیکل اور شہر کی فصلیں اکثر ساتھ ہوتیں، طلائی مورتیں منت مانے ہوئے نذرانے ہوتے تھے، اس طریقہ سے کہ میان بیوی لکرا اپنی چار اولادوں کی سلامتی کیلئے چار طلائی مورتیں چڑھا دیتے تھے، کوئی شخص دوسماء، آسمان کے آقا کے نام مورتیں بنا کر چڑھا تا تھا، کہ وہ خود اور اُسکے اونٹ تندرست اور چوڑوں کی بیماریوں سے محفوظ رہیں۔“

’نارک عرب کے آثار و کتبات میں جنوبی عرب کے مختلف قبائل کے دیوتاؤں کے حسب ذیل نام ملتے ہیں‘

اہل معین، غنثار (زہرہ) و دمجت، نکر وہ (عداوت) شمس (سورج)
 حضرموت، غنثار سین (چاند) حوئل، (دقت) شمس۔
 اہل قتیب، غنثار (زہرہ) عم، (چاند) انبائی (عطارد) شمس۔
 سبا، غنثار (زہرہ) ہوئیس (چاند) الملقہ، شمس۔

مشترک اور عام دیوتاؤں میں دو نظر آتے ہیں، غنثار یعنی زہرہ، اور شمس یعنی سورج، ان کے علاوہ اور جو دیوتاؤں کے نام ہیں وہ درحقیقت مختلف ستاروں سے عبارت ہیں، اور ان میں سے اکثر کسی نہ کسی طرح بابلی الاصل ہیں، غنثار وہی ہے جو بابل میں ’شنثار‘ تھا، شمس بابلی فرست میں ’شمش‘ نظر آتا ہے، سین یعنی چاند بابل کا ’سین‘ ہے، نکر وہ، نفرت کا دیوتا جس سے مراد زحل یا مریخ ہے، بابل میں ’نکر وہ‘، انبائی، بابل کا ’نبوہو‘

یعنی ستارہ عطارد، علم و اطلاع کا ستارہ، قناب کی زبان میں عَم اور سیا کے محاورہ ہیں جس
چاند کو کہتے ہیں جسکو حضرموت میں سین اور بابل میں سِن کہا جاتا ہے، اور ہاوس بھی
کہتے تھے، اَلْمَقْد کے لفظی معنی "اُسکے لکھے ہوئے نشانات کے ہیں" جن سے مراد ستارے
ہیں، آفتاب کا نام سب کے ہاں اُذاتِ شمس بھی ہو جسکے معنی "نشق کے ہیکل کی مالک" ہیں،
آفتاب کو یہ لوگ دیسی سمجھتے تھے، یعنی عورت اسی لیے عربی میں "شمس" بطور مونث
کے استعمال ہوتا ہے اور چاند کو تو مابین مذکر تھا، چنانچہ "قمر" عربی میں مذکر ہے۔

ایف ہول H. H. H. جو ایک مشہور مستشرق ہے، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام
کے مضمون "عرب" میں لکھتا ہے،

ان کے علاوہ ایک بڑی مانا دیوی تھی جو چاند دیوتا کی مان یا جڑی تھی، خیال کیا جاتا ہے
کہ یہ منزل قمری کی مفروضہ شخصی صورت تھی، ہمیں ولے اسکو اُشیرۃ "اُشیرۃ" اُشیرۃ
کہتے تھے دربار الدین کا نام حرمتو تھا، اور زیادہ غلبیت کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسی کا نام
عام طور سے "ایلات" تھا مثلاً جسکی مخففت شکل "لات" بہت سے عربی ناموں کا جز تھی
ہم مختلف چھوٹے ستارے (زہرہ) دیوتاؤں کے نام بیان کر سکتے ہیں، جنکو بعد کو یہ سمجھا گیا ہے
کہ یہ زہرہ کے نام بحیثیت صبح اور شام کے نام کے ہیں، مغربی بادواہوں میں "تُکَلِب"
کمان کا ایک خدا تھا جسکو دوسرا دیوتا آقائے آسمان کا لقب بھی حاصل تھا، سب کے
دوسرا دیوتا کا مقابلہ کنعان اور ارم کے "بعل شامیم" (آسمان کا آقا) سے کرنا چاہیے، انکے
نام پر خاص طور سے اونٹ جسکو عربی میں "اِبِل" کہتے ہیں، مقدس سمجھے جاتے تھے،
اسی وجہ سے مدین میں بلکہ جنوبی عرب میں بھی بیل یا اہیل وغیرہ ہے،

لے بتلوی میں جو کہتے ہیں اسی سوامی زبانوں میں "بئی جو خور و والا" لے یا مفصل لے یا سیکو پیڈیا آف اسلام لے، لے

ہو بل چاند کو اصل دیوتا مگر چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کے جو بالمقابل نام میں ہیں انکو چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی دو متضاد شکلوں سے عبارت سمجھتا ہے، گویا وہ تو اُم و دیوتاؤں میں مختلف مقامات میں مقامی خصوصیات کی بنا پر کہیں بڑھنے والی اور کہیں گھٹنے والی شکل کی پرستش کی جاتی تھی، از روے قیاس انکی مختلف صورتیں قائم کی جاسکتی ہیں، مثلاً

بڑھنے والے چاند کا نام گھٹنے والے چاند کا نام کیفیت
۱۔ ود (پیارے یعنی باپ) غم (چچا)

۲۔ ود (محبت کا دلونا) نکرود (نفرت اور برائی) نکرود بل یا مریخ کو اصل میں کہتے ہیں۔

۳۔ عزیز لات (لات کا دوست) رُضو لات (لات کا دشمن) رُضو لاتا "ہیرودس" مورخ یونانی کے حوالہ سے ہے۔

۴۔ جری بیل (اونٹ اور بھینس کی گھمبیری قین) پیشہ ور کا ساکے دیوتا گویا مذہبی اور تمدن زندگی کا مقابلہ کا مقابلہ عربی بیل سے کر قینان سے کر۔

۵۔ ونح حرستور روکنے اور خرچہ رکھنے والا) یہ نام میں کے قمارباز کے کتبہ میں ہے۔

میرے خیال میں ان میں سے اکثر قیاسات علمی فرض و وہم سے آگے نہیں بڑھتے، ہو بل اسکے بعد ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلاتا ہے، جو ہمارے اس دعویٰ کی قطعی شہادت ہے کہ یمن اور بابل میں نہایت قدیم زمانہ سے تعلقات تھے، جیسا کہ پہلی جلد میں عاد کی حکومت بابل کے ذکر میں دکھایا جا چکا ہے، ہو بل لکھتا ہے۔

ہمارے لیے یہ قابل توجہ کہ تمام مغربی سامی ناموں کا نظام و ترکیب جو قریباً دو ہزار برس

قبل مسیح کو یمن اور جوینچی خط کے کتبات میں ہم تک شخصی ناموں کی حیثیت سے پہنچے

ہیں وہ پہلی بار جنوبی عرب ہی کے دیوتاؤں کے ناموں کی صحیح ترجمانی سے سمجھ میں آئے

ہیں، مثلاً وہ ان کے شخصی ناموں کا جز، ابی (میرا باپ)، عتی (میرا چچا) ہوتا ہے، جو بڑھنے والے

یعنی بابل کے جو سامی ممالک کی جانب مغرب ہو، مثلاً بابل خط،

اور گھٹے والے چاند سے عبارت ہے، یہ گویا اُس شخص کا جس کا یہ نام ہوتا تھا، حافظ
دیوتا سمجھا جاتا تھا، (ص ۳۰۰)

بنو قحطان کے آخری مقتدر قبائل جن کا زمانہ اسلام سے قریب ہی عمیر اور ہمدان
بن ان کے مختلف قبائل میں مورخین عرب کی تشریح کے مطابق حسب ذیل تہوں
یا دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی،

شمس (آفتاب)

یغوث (فیلا کو پہنچتا ہے)

یثوق (دفع کرتا ہے یا روکتا ہے)

نسر دگدھ، ایک ستاری کا نام ہے)

عمینانس ویا، عم انس (انسان کا چچا یا محافظ)

مدان

حمیر
اہل جریش (واقع مین)

خیوان (قبیلہ ہمدان)

ذوالکلاع (حمیر)

خولان، مین کا قبیلہ

عبدالمدان (مین کا قبیلہ)

گنیث اور اُسکی بیوی دیونون بت صنار کو گلے لگاتے تھے)

جلد

ذریج

اہل صنعا، (واقع مین)

حضرموت وکنده

اہل نجیر (واقع حضرموت)

ایک درخت کو چنچر تھی، اس کو سالانہ تہوار میں کپڑے اور
زور دینا پڑتا تھا،

اہل بخران

۱۰۰۰ اور مول کی رات چھو، یا قوت نے عمینانس لکھا ہے، اور ابن ہشام نے عم انس،

۱۰۰۰ یہ نصرت سیرق ابن ہشام کی فصل اصنام العربیہ ماخوذ ہے، مگر بنی قریظ سورہ بن مین بھی اسی قسم کی

روایت ہے، ۱۰۰۰ ان پانچ بتوں کا ذکر ہم یا قوت مین ان ناموں کے تحت مین پر کعبہ کا ذکر "قلیس" مین ہے،

۱۰۰۰ طبری صفحہ ۹۰۲ یورپ ۱۰۰۰ طبقات الامم ابن صاعد اندلسی صفحہ ۳۲ بیروت،

ان دیوتاؤں کے لئے چھوٹے چھوٹے ہیکل یوں تو ہر جگہ ہوں گے لیکن ان میں چند نہایت مشہور اور ممتاز ہیکل تھے، مثلاً، غمدان، ریام، ذوالخلصہ، قلیس، غمدان صنعاء میں ایک مشہور عمارت تھی، شہرستانی کا بیان ہو کہ وہ ستارہ زہرہ کا ہیکل تھا، یہ اور پر معلوم ہو چکا ہو کہ غلتار کے نام سے یمن میں زہرہ کی ستارش عام طور سے ہوتی تھی، یاقوت نے معجم میں لکھا ہو کہ اس عمارت کا بانی لشیج بن کھیب تھا، اس میں تو برتوسات منزلیں تھیں، اور ایک اسمین ایک شیر کا مجسمہ تھا، حضرت عثمان نے اس عمارت کو منہدم کرادیا۔

غمدان کی سات منزلیں ممکن ہو کہ سات آسمانوں کا تخیل ہو، یا ہفتہ کے سات دن کی مناسبت سے، یمن شیر کا مجسمہ ہونا تو اس بات کو واضح کرتا ہو کہ شاید اس کی صورت کو اکب سے اسکو تعلق ہو، مارکولیو تھنے لائف آف محمد بن یمن کا ایک کتبہ شائع کیا ہو جس میں کتبہ کو پہلو میں یک شیر کی شکل ہے،

ریام کا ہیکل بھی یمن میں واقع تھا، اس سے پہلے مولر کی شہادت گزر چکی ہو کہ ”ریام کے ہیکل میں چاند اور سورج کی صورتیں تھیں“ ہولانی نے اسکو عرب کی قدیم مذہبی عمارتوں میں شمار کیا ہو، اور لکھا ہو کہ قبیلہ ہمدان کی آبادی میں واقع تھا، ابن اسحاق کا بیان ہو کہ اہل یمن اس ہیکل کی بڑی عزت کرتے تھے، اسپر قرطانیان چڑھاتے تھے دوسری صدی ہجری تک اس عمارت پر قربانی کے خون کے نشانات موجود تھے، یہ نہیں معلوم کہ یہ ہیکل کس بت کا مسکن تھا، لیکن اکثر ائمہ لغت نے اسے ”رام“ سے مشتق کیا ہو، جسکے معنی ”شفقت اور مہربانی“ کو ہیں۔

اس لیے یہ ممکن ہے کہ یہ وہ کامراد ہو
 ذوالخصلہ یہ پہل کہہ سے سات منزل میں کی جانب واقع تھا، اسکی قوت
 اہل عرب میں انہی تھی کہ سکومین کا کعبہ کہتے تھے، اس میں سپید مرمر کا ایک بت اساتذہ تھا۔
 اسکے سر پر پھل بوٹے کا ٹکڑا ایک تاج سا بنا تھا، اسکے گلے میں ہار ڈالے جاتے تھے، شتر
 مرغ کے انڈے لٹکائے جاتے تھے، چڑھاوے پڑھائے جاتے تھے، دوسرے ختم، بھیلہ، اول
 از الاسراۃ کے قبائل اسکے پوجائی تھے، فتح مکہ کے بعد سہ میں حضرت جریر بن عبد اللہ بن جلی
 نے آنحضرت صلعم کے حکم سے اسکو جلا کر خاک کر دیا، آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب یہ
 قبائل مرتد ہوئے تو انھوں نے ذوالخصلہ کو پھر زندہ کرنا چاہا، لیکن حضرت ابوبکر کی خلافت
 نے اسکو ہمیشہ کیلئے فنا کر دیا،

قلیس کلیسا کا عربی ہو، یہ کلیسا اہل حبش نے جو عیسائی تھے، صنعا میں بنوایا تھا
 کہتے ہیں کہ اس میں دو بت نصب تھے جو میان بیوی کہلاتے تھے، مرو کا نام گیت تھا
 یہ ساٹھ ہاتھ لمبا لکڑی کا ایک بت تھا، دوسری صدی ہجری میں غلیفہ سفاح کے زمانے میں
 یہ پہل برباد ہوا،

ان بتخانوں کی آبادی اور مصارف کے لیے لوگ اپنی پیداوار اور کمائی کا مخصوص
 حصہ نذر کیا کرتے تھے، ہمارے مفسرین اور ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت مولیٰ اس
 اصول کے بشدت پابند تھے، چنانچہ قرآن کی یہ آیت انھیں کے تعلق ہے۔

۱۷ صحیح بخاری سر یہ ذی الخصلہ،

۱۸ یاقوت لفظ "خصلہ"۔

۱۹ یاقوت لفظ "قلیس"،

۲۰ طبری،

۲۱ یہ تو ابن اسحاق ذکر عرب قبل اسلام،

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ كَمَا مَلَكَتْ لَهُمُ الْأَنفُسُ ۚ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِذِكْرِهِمْ ۚ هَٰذَا حَصْنَةُ اللَّهِ لِيُنْزِلَ فِيهِ مَنَاسِكَتَ ۖ يُخْبِرُكَ عَنْهَا وَلِلَّهِ الْفَتْحُ وَالْكَرْبُ ۚ إِنَّكَ فِي مَقَامٍ مِّنَ الْأَعْيُنِ ۖ يَوْمَئِذٍ تَرَ مَا تَكُن تَفْعَلُ ۚ

میں کہ: تو خدا کا ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کا ہے،

لَسْتَ كَائِنًا (انعام)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مین یہ رسم بہت قدیم زمانہ سے جاری تھی، پلینی جس نے ۶۷۹ء میں تھا، بیان کرتا ہے:

”باکے ایک حصہ کا نام حضروت ہو، جس کا خاص شہر سا تھا جو، اس شہر میں ساٹھ میل
ہن، یہاں سے بخورات جمع کر کے ساٹھ ماٹے جاتے ہیں اور اس وقت تک یہ خرید نہیں
کئے جاسکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہو، جب تک کاہن، ساٹھ ماٹے دیوتاؤں کے
لئے دسواں حصہ نکال نہیں لیتا۔“

یہ باج بیان کیا جا چکا ہے کہ فارس اور روم کی باہمی معرکہ آرائیوں میں عرب
ایک متوسط کی حیثیت رکھتا تھا، شمالی عرب کے سرحدی عرب عیسائیت قبول کر کے رومیوں
کے بیچ کام آئے تھے، چنانچہ رومیوں نے خود بھی اور ان کے اشارہ سے عیسائی حبشیوں
نے بھی عرب میں تبلیغ مسیحیت کا بیڑا اٹھایا، چنانچہ ان کو نجران میں کامیابی ہوئی، اندرون
ملک میں یہود آباد تھے، خدا جانے کیا اسباب پیش آئے، کہ مین کے اکثر قبائل اور سلاطین
نے یہودی مذہب اختیار کر لیا، صرف عبدالکلال حمیر میں عیسائی بادشاہ تھا، کتبات میں
بھی بجائے دیوتاؤں کے ناموں کے ”رحمن“ کا نام اب ملتا ہے، قبل اسلام عرب یہودیوں اور
عیسائیوں کیلئے مخصوص تھا، اہل حبشہ نے جو عیسائی تھے ۳۵۰ء میں مین فتح کیا، اور صغہ
میں ایک کلیسا تعمیر کیا جسکو عرب ”قلیس“ کہتے ہیں، تاہم وہاں عیسائیت نے قبولیت عام

لیکن رفتہ رفتہ یہ اثر کم ہوتا ہو گیا، چنانچہ نبو اسرائیل مصر جا کر اپنا آبائی مذہب بھول گئے، حضرت موسیٰ نے نبوٹ ہو کر انکو پھر ان کا بھولا ہوا خواب یاد دلایا، لیکن انکی مذہبی حالت اس درجہ مسخ ہو گئی تھی کہ بار بار کی تنبیہ پر بھی جب ذرا غفلت پاتے بتوں اور دیوتاؤں کے آگے سر جھکا دیتے، چنانچہ توراۃ، اونبیم اور تالیخ یہود ان بیانات سے لبریز ہو، نسل ابراہیمی کے جو خانوادے عرب آکر بسے تھے، انکا بھی یہی حال ہوا، توراۃ اونبیم اور یہود کی دوسری مقدس کتابونین اسرائیل کی گنہگار اولادوں کی اور انکی ہمسایہ قومونکی جس باطل پرستی کا ذکر بار بار آیا ہو، اُس سے ان قوموں کے ان مذہبی عقاید اور خیالات کا پتہ چلتا ہو جو مزمانہ سے ان ہی زادوں میں پیدا ہو گئے تھے، تمام مجموعہ توراۃ کے پڑھنے سے یہ نظر آتا ہو، کہ یہ قومین تمام تر ستارہ پرست تھیں، بڑے اونچے اونچے ستون یا ہیکل بنائے جاتے تھے یا پناڑوں پر بت خانے اور مذبح تیار ہوتے تھے، اور ان میں قربانیاں جلائی جاتی تھیں، سونے، چاندی، پتھر اور لکڑی کی صورتیں بنا کر ان کو پوجتے تھے، اپنی بچو کی نموشی کی صحت و سلامتی کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں، اولاد کو بعل دیوتا کے نام پر فوج کرتے تھے، مولک ایک تیرا کا نام تھا، اسپر کہتی اور اولاد کو بچ کر کے چڑھاتے تھے،

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

”بعل بریث“

بعل کے لیے مذبح قربانگاہ اور مکمل بنے تھے، نوبان اور دیگر نورات اُن میں جلائے جاتے تھے، اولاد کو اسکی خاطر آگ میں ڈال دیا جاتا تھا، اور یہ بہترین قربانی بھی کہلاتی تھی، بعل کی پوجا کے لیے ناص قسم کے برتن اور ظروف ہوتے تھے، سامی قوموں میں اور مدین کے ہمسایہ میں بعل کی پوجا کے یہی سب رسوم تھے، غالباً مدین میں بھی یہی جاری ہوں گے۔

مستشرقین یورپ کی تحقیق کے مطابق بعل ستارہ زحل کا نام تھا، جسکی دوسری مانوس عربی شکل ’بہل‘ ہو، اسکی مدین میں پرستش ہوتی تھی، اور اونٹ، رابل، اکی قربانی اسکے لیے سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی،

حضرت شعیب اس قوم میں مبعوث ہوئے اور اُنکی دعوت سے ایک فرقہ نے خدا پرستی اختیار کی، تفصیل مدین میں گذر چکی ہے،

دوان یا اصحاب لایکا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ دوان یا اصحاب لایکہ مدین ہی کے ہجوم اور ہم نسب تھے، قرآن مجید نے بھی ان دونوں کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کیا ہے، ان دونوں کیلئے ایک ہی پیغمبر حضرت شعیب مبعوث ہوئے تھے، دوسری طرف انکی ہموطنی لوط کی آبادی سے تھی، اراض القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۶) حضرت لوط کے دو بیٹے موآب اور عمون تھے، (تکوین ۱۹-۳۶) قرآن مجید اور نیز توراۃ نے دوان کی مذہبی

۱۵ قضاۃ ۸-۳۳-۴-۵ ۱۵-۵-۵ ملوک دوم ۲۱-۳-۵ ملوک دوم ۲۳-۵-۵

۱۵ یرمیاہ، ۱۹-۵-۵ ملوک دوم ۲۳-۴-۵ انا نیکلر بیڈیا آت اسلام ج اص ۶-۳-۱۱ اور بیری آت دی مورش اسپائرن یورپ، مصنفہ ایس پی، سکاٹ بحوالہ ڈوئی، دیباچہ،

حالت کی تفصیل نہیں کی ہو، اسلئے ہر شخص یہی قیاس کرے گا کہ ان کے مذہبی عقائد
 مدین، مواب اور عمون سے ملتے جلتے ہوں گے، یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مدین بعل کی پرستش
 کرتے تھے، مواب کا دیوتا کموش تھا، عمون مولک کو پوجتے تھے، مولک اور بعل تو
 قطعاً ایک ہی عبری کا مولک، عابی کا مالک، اور بعل کا ہم معنی ہے، بعل اور
 مولک دونوں کیلئے رسوم بھی ایک ہی قسم کے تھے، دونوں پر لوگ اپنی اولاد کی قربانی
 کرتے تھے،

بنو اودم یعنی حضرت ایوب کی امت | عرب کا تیسرا براہیہ قبیلہ اودم ہو، اسی قبیلہ میں حضرت
 ایوبؑ مبعوث ہوئے تھے، قبیلہ اودم کی مذہبی حالت سے قرآن نے کچھ تعرض نہیں
 کیا ہے، لیکن اس میں کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا ہی اس بات کی شہادت ہے کہ کم از کم قبیلہ
 کے کچھ افراد راہ راست پر نہ تھے، سفر ایوبؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ میں سورج اور
 چاند کی پوجا ہوتی تھی، عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ سورج اور چاند کی طرف دھیکر اپنے
 ہاتھ چوم لیتے تھے، یہ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اگر ممکن ہو تا تو وہ خود ان کے
 بوسہ دیتے،

بنو ہامیل | ہمارے ارباب روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماعیل کے بعد انکی
 اولاد بنو ابراہیمی پر قائم تھی، ان میں رفتہ رفتہ بت پرستی کا شیوع سطح ہوا کہ خانہ کعبہ
 جو پتھروں سے بنا تھا ان کے نزدیک مقدس تھا، جب وہاں سے کسی اور مقام پر چلنے
 لگے تو اسکا ایک پتھر بزرگا اٹھا لیتے، بعد کو خانہ کعبہ کا امتیاز بھی اٹھ گیا جو پتھر اچھا سا چکنا

۱۔ عدد ۲۱-۲۹۔ قضاء ۱۱-۲۳۔ ملک اول ۱۵-۷۔ ۵۔ ملک اول ۱۵-۷۔ ۳۳-۷۔ ملک دوم ۲۲-۱۳-

۵۔ سفر ایوب ۳۱-۲۹-۲۸

پڑا مل جاتا اُسکو اٹھا لیتے اور اُسکو اپنے گھر کا دیوتا بنا لیتے،

قدیم تحریری شہادتوں کے روسے پہلے بابل کے کتبات میں ہم کو شتم قم میں یہ معلوم ہوتا ہو کہ بنو قیدار اور انباط اشتار یعنی زہرہ کو پوجتے تھے، انور بنی پل شاہ نینوی شاہان عرب شمالی کی مفتوحی کی داستان میں کہتا ہے:-

”عاد یہ ملکہ عرب علم العدی شاہ قیدار میں مفتوح ہوئے اور گرفتار کر کے نینوی لائے گئے اور ایک دوسرے شہزادہ یوتع بن بیرودا کے بیٹا جگلوگ، تباہ دبر باد کیے گئے اور انکے نیچے جلایے گئے اور ایک تیسرا سردار ابی یاتی کو مع اس کے ساتھیوں کے یعنی یوتع بن تامل نامان شاہ انباط اور اشتار کے پوجنے والوں کے شکست دی گئی۔“

ہیروڈوٹس شتم قم میں شہادت دیتا ہو کہ ”عرب دو دیوتاؤں کو پوجتے ہیں جن کو نام ”ایلات“ اور ”اور وکل“ ہیں ایلات تو صاف اللات ہی اور وکل نہیں معلوم کیا جا سکتا۔ صاحب لڑن صاحب بھر اسماعیلی قبائل کے بارہ سلسلوں میں صرف تین کی نسبت ہم کو کچھ حالات معلوم ہیں، قیدار (صاحب الرس) بنایوط (صاحب بھر) اور قیدار (صاحب لڑن) کی تہذیب حالت کی قرآن نے کوئی تفصیل نہیں کی، صرف مجرم قوموں کی فہرست میں ان کا نام لیا ہو، تاریخ کے دوسرے ذرائع بھی اس ظلمت کو روشن نہیں کرتے، انباط یعنی صاحب اکچر بنی بیت قرآن کہتا ہے:

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْمَكَّةِ لَمَّا جَاءَهُمُ الرُّسُلُ
فَجَاءَ الْوَحْيُ بِالْمُؤْمِنِينَ

پہلی صدی عیسوی کے اوائل کا مورخ ہٹرا جو اس قوم کا معاصر تھا شہادت دیتا ہو کہ:

”مذہب انبیا و انوکے دیوتا آفتاب کی پوجا کرتے ہیں اور اس دیوتا کا ایک یا فرہنگہ، سکانات کی

۱۰۰۰ سالہ شہادتیں، شام و کرم نام العرب ۱۰۰۰ سالہ شہادتیں، شہر آت دی لہ (تاریخ و زمین عالم) جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۰، ۱۰۰۰

چھتوں پر بنائے ہیں اور اسپر شراب چڑھاتے ہیں اور اندر ہر روز بخور جلاتے ہیں^۱۔

اسراہو نے جو طریقہ پرستش بتایا ہر وہ دیگر طریقہ پرستش کے مطابق ہو جسکی تفصیل

تورہ کی شہادتوں کے ساتھ ابھی اوپر گزر چکی ہے،

حجر کے نبطی کتبونین جو عورتا قبروں کی موصین ہیں، ان کے دیوتاؤں کے نام بھی ملتے ہیں

مثلاً ذوالشری، لات، منوت، ہبل، قیش، عمی، ند، خربش ان آخری دناموں کے علاوہ بقیہ

اور دیوتاؤں کا نام اسلام تک عرب کے شمالی قبائل میں پوجے جاتے تھے ذوالشری اوس

کا دیوتا تھا، لات نفیق میں پجھا تھا، اور منوت یعنی مناہ اوس پر تریج کا معبود تھا، قیش

جو عربی میں قیس ہو گا اس نام کے بت کی تصریح ہلکو کمین نہیں ملی، لیکن عرب نامونین

عبدالقیس (قیس کا بندہ یا غلام) اور امرالقیس (قیس کا آدمی) ہلکو ملتا ہے، اور چونکہ عرب

اپنے نام دیوتاؤں کی نسبت رکھا کرتے تھے، اسلئے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ عبدالقیس

کا قبیلہ جو گودنانی تھا، لیکن ایک مدت سے بحرین میں آباد تھا، وہ قیس کے پرستاروں

میں ہوا امرالقیس کا نام عرب کے مختلف قبائل میں نظر آتا ہے، حیرہ کو عدنانی النسل

سلاطین میں ایک امرالقیس تھا، کندہ کے آخری شاہزادہ اور عرب کے نامور شاعر

امرالقیس کا نام کون نہیں جانتا، مصر کے ایک ہمدان عیسائی مصنف کا بیان ہے

کہ عربونین امرالقیس کا نام، رومیون کے مرقس کا معرب ہے، لیکن ہلکو نہیں معلوم کہ

سامان آرائش و تمدن کے علاوہ عرب میں ناموں کا بھی قسط تھا، بنائی کنبات میں ان

دیوتاؤں کے علاوہ اللہ کا نام بھی بحیثیت ایک معبود کے جڑ کے نظر آتا ہے^۲۔

۱۲۵۲ العرب قبل الاسلام ج ۱ ص ۱۹۹

۲ لہ گولڈنٹائس آت مدین، صفحہ ۲۲۸

۳ لہ انائیٹکو پیڈیا آف ریلیجنس اینڈ ایٹھکس (اخلاق اور مذہب کی انسائیکلو پیڈیا) صفحہ ۲۴۷ ج ۱۔

صحاب کج کے کتبائے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انکے ہاں باقاعدہ کاہن ہوتا تھا جو لوگوں پر مذہبی جبرانہ کر سکتا تھا، قبرستان کا صحن، حرم کا کلم رکھتا تھا، وکیتوں کے ضروری فقر وں کا ترجمہ یہ ہے،

۱۔ ”یہ قبرستان مکہ نبوت و ائمہ نبوت حرم اور اُسکی لڑکی کلید نے اپنے اور اپنی اولاد کیلئے طیبہ کے مینہ بن عارف شاہ انباط محب قوم کے نوین سال جلوس میں ذوالشریٰ اور خرمیش اور لات، اور عمنہ اور منوت اور قیس اسپرعت کرینگے جو اس قبرستان کو بیچے گا، یا خریدے گا یا رہن رکھے گا، یا اس میں سے کسی کی لاش نکالے گا، یا اس میں مکم اور اُسکی بیٹی اور اُسکی اولاد کے علاوہ کوئی اور دفن ہوگا۔ جو اس وصیت کی مخالفت کرے، ذوالشریٰ بہل اور منوت اسپر پنج لعنتیں بھیجیں، اور کاہن اسپر جہانہ کرے، جسکی مقدار ایک ہزار درہم عارفی ہو،... و جب اللات بن عبادہ نے اسکو بتایا“

۲۔ اس مقبرہ کو عائذ بن کہیل نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بنایا... ذوالشریٰ، وصیت اور قیس اسپرعت کریں جو اسکو فروخت کرے یا خریدے یا رہن رکھے، یا دیدے، یا کرایہ پر لے، یا اسپر کچھ اور نقش کر لے، یا مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ یہاں کسی اور کو دفن کرے، مقبرہ اور اُسکی چاروں طرف کی زمین انباط کے اصول کے مطابق، حرم مقدس ہے، ہو، اسلام کی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے، کہ اہل مین کی طرح انباط میں بھی چاند گھٹنے اور بڑھنے کی حالتیں دو تو ام دیوتا سمجھا جاتا تھا، اُسکے الفاظ یہ ہیں، ”موزالذکر (انباط) میں بھی ہم چاند کو دو تو ام دیوتا و نمین منقسم پاتے ہیں، یعنی

۱۵ ان دونوں کیتوں کا عکس مین نے نہیں دیکھا، جرجی زیدان نے Cook کی کتاب North Semitic Inscriptions Oxford ۱۹۰۳ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

ذوالشری (پہاڑ کا دیوتا، شرعی اودوم کے پہاڑی مقام کا نام تھا) اور اُسکا جوڑا خرنش
 (خیریس عبرانی میں آفتاب کو کہتے ہیں، ذوالشری، خصوصاً پیرامین پوجا جاتا تھا، ہبل اور
 اُسکا جوڑا منوات تھا، اُسکے بعد اما دیسی ایلات (خصوصاً معنی ند، دیسی اور ایک دیوتا آخر
 عربی میں آخر؟ چکیتی پیشانی والا) یہ اخیر لفظ غالباً ذوالشری کی ایک صفت کی طور پر ^(لفظی) ہے
 اوس دخرج اور | ہننے مدنیہ کے قبائل اوسن خرنج کو جنکا اسلام میں نام انصار ہے، جنھیں
 اُنکے ہم نسب قبائل انباط کی شاخ قرار دیا ہے، اس دعویٰ کا ایک مزید ثبوت یہ بھی ہو کہ ان
 دونوں کے بتوں اور دیوتاؤں کے نام ایک ہی ہیں، یا یہ کہو کہ ایک ہی دیوتاؤں کو دونوں
 پوجتے تھے، ان میں سے انکی مخصوص دیسی مناتہ تھی، جسکو انباط منوت کہتے تھے، اس
 دیسی کی صورت مثل میں قید کے پاس ساحل بحر احمر کے قریب نصب تھی، حج میں احرام
 اُتارنے کی رسم اوسن خرنج میں ادا کیا کرتے تھے، یا تو تے سجم میں لکھا ہو کہ مناتہ ایک پتھر
 کی جٹان تھی، شاہان غسان اُسکے نام سے نذرانے بھیجتے تھے، اور ازد کے رؤساء اس کے
 پجاری تھے، اور اسکا اہتمام و انتظام انھیں کے ہاتھ میں تھا، اسکو قربانیان دیجاتی تھیں،
 اوسن خرنج میں ارنقیس دقیس کا آدمی کا نام متعدد دفعہ ملتا ہے، کیا اس سے یہ استدلال
 کیا جاسکتا ہے کہ قیس بھی ان کے معبودوں میں داخل تھا؟ عبداللہ اور اوسل اللہ
 بھی انکی زبان سے سنتے ہیں،

لوگوں کے گھر جن دیوتاؤں کی مورتمیں رہتی تھیں، مناتہ کی صورت لکڑی کی ترشی
 ہوئی اتنی بڑی شیر کے ایک گھر میں تھی کہ چند آدمی ملکر اُسکو اٹھاتے تھے (ابن ہشام)

۱۷ صحیح بخاری، طواف صفاد مردہ، زرقانی و ابن سعد ذکر ہم مناتہ ابن اسحاق مقدمہ،
 ۱۸ سیرۃ ابن ہشام بیت عقبہ و ذکر ہجرت

ذکر بیعت عقبہ ایک شخص ان دیوتاؤں کے اہتمام و انتظام پر مقرر ہوتا تھا انہوے اسلام کے وقت جو شخص اس عہدہ پر مامور تھا اسکا نام عمرو بن قیس تھا،

اوس و خزرج روایات عرب اور دیگر قیاسات عقلی کی بنا پر ازدا و رختان کی شاخ تھے، اس بنا پر مذہبی حیثیت سے بھی انہیں اتحاد پایا جاتا ہے، چنانچہ منادو گیر قبائل ازدا و رختان کا معبود بھی تھا، اس کے علاوہ ان قبائل اور ان کی شاخوں میں اور بھی چند دیوتا تھے،

نام	مقام	پستار
۱۔ اُقیصر	حدود شام میں	قضاہ، ثم جذام، عالمہ غطفان،
۲۔ عائم	.	ازدا السراة
۳۔ فلس	جبس	طی
۴۔ ذوالشری	.	دوس، ازدا
۵۔ ذوالکفین	.	دوس
۶۔ باجر	.	ازدا
۷۔ وڈ	.	کلب بن دبرہ (شاخ قضاہ)
۸۔ یفوث	.	انعم (شاخ طی)
ان قبائل میں ستارہ پرستی بھی تھی، ثم اور جذام ستارہ مشتری کو پوجتے تھے۔		

۱۔ سیرۃ ابن ہشام، ذکر منافقین مدینہ،

۲۵۱، ۲۵۲، کیلئے دیکھو محکم البلدان یا قوت زیر الفاظ اُقیصر، ثم، ذوالشری، ۳ اور ۴ کا حال صحیح بخاری کتاب النبی اور ابن سعد سریر فلس و ذوالکفین میں پڑھو، ۴۔ قاسوس میں یہ لفظ دیکھو، سیرت ابن ہشام مقدمہ۔

اور طلی سہیل کے پرستار تھے، اسلئے ممکن ہو کہ فلس کا ہیکل سہیل ہی کے نام سے بنایا گیا ہو، اور اقصیٰ شتری سے عبارت ہو،

بنو قیدار یعنی عدنانی قبائل بنو قیدار کے قدیم مذہبی تخیلات کی نسبت مجلا اشارہ اوپر گزر چکا، اس قدر مسلم ہو کہ ابتداً ایہ اپنے باپ دادا حضرت اسماعیل اور ابراہیم کے مذہب پر تھے، خانہ کعبہ کا رسم ابراہیمی کے مطابق حج کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسئلہ حج کی غلط فہمی سے ان میں سنگ پرستی کا آغاز ہوا، صحیح روایات سے ثابت ہو کہ مکہ اور جازین بہت پرستی کا بانی ایک شخص عمر دین لکھی ہو، اسکے ملک شام سے تعلقات تھے۔ اور وہیں سے بت لالا کر اسے خانہ کعبہ اور اطراف مکہ میں پھیلا دیئے تھے، اس روایت کی موجودہ تحقیقات سے بھی تائید ہوتی ہو، ہنر اسلام کی انسانی کھوپڑیا میں لکھتا ہو،

”شمالی مغربی عرب میں مکہ سے پیر ازرقیم، بلکہ اُس سے آگے صحرائے شام (تدمر) اور حران

تک ایک ہی تخیل کی سقدہ زپڑانے اور بعض نئے ناموں کو ساتھ پھیلاتھا (ج ۱ صفحہ ۳۸۰)

عدنانی قبائل کا سب بڑا بت یا دیوتا، سہیل تھا جو خاص خانہ کعبہ میں نصب تھا، لات کا ہیکل شہر طائف میں تھا، مکہ میں خندیل دو در مقام نخلہ عمری نام ایک دیوی کا سکن تھا، عدنانی قبائل کے یہ تین سب سے بڑے دیوتا تھے، ان پر چڑھائے چڑھائے جاتے تھے، قربانیان ہوتی تھیں ان کی نذرین مانی جاتی تھیں، لوگ انکے جائزے کو آتے تھے، ان کے علاوہ مختلف قبائل کے کچھ مقامی دیوتا تھے، جن کے نام یہ ہیں،

۱۔ بلقات الام بن صاعدانسی، صفحہ ۳۴، بیروت ۲۔ اخبار مکہ از رقی وسیرۃ ابن ہشام، مقدمہ ۳۔ صحیح بخاری ابن ہشام، ۴۔ ابن ہشام،

نام	مقام	پستار
سَوَاع	دو متہ الجندل	قبیلہ ہذیل
سعد	ساحل جدہ	بنی مکران بن خزیمہ بن مضر
آساف	مکہ	.
نائلہ	مکہ	.
رُضَاء	.	بنی ربیعہ بن کعب
ذوالکعبات	سنداد (حدود عراق)	قبیلہ ایاد
جبار	عکاظ	ہوازن
مُناف	.	قریش
اُوال	.	بکر و تغلب
مُحَرِّق	.	بکر و ریحہ
یایل	طائف	ثقیف
ذوالخلصہ	تبالہ	خثعم و بھیلہ
سُعَیْر	.	عنفرہ
فَرَّاص	.	سعد العشیرہ

بعض قبائل ستارہ پرست تھے، قیس جو عدنانی قبائل میں بہت بڑا قبیلہ تھا، شیعریٰ پوجتا تھا، قبیلہ کنانہ چاند کا پرستار تھا، اس کا قبیلہ عطار دکی پرست کرتا تھا، میثم ستارہ و پران پوجتے تھے، قریش اور ان کے دیگر گروہم نسب قبائل جس میں

پوچتے تھے، ہمارے قدیم علمائے لغت تو کچھ نہیں بناتے مگر حسب تحقیقات موجودہ وہ درحقیقت ستارہ زحل تھا،

چند اور بتوں کے نام | لغت کی کتابوں میں متعدد ایسے بتوں کے نام ملتے ہیں جنکی نسبت یہ تفصیل نہیں معلوم کہ یکس قبیلہ کے معبود تھے، اور عرب کے کس تنجانیہ میں انکی پرستش ہوتی تھی، مثلاً کُثْعہ، جُہنہ، جُریش، شارق، عَوْث، بَجْتہ یہ نام علامہ فیروز آبادی کی قاموس سے التقاط کیے گئے ہیں، عرب میں ایک اور بت تھا جس کو دُوار کہتے تھے، عورتیں اور نوجوان لڑکیاں اسکی چاروں طرف طواف کرتی تھیں، چنانچہ امر القیس کہتا ہے:

فَعَتَ لَنَا سِرْبَ كَانِ نَعَاجِهِ عَدَارَے دُوارِ فی ملاءِ مَذِیلِ

ہمارے سامنے ہرگز کالہ آبا جکی بڑیاں، "دُوار" کی ناکتھا لڑکیاں معلوم ہوتی تھیں، جو بڑو بڑو دھن کی چڑیاں لڑتی تھیں۔
گذشتہ صفحات میں جن بتوں اور دیوتاؤں کے نام لکھے گئے ہیں، گو وہ بہت نقص اور تلاش سے جمع کیے گئے ہیں، تاہم انکی اصلی تعداد کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ بخاری میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضرت صلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے ہیں، تو اُسوقت خلیل بت شکن کا سبب ۶۰ بتوں مسکن تھا۔ یہ خانہ کعبہ کے اندر کے بتوں کی تعداد ہے، اسکے علاوہ مکہ کے گوشہ گوشہ میں جو بہت بچ رہے تھے، انکی کثرت کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے، قاعدے کے مطابق خاص بنائے ہوئے بتوں کے علاوہ عربوں کی جمالت کا یہ عالم تھا کہ راستہ چلتے چلتے جو اچھا سا پتھر بھی اُنکول جاتا، اُسکو دیوتا بنا لیتے تھے، اگر کبھی اُس سے اچھا پتھر مل گیا تو لے لے کر بخاری فتح مکہ

پہلے کو چھوڑ کر اسکے آگے سر جھکا دیتے تھے، اگر بدمستی سے کوئی پتھر ہاتھ نہ آتا تو مٹی کا گول پنڈا بنا کر بکری کا دودھ اُس پر ڈالتے تھے، اور پھر وہ دیوتا بن جاتا تھا عرب میں ایک قبیلہ تھا جسے آٹے کی مورت بنا کر اُسکی پرستش شروع کر دی تھی،

ان پتھر اور مٹی کی مورتوں کے علاوہ، بھوت پرست، پر بھی اُنکا اعتقاد تھا، انکو خدا سمجھ کر، یا خدا کا مقرب سمجھ کر پوجتے تھے، عرب میں ایسے لوگ بھی موجود تھے، جو ایک خدائے عظم کے قائل تھے، لیکن اسکے ساتھ وہ جنون کو اور فرشتوں کو بھی ایسے پوجتے تھے کہ ان کو وہ خدا کا مقرب اور اپنا سفارشی سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں،

خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے، یہ کل پتھر کی مورتیں نہ تھیں کہ اتنی تعداد تو کعبہ کی وسعت میں سما بھی نہیں سکتی تھی، بلکہ ان میں ایک خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی، دیواروں پر بزرگوں اور دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا، ایسے ہر فرقہ کے معبود، اور بزرگان دین کا اس گھر میں جمع تھا، چنانچہ بتوں کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کی دیواروں پر حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت سح اور حضرت مریم کی تصویریں تھیں، اس سے کعبہ کی یہودیوں، اسماعیلی عربوں اور عیسائیوں کے لئے بھی مرجع القلوب بننے کا دعویٰ سمجھا جاسکتا ہے، بعض ارباب فکر نے کعبہ کے ۳۶۰ بتوں کی تشریح یہ کی ہے کہ سال کے ہر دن کے لئے ایک نیابت تھا، سال کے ۳۶۰ دنوں کی تقریبی مدت کیلئے ۳۶۰ بت تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ تشریح ایسے صحیح نہیں کہ یہ تمام اصنام ایک قوم یا قبیلہ کے معبود نہ تھے، بلکہ

۱۔ صحیح بخاری، دفعہ ۵۷، سیرۃ نبی شام، مقدمہ، ۲۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر،

جُدا جُدا قوموں اور جُدا جُدا قبیلوں کے تھے، اور وہ ایک کعبہ میں اسلئے جمع کر دیے گئے تھے کہ تمام عرب کی مرجعیت اسکے بغیر قائم نہیں رہ سکتی تھی،

عرب میں دیگر مذاہب کا وجود اب پرستی کے علاوہ، عرب میں بعض اور مذاہب بھی موجود تھے، بلکہ انہیں ایسے لوگ بھی تھے جو متحد اور بے دین تھے عربوں میں قیامت اور دوبارہ زندگی پر ایمان کا کلیال عام طور سے پایا جاتا ہی، عام مذاہب میں سے چار مذہبوں کا وجود عرب میں غیر مشکوک طریقہ سے تھا، صابئیت، مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت صابئیت یعنی ستارہ پرستی زیادہ تر اہل ین میں نظر آتی ہو، اور کسی قدر شمالی عرب میں بھی اُس کا سراغ ملتا ہو، اور یہ نہایت قدیم زمانہ سے عرب میں موجود معلوم ہوتا ہو، مجوسیت نے عرب پر بہت کم اثر ڈالا تھا، حالانکہ سیاسی حیثیت سے آخر زمانہ میں اہل ایران ین، عمان اور دیگر ساحلی مقامات پر قابض تھے، کیکاؤ کے عہد میں امرالقیس کے باپ حجر آکل المرار شاہ کندہ نے مجوسیت اسلئے اختیار کر لی تھی کہ شاہ ایران کا وہ ملک عرب میں نائب بن سکے، اسکے علاوہ اور بھی خال خال مجوسی تھے، قبیلہ تمیم میں زلہ بن عدس، اور اُسکا بیٹا حاجب، اور اقرع بن حابس، اور اسود بھی اسی مذہب کے پیرو تھے،

عیسائیت شام کا شاہی مذہب تھا، اسی لئے شمالی عرب کے وہ قبائل جو حدود شام میں جا کر آباد ہو گئے تھے، انھوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا، چنانچہ حم، جذام، عاملہ، نجد، ہراء، سلج وغیرہ قبائل میں عیسائیت عام تھی، حدود شام کے عرب روسا، جنکو غسان کہتے ہیں عیسائی تھے، حدود شام سے بڑھ کر عیسائیت کی تبلیغ حدود عراق تک پہنچ چکی تھی، تغلب اور تنوخ کے قبیلہ جو عراق کی سمت میں

پہلے تھے عیسائی تھے، حیرہ کے عرب بادشاہوں نے گو مستقل طور سے عیسائیت قبول نہیں کی تاہم اس بنا پر کہ انکے حرم میں عیسائی عورتیں تھیں، انہیں متعدد بادشاہ عیسائی ہو گئے تھے، حیرہ میں انہیں عورتوں نے دیر اور کاہنوں نے تھے، یہاں راہب لوگ رہتے تھے اور ان کے ذریعہ سے یہاں نوشت و خواند کا کسب و کار رواج تھا، چنانچہ سلاطین حیرہ کے حالات انہیں دیرون میں مورخین اسلام نے قلمبند پائے تھے،

اندرون عرب میں بھی عیسائیت کے نشانات ملتے ہیں طے کا قبیلہ جو نجد کے قریب آباد تھا، عیسائی تھا، قبیلہ قریش کے خاندان بنی اسد میں چند آدمی عیسائی ہو گئے تھے، جن میں درقہ بن نوفل کا نام تو احادیث صحاح میں مذکور ہے، عثمان بن حیرہ بھی (اسی) خاندان کے ایک عیسائی تھے، اوس و خزرج میں بھی ایک دو آدمی عیسائی تھے، جنوبی عرب میں بحر ان ایک مقام ہے، وہاں تاملر لوگ عیسائی تھے، وہاں کلیسا بھی تھا، جس میں راہب رہا کرتے تھے، خاص میں کے اندر باوجود اسکے کہ عیسائی حبشیوں نے ۴۰۰ء ۵۰۰ء برس حکومت کی، عیسائیت زور نہ پاسکی، تمام سلاطین میں میں عبد کلال نام ایک بادشاہ صرف عیسائی تھا،

لیکن بجائے اسکے یہودیت نے یہاں بڑا برگ و بار پیدا کیا، حمیر یہودی تھے، بنی کنانہ، بنی الحارث بن کعب اور کنندہ میں بھی یہودیت تھی، یثرب سے شام تک عرب کے اکثر سرسبز مقامات یہودیوں کے قبضہ میں تھے، بنو قریظہ، بنو قبیقاع، اہل خیبر تمام یہودی تھے، یثرب یعنی مدینہ منورہ میں یہودیوں کی آبادی تھی، یہاں انکا ایک بیت المقدس اس تھا، جہاں علمائے یہود اپنی مذہبی کتابیں عربی زبان

سلا یہ تمام بیانات مذکورہ معارف ابن قتیبہ اور یعقوبی جلد اول ص ۲۰۰ سے ماخوذ ہیں

میں ترجمہ کر کے سامعین کو سنایا کرتے تھے، شرب میں یہودیوں کے مذہبی تقدس کا اتنا اثر تھا کہ اوسو خراج کے قبیلوں میں لوگ نذر مانتے تھے کہ بچہ اگر زندہ رہا تو انکو یہودی بنائیں گے۔

پروفیسر ڈورمی جو عربی کا بہت بڑا عالم جرمنی میں گذرا ہوا، اسنے ”مکتہ میں بنی اسرائیل“ کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ بنی اسرائیل شام سے بھاگ کر حجاز کے شہر میں آکر آباد ہو گئے تھے، اور کعبہ انھیں کا بنایا ہوا معبد ہے جو کافھون نے بتعل (بعل) دیوتا کے نام سے جس کو وہ اکثر گمراہی کے زمانہ میں پوجا کرتے تھے، تعمیر کیا تھا، عربوں میں اسی دیوتا کا نام ہبل مشہور تھا، اور جو محمد کے زمانہ تک خانہ کعبہ میں نصب تھا،

پروفیسر موصوف کے اس نظریہ نے گو جرمنی کے اکثر یہودی علماء میں برفروختگی پیدا کر دی، لیکن ہم مسلمانوں کا جہان تک تعلق ہے، اس رے میں صرف جرمنی ترم چاہتے ہیں، مکتہ میں بنی اسرائیل نہیں، بلکہ اسرائیل کے عمراو بھائی بنی اسماعیل آکر آباد ہوئے تھے، اس گھر کو بنی اسرائیل نے نہیں بلکہ انکے دادا ابراہیم نے تعمیر کیا تھا، وہ ہبل کے نام سے نہیں بلکہ ”خدائے عروج“ کے نام سے بنایا گیا تھا،

— ۱۰۰ —

۱۰ صحیح بخاری ۱۰ ابو داؤد ۱۰
۱۰ مؤزی کی تاریخ مسلمانانِ ہند کا مقدمہ ترجمہ انگریزی

فترآن مجید

اور مذہبِ عرب قبلِ اسلام

گذشتہ صفحات میں عرب کے مذاہب کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اُس سے ظاہر ہو گا کہ اسلام کو آغازِ نبوت میں کسی ایک سے نہیں بلکہ سیکڑوں مذاہب اور مختلف الاصول عقاید سے برسرِ پیکار ہونا پڑا، نیم پڑھ چکے ہو کہ عرب، اختلافِ عقاید اور کثرتِ مذاہب کی بنا پر گویا کائناتِ مذہبی کا عالمِ اصغر تھا، اور تعجب نہیں کہ قرآن کے نزول کے لیے عرب کی سرزمین کا انتخاب منجملہ اور وجوہ کے ایک اس بنا پر بھی ہو کہ یہاں بحث و مناظرہ کے لیے اُس کو ہر قسم کے مخاطب اور ہر مذہب کے دلیلِ مجاہدین گئے،

۱۔ مذہب کی ابتدائی تاریخ کا مظہر یعنی ”اعاظمِ پرستی“ عرب میں موجود تھی۔ صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ ”عرب کے مشہور بت لات، وڈ، یغوث وغیرہ پہلے زمانہ کے بزرگوں کے نام ہیں، بعد میں اہل عرب انکی صورتیں بنا کر پوجنے لگے“ قرآن مجید ذیل کی آیت پاک میں اسی مذہب کی تردید کرتا ہے۔

إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى وَالْمُجْرِمِينَ
يَسْتَوُونَ فِي الْمُلْكِ وَالْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ
أَمَّا لَكُمْ، (اعراف)

”مخلوق“ ہیں۔

إِنْ كُلُّ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي
بِإِسْمِ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّيْلًا
آسمان و زمین میں جو بھی ہے وہ خدا کے سامنے
لے یعنی ہر اُس شے کی پرستش جو انسان کی نظر میں بڑی معلوم ہو۔

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا، (مریم) "غلام" بنکر آئیوالی ہے۔

قرآن مجید نے جا بجا کائنات کی ہستیوں کو خدا کا مخلوق بیان کیا ہے، اس سے مقصود یہی ہے کہ یہ چیزیں لایق پرستش نہیں ہیں، اوپر گزر چکا ہے کہ انسان پہلے گھنے درخت اونچے پہاڑ، مہیب جانور، روشن چاند اور چمکنے والے سوچ اور ستاروں کی پرستش کرتا تھا، کیونکہ یہ چیزیں اُسکو بڑی اور اپنی ہستی اُنکے آگے حیرانظر آتی تھی، قرآن نے اس کی تردید کی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كِیٰ نَبین دیکھتے کہ آسمان وزمین میں جو بھی ہے وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ اور سورج چاند ستارے پہاڑ درخت اور جانور وَالْاَنْدَابُ، ج سب خدا کے آگے سر جھکائے ہیں۔

۲۔ اس کے بعد "تو ہی برسی" کا درجہ ہے **قرآن مجید** میں مبسوط مقام پر تو اسے فطریہ کو خدا کا مخلوق اور اُس کے حکم سے انسان کا تابع فرمان بیان کیا ہے اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں خود انسانوں کے لیے بنائی گئی ہیں، انسان کا اُن کو اپنا معبود ٹھہرانا انتہائی حماقت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ تَخَّرَّكَ لَكُمْ مَافِی الْاَرْضِ وَافْلَکَ کِیٰ تَم نَبین دیکھتے کہ اللہ نے نشکی میں جو کچھ ہے، النَّبِیُّ یَخْرِجُ فِی الْبَحْرِ بِأَمْرِہٖ وَیُعْصِی السَّمَاۗءُ اور کشتیاں جو تری میں جلی میں اُنکو تھارتا لَیۡسَ اَنْ تَقْعَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ، ج فرمان کر دیا ہو وہی سامان کو روکے ہو کہ زمین پہنچے لکن اُس کا حکم کہ وَهُوَ الَّذِیۡ یَخْرِجُ الْبَحْرَۃَ عِیۡلِیۡ وَفِی السَّمَاۗءِ اور اسی نے سمندر کو سرخ کیا،

اللّٰهُ الَّذِیۡ یَخْرِجُ لَكُمْ الْبَحْرَۃَ لَیۡسَ فِی السَّمَاۗءِ فِیۡہِ وہ اللہ جسے سمندر کو تھارتا لَیۡسَ اَنْ تَقْعَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ لکن اُس کا حکم کہ وَهُوَ الَّذِیۡ یَخْرِجُ الْبَحْرَۃَ عِیۡلِیۡ وَفِی السَّمَاۗءِ اور اسی نے سمندر کو سرخ کیا،

وَتَخَرَّكْلَمْ مَافِي السَّمَوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ كَرَوَجْ كَچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہر سب کو اپنی
 جَمِيعًا مِنْهُ، جاتیہ
 طرے سے اُسے تمہارے قابو میں کر دیا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ فِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ
 السَّحَابِ الْغُلَبِ وَيُنْشِئُ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ
 مِنْ خِيفَتِهِمْ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ
 مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ وَهُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْغُلَبَ
 الْمَعَالِ رعد
 چاہتا ہے کہ گودیتا ہے کیا یہ کافر خدا کی بابت جھگڑا کرتے ہیں حالانکہ

اس کے ہم سنی قسمران مجید میں اور بت سی آئین ملین گی۔

۳۔ تیسرا درجہ "ستارہ پرستی" کا ہے، جس میں چاند اور سورج کو اپنی عظمت کے
 لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے، حضرت ابراہیم کے قصہ میں ستارہ پرستی کی نہایت
 روشن دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے، اسکی مزید تفصیل صائبیت کے ذکر میں آئیگی۔
 مخصوص ستاروں کی پرستش کے متعلق اوپر گزر چکا ہے کہ مشہور قبیلہ قیس
 ستارہ شعری کا پرستار تھا، قرآن نے کہا:

وَأَنْتَ سَرَبُ الشُّعْرَى، اور یہی خدا شعری کا مالک ہے۔

قبیلہ کنانہ چاند کو اور حمیر آفتاب کو پوجتے تھے، قسمران مجیدان کو خطاب کے کہ
 کتاب ہے:

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ آفتاب و ماہتاب کو سجدہ نہ کرو،

قوم سبا کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتی تھی قرآن ایک بے زبان
 لیکن گویا پرندہ کی زبانی انکو الزام دیتا ہے:

يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ، نمل خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔

عرب کے مستند مذاہب | قرآن مجید کے نزول کے وقت عرب میں جو مستند مذاہب رائج تھے، وہ جب ذیل تھے: یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، صابئییت، حقیقت، خفیت کے علاوہ اور مذاہب کو متعدد دفعہ قرآن نے کجا بیان کیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ جَمِيعًا هُمُ الْيَهُودُ بَنِي إِسْرَءِيلَ
وَالصَّابِئِينَ، بقرہ اور نطری اور صابی،

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ جَمِيعًا هُمُ الْيَهُودُ بَنِي إِسْرَءِيلَ
وَالنَّصَارَىٰ، مائدہ صابی اور نصاریٰ۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ جَمِيعًا هُمُ الْيَهُودُ بَنِي إِسْرَءِيلَ
وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا، اور مجوس اور جو مشرک ہیں، حج،

اب ہم بہ ترتیب ایک ایک مذہب کو لیکر بیان کرتے ہیں۔

یہودیت | یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہودیت عرب کے کن قبائل میں تھی؟ یہاں یہ سوال ہے کہ کیا عرب کے یہودی دوسرے ملکوں کے یہودیوں سے کچھ الگ اعتقاد رکھتے تھے؟ قرآن مجید نے عرب کے یہودیوں کے ذمائم اخلاق کو تو کھول کھول کر بیان کیا ہے، لیکن ان کے اعتقادات پر کوئی خاص حملہ نہیں کیا، صرف ایک موقع پر یہ آیت ہے۔
وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ (توبہ) یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔

عزیر سے مراد عزرا کا ہے جنہوں نے توراہ کو اپنے اعجاز سے دوبارہ زندہ کیا۔ مفسرین اسلام کا بیان ہے کہ یہودیوں میں عزیر کی ابنیت کا کوئی عقیدہ

نہیں ہے، اس لیے قرآن کا یہ دعویٰ سراسر خلاف واقع ہے، اس اعتراض کا سرسری جواب تو جیسا بیضاوی نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرآن نے اپنی یہ آواز مدینہ میں یہودیوں کے مجمع کے اندر بلند کی، اور کہیں سے اسکی تکذیب اور خلاف واقعیت کی صدا نہ اُٹھی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ عرب کے یہودیوں میں یہ اعتقاد موجود تھا، ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں اس اعتقاد کے چند لوگ موجود تھے ابن حزم نے مل میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا صدیقی فرقہ جو مین میں تھا اُسی کا یہ عقیدہ تھا،

میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیوں میں انیت کا تخیل نہایت قدیم ہے
تکوین کے چھٹے باب میں ہے کہ:

”خدا کے بیٹوں نے دیکھا کہ انسان کی بنیادیں خوبصورت ہیں“

”ابن اللہ“ کے معنی عبرانیوں کے محاورہ میں خدا کے محبوب اور پیارے کے تھے، اسی لیے مسلمانوں کے مقابلہ میں عرب کے یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ عَنْ أَبْنَاءِ اللَّهِ
وَأَحِبَّاؤُكَ (مائتہ)

چاہتے ہیں۔

ایسی حالت میں یہود عرب اگر عیسائیوں کے مقابلہ میں اُنکا غور توڑنے کے لیے حضرت عزیر کو حضرت عیسیٰ کا ماثل اور ہمسر قرار دیتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ قرآن نے بھی اسی موقع پر یہودیوں کے اس قول کو نفی کیا ہے، چنانچہ پوری آیت یہ ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ دُعَاؤُا ابْنِ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَىٰ يَهُودُ نَكَا عَزِيزُ خَدَا كَا بِيَا هَ، اَدْنَرْ لِي نَكَا
 الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكْ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ سِجْ خَدَا كَا بِيَا هَ۔ يَه اُنْ كَا صَرْفِ زَبَانِي دَعْوَا
 يُضَاهِيُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (توبہ) ہو۔ یہ اگلے کافروں کی بات کی نقل اُتارتے ہیں۔

آیت بالا کے اخیر حصہ کے مطلب بیان کرنے میں ہمارے مفسر مضطرب
 البیان ہیں کہ انیت کے مسئلہ میں یہ کس اگلی قوم کے عقیدہ کی نقل اُتارتے ہیں حقیقت
 یہ تخیل تمام بت پرست قوموں کی میتھا لوجی کا جزو رہا ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ
 عیسائیوں نے جس قوم سے اس عقیدہ کو حاصل کیا وہ اہل مصر ہیں، اور یہودی فرقہ نے
 عیسائیوں کی دیکھا دیکھی یہ کلمہ منہ سے نکالا۔

عیسائیت | عرب میں عیسائیوں کا کونسا فرقہ آباد تھا؟ خود عرب میں تو عیسائی حضرت
 عمر فاروقؓ کے زمانہ سے ناپید ہیں۔ اسلئے عیسائیوں کا ہر فرقہ مدعی ہے کہ وہ ہمارا
 ہم مذہب تھے، ابوالفرج طبری جو چھٹی صدی میں ایک یعقوبی العقیدہ عرب عیسائی مورخ
 تھا، بو ثوق تمام کہتا ہے کہ عرب تمام تر یعقوبی (جا کو بائٹ) تھے، اسکی تاریخ کا عیسائی
 محشی جو بیروت کا ایک مشہور کیتھولک فاضل ہے دعویٰ کرتا ہے کہ نہیں وہ کیتھولک
 تھے، کیونکہ کیتھولک رومیوں کے ساتھ انکے تعلقات تھے، ڈیرسپر کا نشانہ معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ بطور ہی تھے، ہمکو حافظ کا فیصلہ پسند ہے۔ ۶

بیا کاین داویر ہارا بہ پیش داویر اندازیم
 خدا کی کتاب یعنی فستران مجید میں عیسائیوں کے عقیدوں کی چار مقام
 پر تردید کی گئی ہے،

۱۔ تاریخ مختصر الدول طبری مطبوعہ بیروت، صفحہ ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلَوْا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَبِيلِ اللَّهِ قَوْمًا مُّشْرِكِينَ ۚ
 رَسُوْلُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أُنْفِثَتْ إِلَىٰ مَرْيَمَ عِيسَىٰ بِنْتِ مَرْيَمَ صَرَفَ خُدا کے بول تھے اور اس کے حکم جو مریم تک
 وَرُوحٌ مِنْهُ فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ إِكْرَاهٌ وَإِنْ تُنْكِرُوكُمْ فَلَا كُفْرَ بِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَفِيٌّ ۚ
 تَلْتَلِيهِ، اِنْهُوَ خَيْرٌ اَلْكَلَمِ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهُ وَاحِدٌ خُدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو اس
 سُبْحَنَهُ اَنْ يَكُوْنُ لَهُ وَلَدٌ، (نساء) بانا ویسی تمہاری تہر جو خلق تو ایک خدا اور اس پاک کہ اگر کوئی اور کا ہے

دوسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ وَكَافِرِينَ جَعَلَتْهُنَّ ابْنُ مَرْيَمَ
 ابْنُ مَرْيَمَ، (مائداہ) وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم خدا ہے

تیسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۚ وَكَافِرِينَ جَعَلَتْهُنَّ ابْنُ مَرْيَمَ مِثْلَ ابْنِ مَرْيَمَ ۚ
 وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهُ وَاحِدٌ، (مائداہ) حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

چوتھی آیت:

يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ااتخذوني واوليائي الهين من دون الله، كما کہ خدا کے سوا مجھ کو اور میری مان کو بھی
 (مائداہ) دو خدا مانو،

ہمارے ملک کے عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہم عیسائیوں کی طرف
 مختلف قسم کے عقائد منسوب کیے ہیں جو ہمارے نہیں مثلاً حضرت مریم کو خدا سمجھنا، اور
 لہٰذا یہ آیت اسی سورہ میں دو دفعہ ہو۔

نے لکھا ہے کہ ان میں برابرانی مسرت تھا جو مسیح اور مریم دونوں کو خدا سمجھتا تھا۔^{۵۱}

روح القدس کو عیسائیت کے اکثر فرقے حضرت عیسیٰ کے ساتھ الٰہیت کا تیسرا اقنوم سمجھتے ہیں مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق روح القدس فرشتہ کا نام ہے اسی لیے قرآن نے کہا:

وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُخَنُّوا أَلَمْ تَكُنْ أَتَى أَبًا وَابْنًا أَوْ خَدَايَٰهٖ حَكْمَ مَكُونِينَ دِيكَافَرْشَتُونَ اَوْ رَغِيْبُونَ كَوْخَدَا
اَيَا مَرْكُمُ يَا لَكُمْ بَعْدَ اِذَا اُنْتُمْ مُسْلِمُونَ (بقرة) بناؤ، کیا اسلام لے آنے کے بعد مگو کفر کا حکم دیگا۔
اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک عرب میں کن کن فرقوں کے عیسائی آباد تھے،

خدا جانے کن اسباب عربوں کو حضرت عیسیٰ سے محبت نہ تھی، اور اسی لیے وہ اسلام سے بھڑکتے تھے، وہ کہتے تھے کہ عیسائیوں کے خدا کا بیٹا ہمارے دیوتاؤں سے کس بات میں اچھا ہے:

وَ اِذَا ضَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمًا كَذَبُوا
مِنْهُ يَصِفُوْنَ وَقَالُوا اَعْلٰهٰنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ اَسْ سَهْنَتِيْ هِيَ، کہتے ہیں کہ ہمارے دیوتا
(نضرت) اچھے ہیں یا وہ۔

اس آیت سے عیسائیوں کے اس دعویٰ کی بنیاد دکھو کھلی ہو جاتی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں عیسائیت کو بڑا فروغ اور قبول عام حاصل تھا،

مجسیت مجسیت، ایران کا قدیم مذہب ہے جس کا بانی زرتشت بتایا جاتا ہے زرتشتی خود اپنے کو مجوس نہیں کہتے، عربی میں مجوس کا لفظ یونانی سے آیا ہے، یونانی انکو میجوس کہتے
۱۔ فصل فی الملل داخل جلد ۸ ص ۴۸

ہیں، اصل فارسی لفظ مُغ ہے، مجوس، یزدان اور ہرمن دو خداؤں کے قائل تھے، ایک فاعل خیر (یزدان)، اور دوسرا فاعل شر (اہرمن) یزدان کو نور اور اہرمن کو ظلمت سے بھی تعبیر کرتے تھے، قرآن نے عرب کے مجوسی اعتقاد کا ابطال بھی ضروری سمجھا، چنانچہ کہتا ہے:

قَالَ اللَّهُ لَا تُخَذُّوْا الْهَيْنَ اِثْنَيْنِ اِنَّهٗمَا خَدَاۤءُ بَنَآءُ حَسْبَ اَتَاۤىَاكُمۡ هُوَالِهٖ وَاجِدٌۭ، (نمل)

ہی ہے۔

میری رائے میں قرآن مجید کی یہ آیتیں:

اَللّٰهُ يُدۡرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور) خدا آسمان و زمین کی روشنی ہے

اَحْمَدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ اَیۡہِمۡا سُبۡحٰنَہٗمَا ۚ اِنَّہٗ لَہٗ عِلۡمُ الْغُیۡوۡبِ (انعام) کیا اور تاریکی اور روشنی کو بنایا۔

انھیں مجوس کی رو میں ہے،

مجوس کا نام ایک ہی دفعہ قرآن میں آیا ہے، سورہ حج میں۔

صائبیت قرآن مجید میں صائبین کا نام جیسا کہ اوپر کی آیتوں میں گذر چکا ہے، تین دفعہ آیا ہے، لیکن نام کے علاوہ کچھ اور حقیقت واضح نہیں کی ہے اسلئے اسکی تحقیق کہ اس مذہب کے اصول کیا تھے، اس کا مولہ کمان تھا، اس کا بانی کون تھا؟ کس کے نام سے یہ فرقہ قائم تھا بہت کم کی جاسکتی ہے، حالانکہ دین حنیف جسکی جانشینی کا مذہب اسلام دعویٰ ہے اسکی حقیقت کا انخشاف بہت کچھ صائبی مذہب کے فہم و تشریح پر منحصر ہے، مغربین مشرقلین حدیث، ارباب لغت اور مورخین بھی صائبیت کی تعیین حقیقت میں نہایت مختلف الراء ہیں، ان مختلف اسباب سے ہم اس داستان کو ذرا پھیلا کر لکھنا چاہتے ہیں۔

مختصر حال | صائبین کا اصل مولد بابل تھا، آغاز باب میں بتایا جا چکا ہے کہ اس ملک میں ستارہ پرستی کا رواج مدت سے تھا، اسی کے ساتھ ان میں ارواح پرستی بھی تھی ستاروں کی ہیکل ان کے بعد تھے، عربی اور انگریزی دونوں شہادتوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ عراق کا نہایت قدیم مذہب تھا، رفتہ رفتہ سیاسی انقلابات کے ساتھ ساتھ ان پر جو مذہب غالب آتا گیا، ان کے کچھ اجزاء اُس میں شامل ہوتے گئے، ان میں بنی اسرائیل کی یہودیت، ایرانیوں کی مجوسیت، یونانیوں کا فلسفہ، مدیون کی عیسائیت ہر چیز میں سرایت کر گئی تھی، خدا سے واحد پران کا اعتقاد تھا، لیکن ستاروں کی ارواح کو خدا اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ سمجھتے تھے، تین وقت ستاروں کی پوجا کرتے تھے، صبح کو تا طلوع آفتاب، دوپہر کو عین زوال کے وقت، شام کو آفتاب ڈوبنے تک۔ ان کا اعتقاد تھا کہ تمام ستاروں کا مرکز قطب شمالی ہے، تمام ستارے آغاز عالم سے ہر وقت اپنی جگہ سے ہٹتے اور برہتے رہتے ہیں، لیکن قطب کا تار ہمیشہ ایک حال پر اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے، اس لیے وہ قبلہ ہے، اسی طرف منہ کر کے وہ اپنی دعا اور مناجات پڑھا کرتے ہیں دن میں تین دفعہ ہر نماز کے لیے انکو غسل کرنا پڑتا ہے۔

مسلمانوں کے بیانات | اس تفصیل کے بعد اس مذہب کے متعلق مفسرین کے الفاظ سننے چاہئیں۔ حافظ ابن کثیر نے سورہ بقرہ کی آیت وَالصَّابِّیْنَ کی تفسیر میں تمام اقوال نقل کر دیے ہیں۔

مجاہد، عطاء، سعید بن جبیر، سفیان ثوری صائبی یہود نصاریٰ اور مجوس کے بین میں ایک قوم ہو چکا کوئی خاص مذہب نہیں۔

لے اسی لیے ان ۳۔ اوقات میں اسلام میں نماز ناجائز ہے کہ تیار نہ ہو۔

ابو العالیہ یسع بن انس، سدی، جابر بن زید صائبی اہل کتاب کا ایک فریق ہے جو زبور پڑھتا ہے۔
اسحاق بن راہویہ،

حسن بصری،

ابو جعفر رازی، قتادہ،

صائبی فرشتہ پرست ہیں، زبور پڑھتے ہیں اور قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہیں۔

ابو الزناد،

صائبی ایک قوم ہے جو عراق کے قریب

کوئی مین رہتی ہے، تمام پینیردن پر ایمان

رکھتی ہے ہر سال ۳۰ روزے رکھتی ہے

پانچ دقت مین کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتی ہے

صائبی وہ مذہب ہے جو خدا کی توحید کا قائل ہو

لیکن اسکے پاس کوئی شریعت نہ ہو۔

عبدالرحمن بن زید،

صائبی مصل مین ایک قوم ہے جو توحید

کی قائل ہے۔ لیکن عبادات، کتاب الہی

اور پینیر سے محروم ہے۔

غلیل،

صائبی مذہب عیسائیوں سے ملتا جلتا ہے

انکا قبلہ باد جنوب کے بنے کا رخ ہے، وہ سمجھتے ہیں

کہ ہم حضرت نوح کی شریعت پر ہیں۔

نجاہ حسن بصری، ابن ابی نجیح (ہرولیت قرطبی) یہ ایک قوم ہے جسکا مذہب یہود اور مجوس سے مرکب ہے۔

بعض علماء متاخرین

حاصل یہ ہے کہ یہ موجد ہیں لیکن تاثیر کو اکبر
کے قایل ہیں۔

امام رازی

صابی ستارہ پرست قوم جو ستارہ کو اس اعتقاد
سے پوجتی ہیں کہ خدا نے اسکو قبلہ بنایا، جو اور تدبیر
عالم اس کے سپرد کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر

مجاہد اور اسکے پیروں، اور وہب بن منہ
کا قول درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ یہود،
نہ عیسائی، نہ مجوس اور نہ مشرکین کے مذہب
ہیں، بلکہ سادہ خلقت پر قائم ہیں کسی خاص
مذہب کے متبع نہیں،

ابن ندیم نے فہرست کے ایک طویل باب میں صابئین کا ذکر کیا ہے، اور ان
کے تمام اعمال و عقاید لکھے ہیں، کہ یہ اپنے کو حضرت ابراہیمؑ کے پہلے کے پیغمبر حضرت نوحؑ
اور شیثؑ کا پیرو کہتے ہیں، ایک صحیفہ شیث بھی ان کے پاس ہے جس میں احسناتی باتیں
صبح ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ نے صابئین کی تحقیق پر الرُّدُّ عَلَی الْمُنْتَظِقِینَ میں جو کچھ لکھا ہے، وہ
محققانہ ہے۔ ہم اسکا یہاں لفظی ترجمہ کر دیتے ہیں۔

”اُن صابئین کا خاص مرکز حران تھا، حضرت ابراہیمؑ میں پیدا ہوئے تھے، یا عراق
سے یہاں آئے تھے، دونوں قول ہیں، یہاں علتِ اولیٰ عقلِ اول اور
نفسِ کلیہ کے یہاں تھے، نیز زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد اور قمر کے

ہیکل تھے، عیسائیت سے پہلے ان کا یہی مذہب تھا، عیسائیت کے بعد، اُن
 شرک صائبین کے بقا کے ساتھ ساتھ ان میں عیسائیت پھیلی، یہاں تک کہ
 اسلام آیا اور وہاں یہ صائبین اور فلاسفہ حکومت اسلامی میں آخر وقت تک
 موجود رہے، انھیں میں سے وہ صائبین تھے جو بغداد وغیرہ میں طیب یا منشی
 تھے، ان میں سے بعض اسلام نہ لائے، پوچھی صدی میں فارابی جب حران
 گیا ہے، تو انھیں سے فلسفہ سیکھا..... اہل دشت وغیرہ کا مذہب بھی عیسائیت
 سے پہلے ہی تھا، انکی نماز کا قبلہ ”قطب شمالی“ تھا اسی لیے دشت میں بہت سی
 کسٹہ سجدین ہیں جن کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف لٹ بھی ہے دشت کی جامع مسجد
 کے نیچے ایک بہت بڑا معبد ہے، جس کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے
 یہ انھیں لوگوں کا معبد ہے،

علامہ موصوف نے اس کے بعد صائبین کی دو قسمیں کی ہیں، ایک موصدین، یہ وہ ہیں
 جنھوں نے حضرت ابراہیم کی ملت کی پیروی کی، دوسری جماعت وہ تھی جو شرک تھی،
 قرآن شریف نے ”مثنوی“ صائبین کا ذکر کیا ہے ”ایک میں اول کا ذکر ہے اور دوسرے
 میں دوم کا۔“

علامہ ابن عزم ظاہری نے مل میں لکھا ہے کہ صائبیت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے
 شہرستانی نے اپنی مل میں صائبیہ اور خنیفہ کا باہم دو متقابل مذہبوں کی حیثیت سے ذکر کیا ہے
 اور ان کے اختلافات و مناظرات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ صائبین
 خدا کے قایل ہیں۔ رسالت کے قطعاً منکر ہیں، خدا اور بندوں کے درمیان یہ تارے جو
 لے گویا مسلمان ہونے کے بعد یہی ہیکل مسجد بن گئی۔

دی روح بین متوسط ہیں، اور اس لیے اُن کے خوش رکھنے کی ضرورت ہے اور اسی بنا پر انکی پرستش کی جاتی ہے، حنفیہ رسالت کے قایل ہیں اور صاحب رسالت ہی کو خدا اور بندہ کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہیں۔

قدیم عیسائی بیان | چھٹی صدی کا ایک عیسائی مورخ اپنی تحقیق کی بنا پر نہایت وثوق کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ صائبین کا مذہب قدیم کلدانیوں کا مذہب ہے، قطب شمالی اسکا قبلہ ہے، تین وقت کی نماز یہ پڑھتے ہیں، اول طلوع آفتاب کے آدھ گھنٹہ پہلے سے طلوع آفتاب تک ۸ رکعتیں، دوسرے عین زوال آفتاب، اور تیسرے عین غروب کے وقت پانچ پانچ رکعتیں، ہر رکعت میں تین جسدے روزے بہت ہیں، اول تیس روزے ایک ساتھ، ۸ آذر (مارچ) سے۔ ۱۰ روزے ایک دفعہ، کا نون اول (دسمبر) سے۔ پھر سات دن کے روزے ۸ شباط (فروری) سے۔ ستارون کی یہ پرستش کرتے ہیں۔ قربانیان کثرت سے کرتے ہیں لیکن کھاتے نہیں۔ بلکہ جلا دیتے ہیں۔ انکی باتیں حکما سے مشابہ ہوتی ہیں، توحید کے مسائل ان کے ہاں نہایت مضبوط ہیں، لسن، لوبیا، کرم کلا اور سور نہیں کھاتے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگار ۹ ہزار دورہ عذاب اٹھا کر آخر رحمت الہی کے سایہ میں داخل ہو جائیگا۔

علمائے یورپ کا بیان | اہل یورپ کو اس فرقہ کا حال ابتداء ایک یورپین سیاح کی زبانی معلوم ہوا جو عراق کی سیاحت کر کے یورپ واپس گیا تھا، عراق میں صائبیوں کی اب تک تھوڑی سی آبادی ہے، یہ دیکھ کر یہ حضرت یحییٰ (جان) کی بڑی عزت کرتے ہیں، اُس نے اپنے اہل وطن کو یہ پیغام بشارت سنایا کہ وہ حضرت یحییٰ کے عیسائیوں (۹) کا پتہ لگا کر آیا ہے، اس کے بعد سلمان مصنفین کی کتابوں میں انکے حالات یورپ کو لائے، بعد ان میں ایک عیسائی شہری نے عراق اگر ان میں کام کرنا شروع کیا، ایک دو نے عیسائی مذہب قبول

کیا اور اپنے قدیم مذہبی عقائد کا طلسم خود اپنی زبان سے کھولا۔

صابئین اپنے آپ کو **ماندیین** کہتے ہیں ساحل فرات پر بصرہ اور خوزستان کے پاس انکی مختصر آبادی ہے (ماند) کے لفظی معنی انکی زبان میں (علم) کے ہیں انکی بول چال کی زبان فارسی اور عربی ہے۔ لیکن مذہبی زبان ایک قسم کی آرامی ہے، خط قدیم تدمری (پالمیر) خط کے مشابہ ہے اسی خط اور زبان میں ایک مذہبی صحیفہ انکے ہاتھ میں ہے جس کے بعض حصے نہایت قدیم ہیں اور کسی پرانے لٹریچر سے ماخوذ ہیں، ان میں سے سب سے طویل اور اہم ٹکڑے کا نام **سدر ربیع** یعنی بڑی کتاب ہے اور اسی کا دوسرا نام ”کنز“ (گنج یا کنز) یعنی خزانہ ہے، اس کے دو چھوٹے بڑے حصے ہیں بڑے کو ”یا میں“ (یہ میں) و اہنا ہا تھ اور چھوٹے کو **سماں** (شمال) بیان ہاتھ کہتے ہیں پہلا حصہ زندگی کے لیے ہے، اور دوسرے میں مذہبی عمدہ داروں کی تجویز و تکفین کی دعائیں ہیں، یا میں کا آخری باب کتاب الملوک ہے جس میں ایرانی اور عرب بادشاہوں کے تذکرے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ساتویں اور نوین صدی عیسوی (یا پہلی اور تیسری صدی ہجری) تک کے درمیان کا ہے، رسوم مذہبی کچھ زیادہ پرانے یعنی ساسانیوں کے عہد کے معلوم ہوتے ہیں۔

ان کے عقائد اور اصول مذہب پر ایک مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلان کے قدیم مذہب ستارہ پرستی، یونان کے فرقہ ناشک، اور ایران کے مسئلہ نور و ظلمت کا ایک لے سامی زبانوں میں رب کے معنی بڑے کے ہیں۔

۱۷ تیسری صدی ہجری کے اوخر میں یعنی خلیفہ معتضد کے زمانہ میں ثابت بن قزو صائبی نے صائبی مذہب کے بعض دستن و تجویز و تکفین میت و توابع نجاست و طہارت و حیوانات قربانی و اوقات نماز پر ایک کتاب لکھی تھی، (ابو الفرج طحطاوی صفحہ ۲۶۵) کیا وہ بھی حصہ ہے ؟

مخلوط مجموعہ ہے، تمام اشیا کی اصل ایک تاریک غار ہے، اس کے ساتھ دو چیزیں ہیں جو تو اسے
 ازلیہ ہیں، ایک "ایارہ زیو۔ رب" (فضا سے منور اعظم) اور دوسری "مان رب" (روح اعظم
 جلال) جسکو وہ ملک النور بھی کہتے ہیں۔ مان رب نے برترین قوا سے ازلیہ حی قدیما ی
 (حیاء قدیمہ) یعنی حیاء اُبدی، یا علت اولی کو پیدا کیا، اور اس کے بعد خود پردہ راز میں چھپ
 گیا، اور صرف نیک صابیون کو موت کے بعد نظر آئے گا، اب یہی حیاء قدیمہ اُبدی علما اس
 فرقہ کا خدا ہے۔ تمام مناجاتوں اور دعاؤں میں اسی کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔ ملک النور جاہ و
 جلال کے ساتھ سمت شمال میں سکونت گزین ہے، نورِ اول کے پانچ مظاہر ہیں، نورِ خاص
 و بلند، بالذیسم، لطیف صوت، قوائے ازلیہ کی آواز، اور انحاء حسنِ خلقت، ان سے ملکر پندرہ
 روحانی قوتیں (ملاکہ) پیدا ہوئیں، ان میں سے اکثر کی نام بنام پوجا ہوتی ہے۔

حیاء اولی سے پھر حتی تنائی (حیاء ثانیہ یا علت ثانیہ) پیدا ہوئی، اس کا دوسرا نام
 "یشوئمن" بھی ہے، اس کے بعد اس کا دوسرا منظر رسولِ حیا یعنی مانڈا ہے، جسکی نسبت سے
 اس فرقہ کا مانڈین نام پڑا ہے اور جسکو وہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں، مانڈا مان ربا کا فرزند
 اول، فرزند عزیز، رسول برتر، اور کلہ حیا ہے۔

حیاء نے اس عالم ظاہری میں اپنے تین مددگار پیدا کیے، ہیبل شیتیل، اور آئوش
 یہ تینوں محافظ ارواح ہیں۔ آئوش کا دوسرا نام حتی تلیتہا ی (حیاء ثالثہ) ہے، عقیق، یعنی
 قدیم بھی اسکو کہتے ہیں اور یہ دنیا اور آخرت کے بیچ میں عالم نور کی آخری سرحد پر رہتا ہے، اس
 دنیا سے اس دنیا میں جو جاتا ہے یہ اپنی ترازو میں اس کے اعمال پہلے تول لیتا ہے اُسکے
 نیچے ایک تاریک غار میں میلا پانی تھا، جس میں اُس کا عکس پڑا تو ایک صورت پتال، نام
 لہ یہ تینوں نام تورات کے اہل، ثیت اور نوح کی باہمی صورت ہے۔

مجسم ہو گئی، یہ تباہلِ فرزندِ حیاتِ ثانیہ اس عالمِ مادی کا خالق ہے۔ اسی نے آدم و حوا کو پیدا کیا لیکن یہ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے ایسے حیاتِ اولیٰ نے پہلے شیتل اور انوش کو بھیجا، انھوں نے انکے اندر روح پھونکی اور انکو خدا کے حکم سے تعلیم کیا کہ عالمِ نور کیا چیز ہے اور یہ کہ انکا اصلی خالق تباہلِ نہیں، بلکہ خدا ہے۔ تباہل کے تین اور سلسلہ مملو قات ہیں، ایک ستارگانِ سیارہ دوسرے منازلِ برج، تیسرا سلسلہ اب تک غیر معین ہے،

ستارگانِ سیارہ یہ ہیں: ایشتر (اشتر یعنی زہرہ، روحِ قدس بھی اس کا نام ہے۔ انباءِ نبوی) یعنی عطارد یعنی چاند۔ کیوٹان یعنی زحل، بیل یعنی مشتری، زریگل (زرگال) یعنی مریخ، ال یا ال لول، آفتاب جس کا دوسرا نام قادوش یعنی قدوس اور اؤمنا ہے، یہ تمام ستاروں کی ارواح کا مالک ہے، اور اسی لیے اسکی جگہ اُن کے وسط میں ہے، آسمانِ خالص پانی کا ایک سمندر ہے جس میں یہ ستارے تیر رہے ہیں، شمالی قطب ستارہ، ستاروں کا مرکزی آفتاب جس کے ارد گرد تمام اجرام سماویہ حرکت کر رہے ہیں۔ وہ تاجِ زرنگار اپنے عالمِ نور کے دروازہ پر بیٹھا ہے۔ منادینِ عبادت کرتے وقت اُسی طرف رخ کرتے ہیں۔ زمانہ کے مختلف اجزاء کے ہر زمانہ کی حکومت ایک خاص ستارے کے سپرد ہوتی ہے۔

ان کے ہاں روز و دن کے دن بھی مقرر ہیں لیکن روزہ کے دن کے معنی صرف آرام کے دن کے ہیں کیونکہ فاقہ ان کے ہاں سخت ممنوع ہے، حکم ہے کہ ان دنوں میں مرد و زن سب پسید کپڑے پہنیں اور تین وقت نہائیں کسی جانور کو ان دنوں نہ ماریں اور نہ گوشت کھائیں، شنبہ ان کا مقدس دن ہے، مذہبی عقاید کو غیروں سے چھپانا انکا اولین اصول ہے۔

سلاہیل سامی زبانوں میں خدا کو کہتے ہیں، سلاہ اس عبری لفظ کے معنی ہمارے خداوند کے ہیں، یہود و مسلمان اسکو خدا کے لیے استعمال کرتے ہیں، سلاہ پارسی مذہب میں بھی منج ہے۔

سب سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اُن کے مذہبی عقاید نبی اسرائیل کے عقاید اور اصول کے بالکل ضد قائم کیے گئے ہیں، تو رات کے تمام بزرگوں کو حضرت ابراہیم سے لیکر آخر تک سب کو کاذب اور منقرضی پیغمبر سمجھتے ہیں، حضرت موسیٰ کے مقابل میں فرعون کی طرفداری کرتے ہیں، فرعون کو اپنا رہنما اور مہیو جانتے ہیں، اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا کا صحیح مذہب اسی کے زمانہ میں مصر میں قائم تھا، جو مصری، فرعون کے ساتھ ڈوبنے سے بچ گئے، وہ قطب شمالی کی چھوٹی جنت میں آرام کر رہے ہیں، اور سادہی جب کم ہو جاتے ہیں، تو وہ آکر انکی تعداد بڑھا دیتے ہیں ابراہیم جو (نوح) کے چھ ہزار برس کے بعد آفتاب کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے تھے۔ چھوٹے پیغمبر تھے ہی طرح حضرت موسیٰ، سلیمان، داؤد اور عیسیٰ بھی، صرف یحییٰ بن زکریا پچے پیغمبر تھے جنکو یہودیوں نے قتل کر دیا، اور اسی کی پاداش میں وہ زمین میں پرانگندہ کر دیے گئے، اور (حضرت ابراہیم کی جائے ولادت) دوزخ کا نام ہے۔ یہو جو نبی اسرائیل کے خدا کا نام ہے وہ یسوع کی صورت میں دوسرے درجہ کے خداوں میں شامل ہے۔

تبصرہ | ان صفحات کے پڑھ لینے کے بعد یہ آسانی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ قدیم مسلمان مصنفین کی تحقیقات اور جدید انکشافات تقریباً ایک ہی تصویر کے دوزخ ہیں خصوصاً قدما میں سے مجاہد قتادہ، حسن بصری، اور ابن ندیم کا اور تاخرین میں علاء الدین شمس کا بیان نہایت محتقانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ مابین کاپی مذہب کلدانہ تھا جس میں بابلی الاسما ستاروں کی پرستش اصل بنیاد ہے، ایران کی ترقی و حکومت کے عہد میں مجوسی مذہب کے مسئلہ نور و ظلمت اور استیلا سے ارواح نے ان پر سایہ ڈالا، اس کے بعد یونانی فلسفیوں کا دور آیا، اٹھوں نے ایران کو ہٹا کر اسکی جگہ خود لی اسوقت ناشک فلسفہ نے اُن پر اپنا اثر ڈالا۔ چنانچہ خلقِ عالم اور نظم کائنات لے یہ تمام تفصیل نسائیٹو پیڈیا یا برٹانیکا، جلد ۱۱، صفحہ ۵۵۵ سے ماخوذ ہے۔

کے اکثر مباحث اسی فلسفہ کے اوراق ہیں، اثبات و انکار کی حیثیت سے اسرائیلی پیغمبروں کے نام یہودیت کے آثار میں خصوصاً حضرت آدم، حوا، نوح، شیت کا ان میں مقبول ہونا دعویٰ کی کافی شہادت ہے اور اسی سبب سے ہمارے مؤرخین نے انکو حضرت شیت کی امت بتایا ہے۔
پہلے روح القدس اور کلمہ کا ان میں تخیل عیسائی تصور ہے۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت زا اس مذہب کا وہ پہلو ہے جس میں حضرت ابراہیم اور انکی نسل کے دیگر پیغمبروں کی شدید مخالفت بلکہ عداوت پنہان ہے، یہ حیرت زانی اور تعجب انگیزی ایک اہم نکتہ کی طرف ہماری رہبری کرتی ہے، یہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کا مولد بابل کا شہر اُور اور مشاہیر حوران ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جو صابئیت کے مرکز اور درگاہ ہیں اس بنا پر ہمارے مفسرین اور خصوصاً علامہ ابن تیمیہ کا یہ دعویٰ قابل قبول ہونا چاہیے کہ یہی وہ بدبخت قوم ہے جس میں خلیلؑ بت شکن نے ظہور پایا تھا اور ان کے بتوں اور مورتوں کو توڑ کر ستارہ پرستی سے روکا تھا، لیکن شومی قسمت نے انکی دعوت کے قبول کے بجائے ان کا دشمن بنا دیا اور وہی دشمنی و عداوت کا خیراب تک اس فرقہ کا عنصر بطور وراثت موجود ہے، اور خدا جانے کتنے قدیم زمانہ سے اس نے عقیدہ کی صورت اختیار کر لی ہے، غالباً یہی سبب ہے کہ نسل ابراہیم کی ایک بڑی شاخ (عرب) میں صابی کا لفظ مرتد، بے دین اور بد مذہب کے معنی میں متعل ہے۔ چنانچہ آغاز اسلام میں کفار کی طرف سے مسلمانوں کو یہی خطاب ملا تھا۔ اس موقع پر پنجگ قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر علامہ ہماری آنکھوں کے سامنے نمایاں ہو جاتی ہے،

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي الْأَبْرَارِ يَسُوعَ الَّذِي
مَعَهُ إِذْ قَالُوا لَقَدْ مِثْلُ مَا نَرَاهُمْ وَمِنْكُمْ وَهُمْ مِمَّا تَقْبَلُونَ
ابراہیمؑ اور اسکے ساتھیوں میں تھا۔ یہی بہترین نمونہ اقتداء ہے
جسٹھوں نے اپنی قوم (بابل) کو کہا، ہم تم سے اور جسکو خدا کے

سہ صحیح بخاری، باب فِرْدَوْسِ العِصْرَةِ، و باب اسلام تلمذ و غیرہ

مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَكُمْ وَاعِلًا ۖ علاوہ تم پوجتے ہو ان سے الگ ہیں تمہارے منکرین اور
وَلَا الْبُعْثَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّكَ، ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی پیدا
(مستحق)

ہوگئی بیان تک کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ۔

لغوی تشریح | لفظ صابئی کی لغوی تشریح بھی کسی تفصیل طلب ہے، کہتے ہیں کہ صبا، عبری لفظ
صبح کا آرمی لفظ ہے، صبح، عربی لفظ صبح کے ہم معنی ہے جس سے عربی میں دوسرا لفظ صبطان
بنایا ہے۔ اس کے اصلی معنی نہانے اور دھونے کے ہیں اور اصطلاحاً پتسمہ کے معنی میں
بولا جاتا ہے، چونکہ یہ فرقہ مذہبان میں کئی دفعہ غل کرتا ہے اس لیے ان کا آرمی نام صابئی
پڑا اور اسی سے عربی میں آیا، لیکن ہمارے سامنے ایک اور لغوی تشریح اس سے زیادہ اصل
اور بامعنی موجود ہے اصل یہ ہے کہ سامی زبانوں میں صبا کا لفظ تارون کے مفہوم میں عام
طور سے مستعمل ہے۔ عبرانی میں اس کے معنی جماعت تارگان کے ہیں عربی میں صبا کے
معنی تارے کے طلوع ہونے اور نکلنے کے ہیں۔ چنانچہ قاضی بیضاوی نے صابئی کا اشتقاق
اسی لفظ سے کیا ہے،

منیہ اہم | نادین کے لیے صابیین کا لفظ سب سے پہلے ان کے دشمنوں نے استعمال کیا لیکن
آپ تعجب سے سین گئے کہ خلافت عباسیہ نے جب ان کے وطن عراق میں اپنا سیاسی مرکز قائم
کیا تو انہوں نے نہایت فخر کے ساتھ خلیفہ مامون کے عہد میں اس لقب کو اختیار کیا اور چونکہ
یہ یونانی زبان اور فلسفہ سے واقف تھے اس لیے خلافت کے علمی مہینوں میں انہوں نے
بڑے بڑے درجے حاصل کیے اور بعد کو ان میں عربی زبان کے اچھے اچھے ادیب بھی پیدا

۱۔ سبیل کے ترجمہ تارن کا مقدمہ وچہرس ٹوئنتہ سو پچاسی وکثری لفظیں ۱۵۰ سان العرب لفظ صبا،
۲۔ نتائج العلوم خوارزمی طبع یورپ صفحہ ۳۶ و کتاب الفہرست ابن ندیم،

اور اس کوشش میں کہ وہ حقیقت میں اہل کتاب ہیں انھوں نے اپنے مذہب کی ایسی تجدید و اصلاح کی کہ وہ اپنے کو اسلام کے قریب قرابت کر سکے، یہی سبب ہے کہ بعض علمائے اسلام نے ان کے عقاید و طرز عبادات کو اسلام سے قریب بیان کیا، اور اس سے عیسائیوں کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ سمجھے کہ اسلام کے بعض رسوم و عبادات انھیں صائبین سے ماخوذ ہیں، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ اب ان حملہ آوروں کو بھی اپنے راستہ کی غلطی معلوم ہو رہی ہے۔ مذہب صائبی اور قرآن مجید | قرآن مجید میں صائبی مذہب کا نام بقرہ، مائدہ، اور حج، تین سورتوں میں آیا ہے، اس کے علاوہ ان کے مذہب کا کوئی اور ذکر نہیں چونکہ ہم کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان کا اصل ابتدائی مذہب بعد کی آمیزشوں سے پہلے خدا کے اقرار کے ساتھ ساتھ سناروں روحوں اور ان کے مجسموں کی پرستش ہے، تو باسانی یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان عقاید کی تردید و ابطال میں قرآن مجید نے جو کچھ کہا ہے اس کا اصلی مخاطب انھیں سے ہے۔

قرآن بتاتا ہے کہ صائبی قوم کی ہدایت و اصلاح کے لیے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام مامور ہوئے، تو رات میں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو عسراق کے شہر اڈرا اور حران سے تعلق تھا، اور ان کا خاندان غیر خداؤں کو سجدہ کرتا تھا، قرآن مجید، حضرت ابراہیم کی زبانی انہی صائبی مجسمہ پرستوں کو خطاب کر کے کہتا ہے:

اَتَّخِذُوا مِنَّا آلِهَةً (انعام) کیا توں کو خدا ٹھراتے ہو،
 مَا هَذِهِ إِلَّا تَمَاثِيلُ الْبَنِيِّ اَتَّخِذُهَا (انعام) یہ کیا مورتیں ہیں جنکو تم گھیرے
 عَاكِفُونَ، (انبیاء) رہتے ہو۔

لے سورس آت القرآن سرو لیم سور لہ برٹایا کا نظ صائبین، ولٹری ری ہٹری آت برٹیا، مصنف برٹان جلا
 صفحہ ۳۸۴۔ لے کوین، لے یرش ۲۴-۲۵

اَبَدُومَ مَا يَخْتُمُونَ وَاللّٰهُ خَلَقَهُمْ وَمَا
تَعْمَلُوْنَ (صُفَّات)

جن کو تم اپنے ماتم سے گھرتے ہو انہیں کو پوجتے ہو حالانکہ
نکلو اور تم جو بناتے ہو بس کو خدا نے پیدا کیا ہے۔

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا تَخْتَلِفُوْنَ
اِفْكَارًا، (عنکبوت)

يَا أَبَتِ لَا تَقْبَلِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ
لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا، میرے باپ شیطان کو نہ پوج، وہ خدا کا نافرمان
ہے۔

ستارہ پرستی کی تردید میں حضرت ابراہیم کا مکالمہ سب سے روشن دلیل ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا بَنِيَّ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ
لَا أُحِبُّ الْإِنْسَانَ، فَلَمَّا نَسَىٰ الْقُرْبَىٰ بَارِئًا قَالَ خُذْهُ
هَٰذَا بَنِيَّ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَيْتَنِي لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ
وَسْطَىٰ كَوْيَا رَيْنِينَ كَرَّابٍ جَانِدٍ كَوْدِيكَا يَهْمِيرُ هَٰذَا
مِنَ الْغُفُومِ الضَّالِّينَ، فَلَمَّا رَأَىٰ الشَّمْسُ بَارِئَةً
قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِحْتُ
مِمَّا تُشْرِكُونَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِينَ فَطَرَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝
آسمانوں کو اور زمین کو مدد کیا بین خشکوں میں سے نہیں

آیت کے آخری ٹکڑے سے ثابت ہوتا ہے کہ صابئی خدا کے منکر نہیں تھے بلکہ خدائی میں ان کو بھی شریک ٹھہراتے تھے؛ بائبل مذہب کی تفصیل کرتے وقت معنی بتایا ہے کہ یہ آیت

فَقَظَرَ نَظْرًا فِي الْغُيُومِ ۝
ایک نظر بھر کر تارون کو دیکھا۔

بھی اسی ستارہ پرستی کی طرف اشارہ ہے۔

عدنانی عربوں کی مذہبی حالت جہاں بیان ہوئی بتایا گیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت کس قبیلہ میں کون ستارہ پوجا جاتا تھا، عربوں نے دنیا کے تمام طبعی کاروبار کو انہی ستاروں کے طلوع و غروب کی طرف منسوب کر رکھا تھا، ان کا خیال تھا کہ منازلِ قمر کے ۲۸ ستاروں میں سے ایک جب غروب ہوتا ہے تو اور دوسرا اس کے مقابل میں طلوع ہوتا ہے۔ وہ جب تک ڈوب نہ جائے اُس کا عمل قائم رہتا ہے۔ اسکو اپنی اصطلاح میں کَوْع (کھڑکتے تھے، اَلْوَاذِی کی جمع ہے، صحیح بخاری میں ہے، ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشاد اُسی ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ”فلان نوے کے بدبے ہم پانی برساے گئے“ وہ میرا منکر ہے اور ستارہ پر اُس کا ایمان ہے صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ آیت اسی عقیدہ کی تردید میں ہے۔

فَلَا تُسْمِعُ بِمَا كُنْتَ تَقُولُ (واقعہ) ستاروں کے جاے غروب کی قسم،

محقق مفسرون نے لکھا ہے کہ ان چیزوں کی خدا نے جو قسم کھائی ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ وہ اُسکی ہستی، قدرت اور کمالِ صنعت اور اپنی محکومی، بندگی اور غلامی کی خود گواہ اور شاہد ہیں، اس بنا پر ذیل کی آیاتِ پاک سے اسی ستارہ پرستی کے بطلان کی طرف اشارہ سمجھیے۔

وَالشَّمْسُ وَنُجُجَهَا وَالْقَمَرُ بِازْدَا
قسم ہے آفتاب اور اس کے دن چڑنے

تَلَهَا، (شمس) کی اوجانہ کی جہاں دیکھے چھپے،

وَالسَّمَاءُ وَالطَّارِقُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ قسم ہے آسمان کی اور رات کے مہمان کی اور رات

لے کتاب الاذنہ والاکمۃ امام مرزوقی طبع حیدرآباد جلد اول صفحہ ۷۷، السلف فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۲۴

بحوالہ کتاب الاذنہ ابن قتیبہ، السلف صحیح بخاری، صلوۃ الاستسقاء،

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ (طارق) کا مہمان کیا ہے چمکنے والا ستارہ،

اہل تفسیر کہتے ہیں کہ چمکنے والے ستارہ سے مراد زحل ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (نجم) قسم ہے اس ستارہ کی جب وہ گرے۔

انجم عرب میں خاص ثریا کو کہتے ہیں، اُسکے گرنے سے مراد افقِ رویت کے نیچے چلا جانا ہے اور یہ اہل عرب کے نزدیک آغازِ موسم کی علامت ہے۔

وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ (انشقاق) قسم ہے چاند کی جب وہ کامل ہو جائے۔

خَلَدًا أَقِيمُ بِأَنْفُسِ الْجَوَارِ الْكُنْشِ (نجم) قسم ہے مٹنے والے چلنے والے اور چھپنے والے ستارہ کی۔

اکثر ارباب تفسیر متفق ہیں کہ اس سے مراد سبعِ سیارہ ہیں۔

نام ستارہ پرستوں اور صابیون میں فرق یہ ہے کہ وہ ان ستاروں کو درحقیقت خدا سمجھتے ہیں اور صابی خدا کے اقرار کے ساتھ ان ستاروں کو خدا کا منظر بھگوانکی عبادت و تعظیم کرتے ہیں، اسی لیے قرآن نے صابیون پر خدا کے اقرار کے ساتھ ستارہ پرستی کا الزام قائم کیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ کیا نہیں دیکھتے کہ خدا ہی کو سجدہ کرتا ہے آسمان اور زمین میں وَالْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَمِنْ جُزْئِيٍّ اور سورج اور چاند اور کل ستارے، نات دن سورج اور چاند اِيْتِهِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَسْجُدُونَ لَكَ شَيْئًا اور چاند کو سجدہ نہ کرنا اور لِّلشَّمْسِ وَاللَّقَمَرِ وَاسْجُدْ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم درحقیقت خدا إِنَّ كُنْتُمْ إِلَّا لَا تُعْبُدُونَ، (حمل السجدة) ہی کو پوجتے ہو۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ كُلُّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى اور چاند اور سورج کو اس نے مسخر کیا، ہر ایک اپنی مقرر شدہ اور أَنَّ اللَّهَ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ لَّكَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ کہ تم جہاں رہو اور خدا تمہارے کاموں سے باخبر ہے،

هُوَ الْحَقُّ وَإِنْ مَلَئْتُ عُنُونِ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَ يہ اسلئے کہ سچ" وہی ہوا اور اس کے سوا کچھ تو ہووہ باطل ہے تو تم چاہو
 اَنَّ اللّٰهَ هُوَ لَعَلَّ الْكِبْرِيَّہِ اور سورج کو یا کو پوجتے ہو کہ وہ بلند اور بڑے ہیں حالانکہ وہ قعر
 (لعمان) یہ ہے کہ وہی اللہ بلند اور بڑا ہے۔

بلندی اور بڑائی کے علاوہ سورج اور چاند کی عظمت کی تیسری دلیل "روشنی" ہے اسلئے
 سورہ یونس میں فرمایا ہے،
 هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا اُسی نے آفتاب کو روشن اور چاند کو منور کیا۔
 سورہ نوح میں ارشاد ہوا۔

وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا، اسنے آفتاب کو (خانہ کائنات کا) چراغ بنایا،
 آفتاب و مانتاب کے سوا کسی ہونے کی آیتیں قرآن میں بکثرت ہیں سورہ رعد، ملائکہ
 زمر، عنکبوت اور ابراہیم میں بالخصوص ہیں۔ اس بار بار کی تکرار سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب
 و مانتاب پرستی کا رواج عرب میں کسی قدر زیادہ تھا، صائبین میں ارواح و ملائکہ پرستی کا رواج
 تھا، اسی لیے قرآن نے کہا:

يَوْمَ يَخْتَصِمُونَ لَهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ يَا مَعْ كُفُّوا عَنِ الْعِبَادِ اِنَّهُمْ كَانُوا يُعْبَدُونَ وَ قَالَُوا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ اَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ مِنْ قَبْلُ اَمْ كَانَتْ هُمْ يَحْكُمُونَ اَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ مِنْ قَبْلُ اَمْ كَانَتْ هُمْ يَحْكُمُونَ اَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ مِنْ قَبْلُ اَمْ كَانَتْ هُمْ يَحْكُمُونَ
 اس مطلب کی بعض اور آیتیں شرک کے بیان میں آئیں گی۔

حقیقت | صابیت کی انکشاف حقیقت کے بعد حقیقت یا ملت حقیقت کے معنی بالکل روشن ہو جاتے
 ہیں ہمارے مفسرین کو اس باب میں اسلئے تزلزل، رائے ہے کہ لفظ "حقیقت" کی لغوی تحقیق
 میں انہوں نے قرآن مجید سے اعانت نہیں لی، "حقیقت" حقیقت سے مشتق ہے، حقیقت

کے معنی ہونے اور میٹر سے ہونے کے ہیں، حالانکہ یہ مذہب ہی ہے، اس کے معنی سیدھے ہونے کے ہونے چاہئیں۔ یورپ میں مصنف ہکوتا ہے ہیں کہ سریانی میں اس کے معنی 'کافر' کے اور عبرانی میں منافق کے ہیں۔ اور وطنہ دیتے ہیں کہ مقدس پیروان محمد نے اسکی لفظی تحقیق کی پر دہانہ میں کی، اور مشورہ دیتے ہیں کہ قبیلہ بنو خنیفہ کے جھوٹے پیغمبر **مسئلہ** کے نام کو اس لفظ کا ماخذ بنائیں، یعنی یہ کہ **مسئلہ** سے 'سلم' اور خنیفہ سے 'حنیف' کا لفظ لیا گیا ہے، یورپ کے مشرقی بحر کا طرف بائیں ہمہ ادعا سے وسعت بہر حال تنگ ہے، ایسے اسکی ہم کو شکایت نہیں کہ مایہ ناز فرنگ نہ صرف آغاز تاریخ اسلام سے نا آشنا بلکہ آئین زبان عرب سے بھی آگاہ نہیں، دنیا میں کس نے اپنا امتیازی لقب دشمن کے نام و خاندان پر رکھا ہے، اصل یہ ہے کہ نری عربی دانی اور بات ہے اور اسلامی واقفیت اور چیز ہے۔

عشق بازاران دیگر مذہب عشق سلازان گیلند انچہ در فرامادی بنیم در پرویز نیست

اہل عرب کے نزدیک **حنیف** حضرت ابراہیم کا لقب تھا، اس لیے انکے مذہب کا نام **ملت حنیف** انھوں نے رکھا تھا، عرب کے بعض نیک دل لوگ جو عرب کے تمام موجودہ مذاہب بت پرستی، یہودیت اور عیسائیت کے مفاسد سے گھبرا کر تلاش مذہب میں نکلتے تھے وہ آخر اسی آستانہ دین حنیف پر اکرتے اور اطمینان پاتے تھے۔

نوی تحقیق | 'حنیف' حنفا سے مشتق ہے، عربی میں اس کے معنی 'مڑنے' اور 'جھکنے' کے ہیں اس لیے 'حنیف' وہ شخص ہے جو ایک طرف سے جھک کر اور مرکز دوسری طرف جائے،

لہ لایت آن محمد مارگو یو تھ صفحہ ۱۱۶۔ ۱۱۷ بحوالہ سابق۔ ۱۱۸ حنیف کا لقب اسلام سے پہلے عرب میں موجود تھا؛ سیلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں دعویٰ نبوت کیا تھا ۱۱۹ کسی عربی قاعدہ کے مطابق بنو خنیفہ سے حنیف اور سیلہ سے سلم کا لفظ مشتق نہیں ہو سکتا۔

یہ لفظ اچھے اور بُرے دونوں معنوں میں مستعمل ہو سکتا ہے، اگر یہ فرض کیا جائے کہ اُس نے اچھی بات کو چھوڑ کر بُری بات اختیار کی ہے تو حنیف کے وہ معنی ہو سکتے ہیں جس میں عبرانی و عبرانی میں وہ مستعمل ہے، یعنی کافر و منافق، اور اگر یہ سمجھا جائے کہ بُرے کام کو ترک کر کے اسے کوئی اچھا کام پسند کیا ہے، تو اُس کا وہ مفہوم ہو گا جس میں اہل عرب اسکو بولتے ہیں، یعنی دین دار اور ور خدا پرست، اس بنا پر اس لفظ کے اچھے یا بُرے مفہوم کی تعیین موقع استعمال اور حرف وصلہ ہوگی، اصل میں اس کا ابتدائی استعمال لِلّٰہِ بِاللّٰہِ کی تخصیص کے ساتھ ہوتا تھا یعنی اُتَحَنِفُ لِلّٰہِ خدا کی طرف جھکنے والا، اُتَحَنِفُ لِلّٰہِ پچھے مذہب کی طرف جھکنے والا، اکثر استعمال اور زبان زدگی عام سے اس قید کی ضرورت نہ رہی اور مطلق حنیف (جھکنے والا) کے معنی بھی حنیف لِلّٰہِ (خدا کی طرف جھکنے والا) یا حَنِیْفٌ لِلّٰہِ (پچھے مذہب کی طرف جھکنے والا) ہی کے سمجھے جانے لگے، چنانچہ قرآن مجید میں اس لفظ کا دونوں طرح استعمال ہوا ہے، سورۃ حج میں ہے حَفَافٌ لِلّٰہِ (خدا کی طرف مڑنے والے بنکر) لیکن سورۃ بنیہ میں بغیر وصلہ کے آیا ہے مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حَفَافًا (اپنے اعتقاد کو خدا کے لیے خالص کر کے مڑنے والے بنکر) یہاں حَفَاف کے معنی حَفَافٌ لِلّٰہِ سمجھنے چاہئیں۔

ہر زبان میں کثرت سے اس قسم کی مثالیں ملین گی، بلکہ اصطلاحات عموماً اسی طرح بنتی ہیں، مثال کے لیے حنیف کے معنی لفظ ”مسلم“ کو لیجئے، مسلم کے اصلی معنی ”سوئنے والے“ ہیں، کوئی شخص اپنے دوست کو کسی دشمن کے حوالہ کر دے تو عربی میں اسکو ”مسلم“ کہیں گے اور یہ مذموم معنی ہونگے اس کا ابتدائی استعمال مُسْلِمٌ لِلّٰہِ اپنے کو خدا کے ہاتھ میں سونپ دینے والا تھا جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

کلی منک اسلمو و جہم اللہ، ہاں جسے اپنے کو خدا کے پسر دیا۔

لیکن کثرت استعمال سے صرف منظم رہ گیا اور معنی وہی علم للہ کے سمجھے جانے لگے، اور اب کسی کو خطورہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی برا مفہوم بھی ہے،

اصل یہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی بشت صابئی قوم کے اندر ہوئی تھی، حضرت ابراہیمؑ نے دلائل اور عمل دونوں طریقوں سے انکے مذہب کی تردید کی، باطل پرستیوں سے سخت متغیر ظاہر کیا، اور خداے برحق پر ایمان لائے، اسی بنا پر انہوں نے خود یا بعد کو ان کے پیروں نے اپنا لقب 'حنیف' اختیار کیا، یعنی ستارہ پرستی وغیرہ سے مڑ کر خدا پرستی کی طرف آنے والا۔ اس قول کی صحت قرآن مجید کے موقع استعمال سے ثابت ہوتی ہے۔ ستارہ پرستی کی تردید میں ایک ایک ستارہ کو لیکر حضرت ابراہیمؑ کا اسکی بابت سے انکار کرنا جہاں قرآن میں مذکور ہے اسکے آخرین ہے،

قَالَ يَقُومُ ابْنِي بِرَحْمَةٍ مَّا تَشْرِكُونَ (اقِ وَجْهْتُ بِالْآخِرِ) ابراہیمؑ نے کہا لوگو! میں اُن سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں جو جہمی للہ یعنی فطر السموات والأرض حنیفاً جو کہ تم خدا کا شریک نہرتے ہو میں اپنا اپنی طرف پھر کر اُن بات پاک کی طرف و مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، جھکا ہوا جسے مسلمان نہیں کہتا، حنیف بکر اللہ میں شریک نہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا یہ اعلان گویا دین ابراہیمی کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے، اس اعلان کی یہ عبارت کہ 'میں ہر طرف سے منھ پھیر کر خالق ارض و سما کی طرف منھ کرتا ہوں' اور اسکے بعد یہ کہنا کہ حنیف، بکر اسکے صاف معنی یہ ہیں کہ اِقِ وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور حنیفاً کے ایک ہی معنی ہیں، یعنی کہ جو ستارہ وغیرہ باطل پرستیوں سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرے قرآن مجید کی دو اور آیتوں سے ثابت ہوتا ہے، کہ حنیف کے معنی اول ہی ہیں:

وَ اَنْ اَقْعُوْا جَهَنَّمَ لِلَّذِيْنَ حَنِفْنَا، (یونس) سچے مذہب کی طرف اپنا منہ کر دو (باطل پرستیوں) منہ موڑ کر
 فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، (سورہ) پھر اپنا منہ سچے مذہب کی طرف سیدھا کر دو (باطل پرستیوں) منہ
 موڑ کر خدا کی یہ بنائی ہوئی فطرت ہو جس پر نے لوگوں کو پیدا کیا۔
 بعد کوڑھتے بڑھتے اس لفظ کے معنی زاہد و عابد و دیندار کے ہو گئے،

جاہلی شاعر جرّان العود کا شعر ہے،

وَ اَذَرْنِيْ اَكْجَا ذَا مِيْنِ اللَّيْلِ بَعْدَ مَا اَقَامَ الصَّلَاةَ الْعَايِمُ الْمُتَحَنِّنُ

سورین نے رات کے آخری حصہ کو پایا جبکہ عابد و دیندار اپنی نماز ادا کر چکا،

جاہلیت کا مشہور شاعر ابو ذؤیب ہذلی کہتا ہے:

اَقَامَتْ بَهْ كَمَفْتَا وَ الْحَنِيفُ شَهْرِيْ جُمَادَى وَ شَهْرِيْ صَفَرِ

اُس نے وہاں قیام کیا جو طرح و دیندار (حنیف) جمادی کے دو مہینے اور صفر کے دو مہینے قیام کرتا ہو،

یہ دونوں شعر لسان العرب میں ہیں،

یہاں پہنچ کر ہم کو ایک دقیق نکتہ کی طرف توجہ دلانا ہے۔ معلوم ہو چکا ہے کہ صابئی کے
 معنی عربی میں پاک اور طاہر کے ہیں لیکن عربی میں کافر کو کہتے ہیں، حنیف کا حال اس کے
 بالکل ضد ہے، عبرانی و آرامی میں کافر و منافق کے ہم معنی، اور عربی میں دیندار و موجد کے
 مرادف ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں لفظ متقابل کے فرقوں کے نام ہیں۔
 اور ان کے اچھے اور بُرے مفہوم صرف مذہبی اتحاد و مخالفت پر مبنی ہیں، یہی سبب ہے
 کہ مسلمان خود اپنے کو حنیف کہتے تھے، لیکن کفار ان کو قصص صباۃ، (صابئی کی حسیع)
 کا لقب دیتے تھے،

قرآن مجید کی آیتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنیف کا مقابل مشرک

ہے، اسی بنا پر قرآن مجید میں جہان جہان حنیف کا لفظ آیا ہے اُس کے ساتھ ساتھ شرک کی نفی بھی کی گئی ہے،

حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (انعام) موجد بکرا دین مشرکون میں نہیں۔
خُفَاءَ لِلَّهِ غَيْرُ مُشْرِكِينَ، (حج) خدا کے موجد بکرا نہ مشرک،

اِنَّ اَقَمَّ وَجْهًاكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَّلَا تَكُوْنَنَّ اِپنا منہ سچے مذہب کی طرف کرو، موجد بکرا دین مشرکون
مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (یونس) میں سے نہ بنو۔

بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (نور) بلکہ ابراہیم موجد کا مذہب، وہ مشرکون میں سے نہ تھا،
فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ابراہیم موجد کی مذہب کی پیروی کرو، وہ مشرکون میں
مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (آل عمران) سے نہ تھا،

وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (آل عمران) بلکہ ابراہیم موجد مسلم تھا اور مشرکون میں سے
نہ تھا۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (انعام) پکا مذہب ابراہیم موجد کا اور وہ مشرکون میں
نہ تھا۔

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (نحل) ابراہیم پیشوا تھا، متواضع اور خدا کا موجد اور مشرکون
میں سے نہ تھا۔

اَنْ اَتَّبِعَ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ابراہیم موجد کے مذہب کی پیروی کرو اور وہ مشرکون
مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (نحل) میں سے نہ تھا۔

ان آیتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب دراصل حضرت ابراہیم کا تھا، اور
انہیں کی یادگار کے طور پر اُن کی نیک دل اولاد میں اُس کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا،

یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کو کہتے تھے، مذہب حق تو یہودیت یا عیسائیت ہے، یہ قیسر کو ناسازب
ہے؟ قرآن نے جواب دیا کہ یہ دونوں تو بعد کی شاخیں ہیں اصل مذہب وہ ہے جس کی
دعوت ”قوموں کے باپ“ ابراہیمؑ نے دنیا کو دی۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارًا فَنَهَضُوا قُلُوبَهُمْ وَاقْلُ
بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ خَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ
الْمُشْرِكِينَ . (البقرہ)

انہوں نے کہا کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ، تو راہِ راست
پاؤ، کہو کہ نین، بلکہ ابراہیمؑ کو خدا کا مذہب اور وہ
مشرکوں میں سے نہ تھا۔

آگے چل کر خدا ارشاد فرماتا ہے۔

اَمْ تَقُولُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَاَلٰكَسْبَاطَ كَاَنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرَۃً
قُلْ عَاثِمٌ اَعْلَمُ اَمَ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً
عِنْدَ لّٰهِ (بقرہ)

یعنی یہ ظاہر ہے کہ یہودیت اور عیسائیت ان بنیادی باتوں سے بہت بعد کی چیزیں ہیں، مین اس لیے اسلام اس اہلی اور سچے مذہب کا داعی ہے جو ان کچھیلی آمیزشوں سے پاک ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ لَا مَنَ سِغَةً بَعْدَ رِقَّتِهِ كَيْ يَرْجِعَ إِلَىٰ مِلَّةِ آبَائِهِ لِيُتَبَرَّكُوا مِنْكُمْ ۚ إِنَّكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ كَانُونَ

کیونکہ

مَا كَانَ ابْنُ آدَمَ يَدْعُو تَائِيًّا وَلَا نَصِيرًا إِنِّي وَلِيُّ مَنِ اسْتَمِعَنِي فَلَهُ أَجْرُ عَمَلٍ سِتٍّ يَوْمَ تَبْعَىٰ

كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (اعلم) اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔

اور اسے اسماعیلی عربوں ایسی:

مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ (حج) مذہب تمہارے باپ ابراہیم کا ہے۔

باپ کی یہ وراثت بیٹوں میں موجود تھی، اس مذہب کے قبول کی رسمی علامتوں میں سے سب سے بڑی علامت ختنہ ہے جو اولاد ابراہیم کے ساتھ مخصوص ہے، عربوں میں یہ رسم ہمیشہ سے موجود تھی، عبادت کی چیزوں میں بُیُوتِ الوہیم، یعنی بیت اللہ کا طواف، دین ابراہیمی کی سب سے پُرانی یادگار ہے، عرب نے اپنے باپ کی اس پرانی یادگار کو بھی ہمیشہ باقی رکھا، باقی توحیدِ غیرہ کے اصلی عقاید وہ اکثر سینوں سے مٹ کر محو ہو گئے تھے، اسی بنا پر عرب میں حلیف کے معنی صرف یہ رہ گئے تھے کہ ”جو محنتوں ہو، از جس نے حج کیا ہو۔“

اسلام سے کچھ پہلے جب یہودی اور عیسائی مذہب عربوں میں فروغ پانے کے لیے ہر طرح کوشاں تھے پورا نے مذہب کو جسکا صرف ڈھانچہ رہ گیا تھا، بعض نیک دل اور نکتہ فہم عربوں نے نئے سرے سے زندہ کرنا چاہا۔ لیکن اُسکی صورت اس قدر سخ ہو گئی تھی کہ خود صنائعِ عالم کی کار فرمائی کے بغیر انسانی سیاسی اُسکوحیات ثانی نہیں بخش سکتی تھی۔

آغاز اسلام میں جن چند نیک لوگوں کے نام ”حنفا“ کے لقب سے لیے جاتے ہیں، دہنڈو اپنے مذہب سے آگاہ نہ تھے، اور حق کے ستلاشی تھے، قس بن ساعدہ، ورتق بن نوفل، عثمان بن حویرث، ایسہ بن صلت، زید بن نفیل، قیس بن شمیم، عبد اللہ بن جحش، وغیرہ بت پرستی سے بیزار ہو کر حق کی راہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے یا عیسائی ہو گئے، (مثلاً قس اور ورتق) یا اصل حنیفی مذہب کی ستلاشی میں سرگراں ہو گئے، (مثلاً زید اور ایسہ) اور یا اسلام کی روشنی جب چمکی تو حق کو دیکھا اور دینِ حنیف

لہ لسان العرب، لفظ حنیف،

کاسراغ پایا اور قبول کیا مثلاً عثمان اور عبداللہ بن حبش اور قیس بن نشیہ وغیرہ۔

زمانہ جاہلیت میں ایسے متعدد شعراء گزرے ہیں جن کے کلام میں حق کی باتیں الفاظ کی

تاریکی میں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں، مثلاً بلید (قبل اسلام) زہیر امیہ بن الصلت، علات بن

شہاب التیمی، قس بن ساعدہ الایادی، وغیرہ شعرا کے کلام میں توتید، حشر و نشر اور محاسن انفاق

کی تعلیم ملتی ہے۔ آجکل کے بعض عرب عیسائی مصنفوں نے اس قسم کے عرب شاعران کو عیسائی

نمات کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے اپنی کوشش کی بنیاد ریت

پر قائم کی، اور ایک دلیل بھی وہ دعویٰ کی استواری میں پیش نہ کر سکے۔ میرے خیال میں یہ

شراح حقّی العقاید تھے چنانچہ ان میں تبض کے کلام میں اسکی تصریح بھی ملتی ہے،

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بعد کو بعض سادہ لوح مسلمانوں یا شریروگوں نے بہت سے

جھوٹے شعرباناکران لوگوں کی طرف منسوب کر دیے ہیں قرآن کی آیتوں کی آیتیں لے کر

ان کو موزون کر کے ان کے نام سے شعر کہہ دیے ہیں آجکل کے عربی دان عیسائی ان اشعار

کو بڑی چالاکی سے اس ثبوت میں پیش کرتے ہیں مکہ دیکھو محمدؐ نے شرعے جاہلیت کے کلام

کو الٹ پلٹ کر مسترآن بنا دیا ہے، ان اشعار میں صحیح اور غلط اور سچے اور جھوٹے کی تمیز صرف

عربی کی زبان کے باریک بین اور نکتہ شناس ادیب ہی کر سکتے ہیں جو جاہلیین اور مولدین

کے کلام کو بیک نظر دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ ان میں موتی اور پوت کون ہے؟

شربک اعرب کا سب سے وسیع الاثر مذہب شرک تھا، شرک کے یہ معنی ہیں کہ ایک خدا کو مان کر

اسکی امانت و اعداد کے لیے اس کے اعوان و انصار کا یقین رکھا جائے،

عرب میں زیادہ تر اسی عقیدے کے لوگ تھے، وہ گوہر شرم کے دیوتاؤں اور دیویوں کے

قابل تھے، بتوں کو سجدے کرتے تھے، جنات اور فرشتوں کو نذر چڑھاتے تھے، تاہم ایک تو عظیم

کے وجود سے وہ بے خبر نہ تھے، ان صد ہا مہودوں کے بھر میں ان کو وہ جلوہ افروز
 بھی نظر آتا تھا، جس کو وہ اللہ کہتے تھے، آسمان زمین کی پیدائش اور اس کا رخاۂ فطرت کے
 اور بڑے بڑے کام اسی کے دست قدرت کا نتیجہ سمجھتے تھے، یہی سبب ہے کہ شرعاً بالہیت کے
 کلام میں زیادہ تر اللہ ہی کا نام آتا ہے اور اسی کی طرف تمام افعال کی نسبت ہوتی ہے گوا اسکے
 ساتھ بتوں اور دیوتاؤں کے نام بھی باجائز اس کے اشعار میں ملتے ہیں۔ لیکن ان بتوں اور
 دیوتاؤں اور فرشتوں کو اللہ کے عزیز و اقارب یا اسکی بارگاہ کے مقرب درباری جانتے تھے
 اور انکی عبادت اور پریش اس لیے کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کو ہنسے راضی رکھیں۔
 قرآن مجید نے متعدد مہوتوں پر کفار عرب کو ٹوکا ہے کہ جب اصلی قوت اللہ کے ہاتھ میں ہے
 تو اور کون کو کیوں پرستے ہو؟ اور جب تم یہ مانتے ہو کہ آسمان، زمین، چاند، ستارے سب اسی
 کے بنائے ہیں تو انکو خدا کیوں کہتے ہو؟

قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ قُلْ مَنْ
 رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
 سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ هَلْ مِنْ بِيَدِهِ
 مَلَكُوتٌ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيبُ وَلَا يَجِيبُ عَلَيْهِ إِنْ
 كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ
 بَلْ إِلَهُهُمْ يَأْتِيهِمْ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ مَا آتَاكَ اللَّهُ
 مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذْ أَذْهَبَ
 كُلَّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

اگر تم کو علم ہے تو بتاؤ تو زمین اور زمین میں جو کچھ ہے سب
 کس کا ہے؟ وہ کہیں گے خدا کا کہو کہ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے
 پوچھو کہ سات آسمانوں کا اور عظیم الشان عرش کا مالک کون ہے
 یہی کہیں گے کہ سب اللہ کا ہے کہو کہ پھر اس سے ڈرتے نہیں؟ اگر جانتے
 ہو تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر شے کی حکومت ہے اور وہ
 چاہتا ہے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلین کو کسی کو پناہ نہیں
 دے سکتا جواب دیجئے کہ قدرت تو ان کی ہی ہے کہو کہ پھر تم کوئی عقل نہ ہو
 ہوتی یہ جو کہیں بات بن کر انکو بچا دی اور وہ سمجھتے ہیں تو خدا کی کھربا بنایا
 اور ان کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہ خدا اپنی مخلوقات کو الگ الگ

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ

اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔ یہ شرکین جو باتیں بیان

کرتے ہیں خدا اُن سے پاک ہے۔

(مومنون)

ان آیات میں شرکین کے عقاید کا برفصیل ذکر ہے، ولدت کی اس میں جو تردید کردہ یہاں یوں سے متعلق نہیں بلکہ شرکین کے متعلق ہے، وہ فرشتوں کو خدا کے فرزند سمجھتے تھے، دوسری آیتوں میں اسکی توضیح آئے گی، آیات مابقی کے ہم معنی یہ آیتیں بھی ہیں۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْ يَمْلِكُ السَّمْعُ وَالْأَبْصَارُ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدْبِرُ الْأُمُورَ

پوچھو تم کو آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہے اور کون حیات پر حاکم ہے اور حواس اور حواس بھارت پر قدرت رکھتا ہے کون ذی حیات پر

مردہ (جامد) کو اور مردہ و جانور کو حیات پر پیدا کرتا ہے اور کون دنیا و آخرت پر

فیقولون اللہ فقل أفلأنتقمون، (یونس) چلاتا ہے جواب دین گے اللہ! کہو کہ پھر اُس سے ڈرتے نہیں۔

شرکین کو اس بات کی چڑھتی کہ محمد (مسلم) تنہا اللہ کا نام کیوں لیتے ہیں اُسکے ساتھ دیوتاؤں کو

کیوں شریک نہیں کرتے۔

إِذْ أَذْكَرْتُ رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ أَنَّهُ أَذْكَرْتُ رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ أَنَّهُ أَذْكَرْتُ رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ

جب تو نے پروردگار کا نام تنہا قرآن میں لیتا ہے تو وہ

بیمید پھیر کر بھاگتے ہیں۔

إِذْ أَذْكَرْتُ رَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ لَئِن لَّمْ يَكُنِ الْإِنسَانُ لَشَاقِقًا

جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل جنگو آخرت کا یقین نہیں

کھینچتے تھے، اور جب اُسکے سوا اوروں کا نام لیا جاتا ہے تو وہ

خوش ہو جاتے ہیں۔

إِذْ أَدْعَى اللَّهُ وَحْدَهُ كُفِّرُوا شُرَكَّائِهِمْ ثُمَّ دَعَى الْإِنسَانَ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ

جب تنہا خدا کا نام پکارا جاتا ہے تو تم انکار کر بیٹھے ہو اور اگر اُسکا

کئی شریک کیا جائے تو مانے ہو۔

(مومن)

سورہ نمل میں نہایت لطیفانہ انداز میں قرآن نے خدا کی مختلف قدرتوں اور صفوں کو

أَمَلَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمْ الذُّنُوبُ، کیا اسکے لڑکیاں ہوں اور تمہارے (لڑکے ہوں،

سورہ انبیاء کی آیت:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا بَلْ عِبَادٌ مُّشْرِكُونَ یہ مشرک کہتے ہیں کہ خدا نے لڑکا بنایا ہے، نہیں، بلکہ وہ تمکرمون۔
(موزن بند ہیں یعنی فرشتے)

مشرکین بھوت پریت اور جنات کے بھی قایل تھے، انکو خدا یا خدا کے ہمایہ سمجھتے تھے انکی دھالی مانگتے تھے، اور انکے غضب سے ڈرتے تھے،

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَنَبَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ
ہی نے اُن کو پیدا کیا ہے اور خدا کے لیے بیٹیاں
(انعام)

صحیح مسلم کی کتاب التفسیر میں ہے کہ ذیل کی آیت اُن عربوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کرتے تھے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ وَهَبْكَوْهُ شُرَكَاءَ بَيْنَ أُنْ مِنْ سِ (انکے خیال میں) جو اُوَسِيلَةَ إِلَهُهُمْ أَقْرَبَ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَ (نیز وہ مقرب ہیں وہ بھی اپنے پروردگار کی طرف قربت کا ذریعہ سمجھتے تھے) يَخَافُونَ عَذَابَهُ (اسی اثیل) بین اور اسکی رحمت کے امیدوار اسکے عذاب خوفزدہ ہیں۔

سورہ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کا مقولہ نقل فرمایا ہے:

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأُنْسِ يَعُودُونَ (اور بات یہ تھی کہ کچھ انسان بعض جنوں کی دھالی مانگتے تھے) رِجَالٌ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا، (جن) اور انھوں نے ان جنوں کو اور مغرور بنادیا۔

خدا اور جنات میں رشتہ ناما کرتے تھے،

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ لَبَنًا، (صافاغت) خدا اور جنات میں رشتہ قائم کیا ہے۔

سورہ ق میں ہے۔

بَلْ يَجْعَلُونَ آيَاتِنَا هُدًى وَنَذِيرًا لِّقَوْمٍ يُذَكَّرُونَ ۝۱۰۰
اَلْكَافِرُوْنَ هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ عَرَاذُ امْتِنَانَا وَكُنَّا بِاسْـَٔلِكَامِ الْكَافِرِيْنَ
تَوَّابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعُ بَعِيْدٍ ۝۱۰۱
اور مٹی ہو جائیں گے یہ داپسی تو شکل ہے۔

قرآن مجید میں شرکین کے ان اعتقادات کی تردید و ابطال کی اس قدر آیتیں ہیں
کہ ان کا استقصا کرنا گویا قرآن کو ایک صفحہ میں جمع کرنا ہے۔ تاہم ان سیکڑوں آیتوں
میں جو اصولی باتیں مذکور ہوئی ہیں وہ یہی ہیں۔

دہریت قرآن مجید کی ان آیتوں سے۔

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا ۚ اَوْرَكْتُمْ هِنَ كُنْهِيْنَ يَوْمَ كُنْهِيْنَ هِيْ هَامَرِيْ دُنْيَا كِيْ زَنْدَا كِيْ مَرْتَا كِيْ
وَمَا يَفْلِكُنَا إِلَّا اللَّهُ هُمْ، (جانشیہ) ہِن اور جیتے ہِن۔ اور ہم کو نہیں مارتا ہر لیکن زمانہ۔

اِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا ۚ اَوْرَكْتُمْ هِنَ كُنْهِيْنَ هِيْ هَامَرِيْ دُنْيَا كِيْ زَنْدَا كِيْ مَرْتَا كِيْ
وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ، (مومنون) ہِن یہی سلسلہ ہر ہم دوبارہ زندہ کئے جانے والے نہیں

بعض صاحبوں نے استدلال کیا ہے کہ عرب کچھ دہریہ بھی تھے،

بت پرستی گذشتہ صفحات میں تفصیل گزر چکا ہے کہ عرب میں بت پرستی کا بھی شیعہ تھا، مٹی، پتھر
اور لکڑی کی صورتیں بنائی جاتی تھیں، انکی پوجا ہوتی تھی، قرآن میں ان بتوں کے لیے چار
الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں اَصْنَامٌ، اَوْثَانٌ، اَنْصَابٌ نُصُبٌ۔ تَمَاسِيْنٌ خاص اہل عرب
کے بتوں کے لیے ایک دفعہ صرف دوسرا اور دو دفعہ تیسرا لفظ آیا ہے۔

عرب میں یہ بت مٹی کے بھی بنتے تھے۔

اَو اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنْ اِلٰهِيْ هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۱۰۱ (انبیاء) کیا یہ کافر مٹی سے بنا کر پتلا، اٹھاتی ہیں اسکو خداتائے ہیں

کڑی وغیرہ اور چیزوں سے بھی یہ بت تیار ہوتے تھے،

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ
أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ لَنْ يَخْلُقَ دُجَابًا وَلَوْ أَجْمَعُوا ۚ إِنَّ يَسْلُبُهُمُ اللَّهُ بَابَ
شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ - (رح)
اُن سے کچھ چھین لے تو وہ اُسکو بھر بھرا نہیں سکتے۔

اَيْتُرَكُونَ مَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ خدا کا شریک۔ اُسکو بتاتے ہیں جو کچھ نہیں بنا سکتا ہر اور
وَلَا يَسْتَلْبِطُونَ لَهُمْ دُخْرًا وَلَا هُمْ يَنْصُرُونَ خود بنائے جاتے ہیں نہ اپنے پرستاروں کی وہ مدد کر سکتے
وَأَنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لَا يَسْمَعُوا سَوَاءً ہیں اور نہ خود اپنی آپ مدد کر سکتے ہیں اگر انکو رہنمائی کی طرف
عَلَيْهِمْ أَدْعُوهُمْ فَأَنْتُمْ صَامِتُونَ اُن بلاؤ تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں انکے لیے برابر کرم انکو پکار
الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا مِثْلُكُمْ یا چپ رہو خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ تو تمہاری ہی
فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْمِعُوا كَمَا سَمِعْتُمْ صَادِقِينَ طبع بندے ہیں انکو پکار دیکھو وہ جواب تو دیں اگر تم بچے
أَلَهُمْ رُجُلٌ يَعْمَلُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آيٌ يَبْطِشُونَ ہو کیا انکے ہاتھوں میں جن سے چل سکیں ہاتھ ہیں جن سے
بِهَا أَمْ لَهُمْ آيٌ يَبْصُرُونَ بہا اُنکو دیکھو پڑ سکیں، آنکھیں ہیں جن سے دیکھ سکیں یا اُن کے کان
أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا (اعراف) ہیں جسے سن سکیں۔

اہل عرب اپنے انھیں گوئے ہرے لوے اور لنگڑے خدا کو پوجتے تھے انکے لیے تو قربانی کے

چڑھائے چڑھاتے تھے، انکے آگے فال کے پائے ڈالتے تھے، قرآن نے انکو حرام کیا۔

وَمَا ذَرْبُكُمْ عَلَى النَّصِبِ وَأَنْ تَسْقِطُوا جو جانور تو بن پر ذبح کیا گیا حرام ہے اور یہ بھی کہ ہانسون
بِالْأَنْزِلَامِ (مایدہ) کے ذریعہ سے حصہ بانٹو۔

وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْدَ لَا فَرْجَ بَيْنَ مَعْصِلٍ يَهْتَدُونَ لَهَا يَنْسَلُونَ مِنْ نَسَبٍ شَيْطَانِ كَسِ
الشَّيْطَانُ (مایدہ)

کاموں میں سے۔

قرآن میں اصنام کا ذکر عرب کے جن اصنام کا ذکر اوپر کے صفحات میں کمین گذرا ہے ان میں سے
چند قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں جن میں سے لات، عزیٰ اور منات کا ذکر سورہ نجم میں
کیا ہے:

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ كَمَا تَمُنُّ لَاتَ، عَزَىٰ، اور تیسری بت
الْأُخْرَىٰ مناتہ کو دیکھا۔

سورہ صافات میں کُئیل کا نام ہے

أَن تَعُوذَ بِكَلَّا وَتَدْرُسُونَ أَحْسَنَ کُئیل کو پکارتے ہو اور اُس سب سے اچھے پیدا کرنے
اُمَحَالِیْنِ،

سورہ نوح میں وَدَّ، سُوءًا، یَعُوذُ، یَعُوذُ اور سُوءُ کے نام آئے ہیں۔

وَلَا تَنْدُرْنَ وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَعُوذُ وُد۔ سواع۔ یعوذ۔ یعوذ۔ اور سُوءُ کو
و یَعُوذُ وَتَنْدُرْنَ،

مست چھوڑو۔

ان کے پرستار قبایل لات اور عزیٰ قریش کے دیوتا تھے، قاعدہ تھا کہ سونے سے پہلے
قریش ان کا پوجا پاٹ کر لیتے تب سوئے۔ قریش انھیں کی قسم کھایا کرتے تھے، مناتہ کو انھوں
و خزیج سے خصوصیت تھی، وہ حج میں اسی کا طواف کرتے تھے۔ حج میں ان تینوں کی بے
پکاری جاتی تھی۔ قریش طواف کے وقت کہتے۔

اللَّات وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْآخِرَىٰ لات اور عزیٰ اور تیسرا مناتہ یہ بزرگ لوگ ہیں۔

۱۔ منہ امام منیل جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ ۲۔ صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم ۳۔ صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم

ثَلَاثُ الْغَرَائِقِ الْعِلْمِ وَانْ شَفَاعَتُهُمْ لَتَوْجُهِ اُنْكِ سَفَارَشْ كِی اُمید ہے۔

سورہ نوح کے تین کے متعلق حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عرب کے مختلف قبائل میں اُنْکی پرستش ہوتی تھی، وَ ذَ قَبِيلَهُ كَلْبٌ كَابِتٌ تھا، سواع کی ہذیل پرستش کرتے تھے، یثوث، مراد اور بنی غلیف کے قبیلوں کا دیوتا تھا، یثوث ہمدان میں پجتا تھا، نسر حمیر کے خاندان ذی الکلاع کا مہبود تھا، بعل کی پرستش شام میں ہوتی تھی۔

ان ناموں کی لغوی | ان الفاظ کی ابتدائی صورتیں اور انکے اصلی ماخذ اس قدر فراموش ہو گئے ہیں کہ شکل اُنْکی حقیقت کی تک پہنچا جا سکتا ہے، عربی زبان کے اُلْغَت نے اُنْکی لغوی تحقیق ایک حد تک کی ہے اور اَجَل کے مستشرقین بھی اس بنا پر اسکی دریافت کے مدعی ہیں کہ اُنْخون نے عرب اور دیگر سامی ممالک کے قدیم کتبات کا ایک ایک حرف پڑھا، اور عرب کی معاصر اور ہمسایہ قوموں کی زبان و تاریخ سے بھی واقفیت پیدا کی ہے۔ ذیل میں قدیم و جدید معلومات کے موازنہ کے ساتھ ایک ایک نام کی تحقیق کی کوشش کی جاتی ہے،

۱۔ اَللّٰت حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر ادویون سے مروی ہے کہ لات لُت سے مشتق ہے، جسکے معنی گھولنے کے ہیں، (اُر دو میں اسی سے لُتْنا، یا لُتْ کرنا بنا ہے) عرب میں ایک شخص تھا جو مانع میں ایک چٹان پر بیٹھ کر تنو گھول گھول کر جیون کو پلایا کرتا تھا، اُسکے مرنے کے بعد لوگوں نے اُسی چٹان کو پوہنا شروع کر دیا اور اُس کا نام لات یعنی گھولنے والا رکھا۔ لیکن اس بیان سے علاوہ اس کے کہ یہ ایک غیر منقول توجیہ ہے یہ لازم آتا ہے کہ لات (بالتحقیق) کے بجائے لات (تشدید کے ساتھ ہو) اور یہ قرآۃ متواترہ کے خلاف ہے یا تو سُنْجے

لے صحیح یا قوت اللفظ اعز علی، لے صحیح بخاری تفسیر آرت مذکورہ۔ لے تفسیر ریضا وی تفسیر صافا ستہ، لے صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم مع فتح الباری۔

مُبْعَم مِّن اسْكُولِيْت سَ شَتَقَ كِيَا سَ، جسكے معنی پھیرنے کے ہیں لَات یعنی مصیبتوں کا پھیرنے والا لیکن اس اصول پر اس کو لَات ہونا چاہیے اور مَن و مَنَظَر مَن پَر سَ عَمَرُ اَمَلُ لَازِم آتا ہے کہ اس حالت میں تائے اصلی ہوا اور تائے ثانیت نہ ہو۔ حالانکہ یہ مؤثر ہے۔

مستشرقین یورپ نے بحالِ یاقوت ہکویہ بتانا چاہا ہے کہ اَللّٰہ اور اَللّٰت ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ اللہ مذکر دیوتا کے لیے قریش میں مستعمل تھا۔ اور اَللّٰت یعنی بی اُسی لفظ اللہ کی قریش نے تائیت بنائی تھی۔ ان عقلمندوں سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ کی تائیت عربی قواعد کے موافق اَللّٰت کیونکر ہو سکتی ہے؟ اس کی تائیت اگر ممکن ہے تو اَللّٰہ چاہیے، یا اَلْاَلٰہ، اللہ کی تائے اصلی کیونکر تائیت سے ساقط ہو گئی۔ اگر ہمارا مشورہ مستحق قبول ہو تو اس زمانہ لفظ کی پیدائش کے لیے عربی کی خشک سرزمین کے بجائے ملک شام کا سرسبز علاقہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ عرب کے اکثر دیوتا ملک شام ہی کے باشندے تھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہیردوٹس مورخ نے مسیح سے چار زئو برس پہلے عرب کے ایک دیوتا کا نام اَلِلّٰت بتایا ہے، حالانکہ اس وقت قریش کا وجود بھی نہ تھا اس لیے ان کی زبان کا لفظ بھی اس وقت موجود نہیں ہو سکتا۔

قدیم سامی زبانوں میں خدائی کے لیے اِل یا اِیل کا لفظ عام طور سے موجود تھا۔ تائے ثانیت لگنے سے ایلوت ہو گیا۔ جسکے معنی دیوی کے ہونگے۔ عربوں نے جب اس لفظ کو اختیار کیا تو اپنا الف لام تعریفی اوپر اضافہ کیا اور پہلے الف کو اپنے قاعدہ کے مطابق جیسا کہ اللہ میں ہوا ہے، اگر اکر اللوت بنالیا اور اس سے اَللّٰت ہو گیا، کیا اس "فیلالوجی" کو ہمارے یورپین محققین پسند کرتے ہیں؟ لَات کا نام نبطی کتبات میں ایلات کی صورت میں ملا ہے،

۱۔ یہ جارج سیل مترجم قرآن، ولوسن مترجم واقدی اور مارگو لیتھ صنف محمد کی تحقیق ہے۔ دیکھ سبیل کا مقدمہ اور مارگو لیتھ کی محض صفحہ ۱۹۔ ۲۔ ابن ہشام، اصنام العرب، بخاری شریف، فتح مکہ و مناقب قریش،

۲۔ لفظ اللہ کے متعلق مار گولیتھ صاحب کی تحقیق کہ ”یہ اصل میں قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لیے عجم کے تہذیب پرستی کے یہودی ہیں کہ انھوں نے اسے قبائل کے دیوتا کے ساتھ اپنے خاندانی دیوتا کو سوا یا۔“ یورپ کے ”مشرقی تہذیبی“ کی شرمناک مثال ہو سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان میں ”حقیقی خدا“ کے مفہوم کے لیے کوئی لفظ موجود نہ تھا، تم کہتے ہو کہ محمد سے پہلے عرب میں موجدین موجود تھے، بہتر ہے، لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق، عرب میں عیسائی شرابگشت پیدا ہوئے ہیں، ان سچ ہے، عرب میں عیسائی شرابگشت ہوئے ہیں۔ لیکن کیا ان کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہیں سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات غید مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کیے ہیں، وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہیں؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اکالہ ہے، اللہ تو صرف عربی میں نہیں بلکہ تمام سامی زبانوں میں خدا تعالیٰ ہی کے لیے ستمل ہے، کم از کم اللہ اور اللہیم سے تو ناقتیت نہوگی، قریش اپنے دیوتاؤں کے مجھے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کہیں کوئی مجسمہ تھا؟

۳۔ الغزالی، اس کے متعلق تو یہ ظاہر ہے کہ یہ (عز) سے مشتق ہے، جس کے معنی غلبہ کے ہیں، عز، کا اسم تفضیل مؤنث عزیزی ہے۔ یعنی بہت غالب آنے والی دیوی۔ عجب نہیں کہ یہ قریش اور ان کے ہم نسب قبائل کی لڑائی کی دیوی ہو۔ اور غالباً یہی سبب ہے کہ جنگ احزاب جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور وہ کوہ اجد پر چڑھ گئے، تو ابو سفیان نے دامن کوہ میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو خطاب کر کے عزیزی کی بے پکاری تھی کہ لانا الغزالی دلا عنی کلمہ ہماری طرف

غزلی ہے تھاری طرف کوئی عزائی نہیں۔ آنحضرت صلعم کی تعلیم سے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں فرمایا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم اللہ ہمارا آقا ہے تھارا کوئی آقا نہیں،

۴۔ مناة، اس لفظ کا اشتقاق چند ماخذوں سے ہو سکتا ہے۔ سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ وہ مٹی سے مشتق ہو، جس کے معنی بہانے کے ہیں، اسی سے مکہ کے مقام مٹی کا نام ماخذ ہو۔ یعنی خون بہانے کی جگہ، مناة شاید قربانی کا دیوتا تھا، جس کے نام سے خون بہایا جاتا ہوگا۔ لیکن بڑی قیاس کے اس اشتقاق کی صحت کی اور کوئی دلیل نہیں۔ یا قوت نے اس کے مختلف اشتقاق بتائے ہیں، ہمارے نزدیک ان میں سے سب سے صحیح یہ ہے کہ وہ منا سے مشتق ہے، اس کے معنی تقدیر کے ہیں، اور اس کے معنی ثانی موت کے ہیں، صاحب لسان العرب نے بتایا ہے کہ اس میں لفظ علامت تائید کے لیے ہے، گویا مناة تقدیر اور موت کی دیہی تھی، بنی کتبات میں ہی مناة منوت کی صورت میں ہے، قرآن مجید میں بھی اس کا اطلاق مناة ہے،

۵۔ وڈ، کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ یہ وڈ سے ہے جس کے معنی محبت کے ہیں اور اس کے مقابل دوسری دیہی نکرہ تھی جس کے ناپسندیدگی اور عداوت کے معنی ہیں، یہ بت بھی کتبات میں مذکور ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ وڈ کی اصل اڈ ہے، بابلی میں آفتاب کو کہتے ہیں۔

۶۔ سواع، اس لفظ کا مشتق منہ کلام عرب میں نہیں ملتا، ممکن ہے کہ سواع سے مشتق ہو جس کے معنی زمانہ کے ہیں۔

۷۔ یعوق۔ عوق سے (روکنا) مضارع کا صیغہ ہے، اہل یمن میں یہ بت پوجا جاتا تھا
لے صحیح بخاری غزوہ اُحُد،

تھا، ان کے ہاں صیغہ مضارع کو بطور علم استعمال کرنے کا خاص دستور تھا، چنانچہ یعرب، یسجب، یسکرب، یعض، یبھرش، یوہیم، وغیرہ اہلی نام کے ساتھ صفت کے طور پر متصل ہوئے ہیں، یوق کے معنی روکتا ہے۔ یعنی مصیبتوں کو روکتا ہے۔

۸۔ یغوث۔ بھی یوق کے قاعدہ سے علم ہے، غوث (فریاد کو پہنچنا) اس کا مصدر ہے، یغوث کے معنی فریاد رسی کرتا ہے۔ یغوث دیوتا کا نام کتبہ میں بھی ملتا ہے۔

۹۔ نسر، کے لغوی معنی گدھ کے ہین۔ اسی شکل کا ایک مجموعہ کو اکب آسمان میں ہے۔

جبکو نسر کہتے ہیں، نسر دیوتا کی حیثیت سے، سامی قوموں میں بہت مدت سے پوجا جاتا تھا، اہل بابل کے دیوتاؤں میں ایک نسر کو کہتے تھے، اب بابل میں اس دیوتا کا مجسمہ بھی نکلا ہے۔

۱۰۔ بعل، کی نسبت بہ تحقیق گزر چکا ہے کہ یہ دیوتا شام کا معبود تھا، قرآن مجید نے بھی اسی ضمن میں اس کا ذکر کیا ہے بعل کے لغوی معنی قوت کے ہین، اسی سے مجازاً آفا کے معنی اور اس کے بعد شوہر کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہوا، چنانچہ دوسرے معنی میں یہ لفظ قرآن میں بکثرت آیا ہے، عرب کا مشہور دیوتا بعل جو قریش کا خدائے اعظم تھا، اسی بعل کی تخریف ہے، عبرانی میں ھ کلہ تعریف ہے، بعل کو وہ ھبعل کہتے تھے، عمر بن محی شام کے دیوتاؤں کو جب عرب لیکر چلا تو مکہ پہنچتے پہنچتے ھبعل کی صورت ھبل سے بدل گئی،

ایک غیر مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت گذشتہ بزرگوں کے محمد تھے، جبکو اہل عرب نے بعد میں پوجنا شروع کر دیا کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ ان میں بعض ایسے بھی ہوں لیکن زیادہ صحیح خیال یہ ہے کہ اصل میں یہ مختلف ستاروں کی خیالی صورتیں تھیں، نسر کے متعلق

لہ دیکھو ارض القرآن جلد ۱ میں شان سبا وحیر کے نام ۷۷ سفر

۷۷ صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم و سورہ نوح۔

تو تحقیق ثابت ہے کہ وہ ایک آسمانی شکل کا نام ہے۔ اسی پر دوسرے بتوں کو بھی قیاس کرنا چاہیے
بعد میں مرور زمانہ سے انکی اصلیتیں یہ ہیں: ان سے اکثر گئین، اور وہ صرف پتھر اور مٹی کا ڈھیر بنکر
رہ گئے، چنانچہ لات، غزی اور مناتہ کی یہی صورت تھی۔

نام	صورت
لات	گول سپید پتھر اور اس پر ایک عمارت بنی تھی،
غزی،	ایک درخت تھا اس کے نیچے ایک بت تھا، چاروں طرف
	چار دیواری تھی
مناتہ	پتھر کی ایک چٹان تھی۔
دوسرے بتوں کی مختلف صورتیں تھیں۔	

وَدّ، دراز قدم کی مورت ایک تھمکڑ میں پیٹھے، ایک چار اوڑٹے، گلے میں تلوار
حامل، کمان لٹکی ہوئی ایک طرف ترکش پڑا ہوا۔ اسے نیزہ، اس میں جھنڈا بندھا ہوا، ستارہ
جبار کی تقریباً یہی شکل ہے، صواع کی شکل عورت کی تھی، آسمان میں مرۃ سلسلہ ذات الکری و غیرہ
عورت کی شکلیں ہیں، یغوث (فریادرس) کی شکل شیر کی تھی، ستارہ اسد ہوگا، ایک فریادرس
اور مدوگار کی مورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاسکتی ہے؟ یعوق (مصیبتوں کو روکنے والا)
کی صورت گھوڑے کی تھی۔ تارون کی ایک شکل فرس بھی ہے۔ عربوں کے نزدیک توفرس
حقیقتہً اونکے مصائب کا چارہ گر ہے، نہ ایک پرندہ کی شکل پر تھا، نہ طائر اور واقع تارون
کی دو مشور شکلیں ہیں، بابل میں سرورک کی جوگی مورت ملی ہے وہ بالکل گدھ کی شکل ہے۔

ہبیل قریش کا مبعود اعظم تھا۔ اسکی انسان کی مورت تھی۔ عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا،
اس کا دامن اٹھ ٹوٹا تھا۔ قریش کو اسی حالت میں ملا تھا۔ انھوں نے سوئے کا ہاتھ جو کر لگایا تھا۔

یہودیوں کے نسل کی شکل بھی یہی تھی، فرق یہ ہے کہ یہ تہمت سونے کا تھا، اہل خاص خانہ کعبہ میں نصب تھا، فال کے پانسے الٹی کے آگے ڈالے جاتے تھے،

اہل عرب دیوتاؤں کے نام زیادہ تر مونث رکھتے تھے، کیونکہ انکو مونث سمجھتے تھے، مثلاً لات، عزی، مناتہ وغیرہ سب مونث ہیں، فرشتوں کو بھی بیڈیان سمجھتے تھے، غرض خدائی کا کارخانہ زیادہ تر عورتوں ہی کے ہاتھ میں دے رکھا تھا۔ اسی لیے قرآن مجید نے کہا:

إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا (نساء) خدا کو چھوڑ کر یہ عورتوں (بیویوں) کو پکارتے ہیں۔

عرب کے بت یورپ کے مالک میں عجیب بات ہے، توحید پرست عرب نے سب سے پہلے یورپ کے ملکوں میں روشنی پھیلائی، اسی طرح عرب کا تاریک زمانہ بھی یورپ کے بت پرستانہ عہد کا منظم ہے۔ عرب تاجروں کے ذریعہ سے یونان میں اور یونان سے یورپ کے دوسرے ملکوں میں عرب کے دیوتا سنا کر پھرتے تھے اور ان جاہل مالک کے باشندے انکے آگے جس کے میں گرے پڑتے تھے، کہتے ہیں کہ یونان کا دیوتا لیسوٹو عرب کے لات کی تحریف ہے، اسی طرح ہنسنس حریمان کی اور ڈوینوس، ذوالشری کی منج شدہ صورتیں ہیں، یورپ کے بعض اساتذہ مشرقیات نے اس بحث پر پُر زور رسائل لکھے ہیں۔

لفظ رحمان خدا کے لیے رحمن کا لفظ اسلام سے پہلے عام طور سے عربوں میں مستعمل تھا اصل میں یہ عبرانی لفظ ہے اور صرف یہود و نصاریٰ اور بعض دیگر ارباب مذہب اس کو بولتے تھے، چنانچہ قرآن کے آخری کلمات میں رحمان ہی کا نام ملتا ہے، سدّ عرم کے عیسائی کتبہ کا آغاز بسمۃ الرحمن الرحیم

لے جو کئی تکلیف نفع الباری تفسیر سورہ نوح میں مذکور ہے، داوریل کی تفصیلی شکل یا قوت نے بحم میں بیان کی ہے۔ بل کی شکل معالم النزل نبوی کے حوالہ سے ہے ۳۵ انسکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۳۸ صفحہ ۳۸۰ ۳۵ برٹانیکا، مضمون با طبع یازدہم۔

سے ہوتا ہے، اسی لیے اسلام نے جب ابتداء رحمان کا نام لیا تو قریش کو اچنبھا ہوا کہ یہ کون
 نیا نام ہے، صلح حدیبیہ میں جب حضرت علیؑ نے عذر نامہ کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
 لکھا تو قریش نے ماننے سے انکار کیا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے،
 قرآن مجید میں قریش کے اس انکار کی تصریح مذکور ہے۔

وَإِذْ أَيْقُلَ لَهُمْ أَسْمَاءُ الرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا
 الرَّحْمَنُ الْكَبْدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ
 نُفُورًا (فرقان) مین اور ترقی ہوئی ہے۔

وَهُمْ يَدَّكِرُ الرَّحْمَنِ هُمْ كَاخِرُونَ انبیاء، رحمن کی یاد سے وہ منکر ہیں
 قرآن نے انکو بتایا کہ خدا کے لیے تمام اچھے نام بولے جاسکتے ہیں، اللہ اور رحمان
 ایک ہی ذات کے مختلف نام ہیں۔

قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا
 سَدُّ عُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى (اسرائیل) اس کے لیے سب اچھے نام ہیں۔

قرآن کے ہر سورہ کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے ہمارے
 مفسرین نے رحمان اور رحیم، دو ہم معنی صفتوں کی کجائی کی متعدد تاویلین کی ہیں، اور ان
 دونوں الفاظ کے معانی کے درمیان نہایت نازک اور دقیق فرق نکالے ہیں، لیکن ہمارے
 نزدیک یہ سب کوہ کا دی و تنوگانی ہے، قرآن کے استعمال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے
 رحمان کا استعمال بطور صفت کے نہیں بلکہ بطور علم کے کیا ہے، چنانچہ تمام قرآن میں ۵۳
 دفعہ یہ نام خدا کے لیے آیا ہے۔ اس بنا پر اسکو صفت قرار دینا صحیح نہیں ہے، سورہ اسرائیل

سیرۃ بن ہشام ص ۷ صبح بخاری

کی اوپر والی آیت سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ رحمان، خدا کی صفت نہیں بلکہ علم ہے۔
 ہم سمجھتے ہیں کہ عرب میں دو متضاد جماعتیں یقین جن میں سے ایک اپنے معبود کو
 اللہ اور دوسری رحمان کہتی تھی، اسلام ان دونوں کو یکجا کرتا ہے کہ تم جسکو اللہ کہتے ہو اور وہ
 جسکو رحمان کہتے ہیں، درحقیقت ایک ہی ذات کی دو تعبیریں ہیں اور یہ باہمی اختلاف محض
 نزاع لفظی ہے، اس بنا پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہیں ہم اپنا کام اُس
 خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں جسکی دوسرا نام رحمان ہے اور جو رحمت والا ہے“

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

مطابق

۲ جولائی ۱۹۱۵ء



تمام شد

فہرست مآخذ انگریزی

چونکہ ارض القرآن کے حاشیوں پر جو انگریزی حوالے ہیں، لیتھو میں اُن کے املا صحیح نہیں رہے ہیں، اس لیے احتیاطاً الگ چھاپکر ضمیمہ کر دیئے جاتے ہیں:

Bevan, The Ancient Geography. بیوان کی جغرافیہ قدیم
Brugsh, History of Egypt under the Pharoahs,
1881. بروگش

Burton, The gold mines of Media, 1875. بوٹن کی طلائے مدین
Brocklman, Semitic languages.

Butlen, Atlas of Ancient Geography, 1866.

Carlyle, Heroes and Hero-worship.

Cruden's Concordance, 1761.

Duncker, History of Antiquities. ڈنکر کی تاریخ قدیم
Encyclopædia Britannica, 1910-1911.

Encyclopædia of Islam.

Encyclopædia of Jews.

Forster, Historical Geography of Arabia. فارستر

Guide to Egyptian collection, British Musium, 1904.

Gibbon, Roman Empire. گبن

Harris, Journey through the Yaman, 1893.

Heeren, Historical Researches of Antiquities. ہیرون

Herodotus, Edited by H. Carey, 1850. ہیروڈوٹس

Historian's History of the World, 1907.

Hogarth, The Penetration of Arabia. ہوگارتھ

Josephus, The Jewish War. یوسفوس، کئی معاربات یہود

Josephus, The Antiquities of the Jew. قدامت یہود

- Josephus, Against Apion. مخالفت یہود
- Palgrave, A journey through central and eastern Arabia.
- Rawlinson, Manual of Ancient History, 1869.
- Rawlinson, History of Ancient Egypt.
- Rogers, History of Babylonia and Assyria, 1901. واجر س امریکائی
- Translation of Quran.
- Amual Laing, Human Origins. سوال لینک اوائل الانسانیۃ
- Sprenger, Ptolemy's map of Arabia.
- Wright, Grammar of Semitic languages.
- Huarth, Histore L. Arabee. فرنچ ہوارثہ کی تاریخ عرب
- Jornal Asitique, 1873, 1874.

